اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

یہ تو نصیحت ہی ہے جو چاہے رب تک رسائی کے لیے اسے مذہب بنالے

قرآن و سنت، مذہب اہل بیت رض اور عقل سلیم کی روشنی میں

صبر و عزا پر فیصلہ کن محققانہ تالیف

www.KitaboSunnat.com

حرمتِ ماتم

اور

تعلیماتِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم

تصنیف تالیف

حافظ مہر محمد میانوالوی

مکتبہ عثمانیہ

نور باوا ○ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عدالت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

تالیف: مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

فاضل نصرۃ العلوم گوجرانوالہ و فاضل تخصص فی علوم الحدیث مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی

جس میں قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے صحابہ کرامؓ کی پاکیزہ سیرت، اعلیٰ و ارفع کردار فضائل و مناقب کو واضح کیا گیا ہے اور اُن پر طعن و تنقید کی حرمت قرآن و سُنت، اجماع اُمت اور اصل کتب شیعہ سے ثابت کی گئی ہے اور اُن پر قدیماً و حدیثاً جتنے اعتراضات کئے گئے ہیں علمی و تحقیقی پر اُن کے دنداں شکن جوابات دیئے گئے ہیں۔ مشاجرات صحابہؓ میں اہل سُنت کا مسلک معتبر بیسیوں کتب سے مرتب کیا گیا ہے۔ الغرض اس کتاب کا ہر سُنی کے گھر عموماً اور علماء و طلبہ کے پاس ہونا ضروری ہے بس دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے آج ہی منگوا کر صحابہ کرامؓ کے مقام کو سمجھیں اس مسئلہ پر اتنا کثیر و قیمتی مواد یکجا آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ اکابر علماء نے اس کو بہت پسند کیا ہے۔

نوٹ:- اہل سنت والجماعت کے مخیر حضرات اسکو غریب و نادار طلبہ اور دینی لائبریریوں میں تقسیم کرکے صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور اس سے مسلک اہل سنت کی تبلیغ کریں۔ ایسے حضرات کو معقول کمیشن دیا جائے گا۔ بڑا سائز صفحات ۳۶۸ کاغذ عمدہ گلیز، رنگین ٹائیٹل قیمت

نوٹ

اس کتاب کا نصف اوّل "فضائل صحابہ کرامؓ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ ہدیہ ۱۲/۰۰

مکتبہ عثمانیہ نورباوا بازار خراداں گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اللہ مدد

حق چار یار

اصل کلمہ اسلام

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

(پ۲۸ ع ۱۲۰۶)

اِذَا اَنَا مِتُّ فَلَا تَخْمِشِیْ عَلَیَّ وَجْهًا وَّلَا تَنْشُرِیْ عَلَیَّ شَعْرًا وَّلَا تُنَادِیْ بِالْوَیْلِ وَلَا تُقِیْمِیْ عَلَیَّ نَائِحَۃً

فرمان رسولؐ فروع کافی ج ۳ ص ۵۲۷

حضور علیہ السلام نے فرمایا اے فاطمہ میری وفات پر منہ نہ نوچنا پیٹنا بال نہ بکھیرنا بین کرنا مجلس ماتم قائم نہ کرنا

صبر و ماتم پر مستند ترین فیصلہ کن تالیف

حُرمتِ ماتم اور تعلیماتِ اہلِ بیت (رضی اللہ عنہم)

◎

۵۰ آیات قرآنی، ۲۵ احادیث نبوی، ۷۰ احادیث اہل بیتؓ از کتب معتبرہ شیعہ اور ۱۵ دلائل عقلیہ کی روشنی میں مسئلہ ماتم پر محققانہ سیر حاصل بحث، مثبت دلائل کا تجزیہ، ہر مکتب فکر کے مسلمات کا خزانہ اور یکساں قابل استفادہ

◎

از : مولانا حافظ مہر محمد میانوالوی

◎

مکتبہ عثمانیہ

نور باوا ٹ گوجرانوالہ

ٹھمے والی، ضلع میانوالی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام کتاب ———— مسئلہ عزاداری و تعلیمات اہل بیت

مصنف ———— حافظ مہر محمد میانوالوی

تعداد ———— ۱۱۰۰

صفحات ———— ۱۲۸

قیمت ———— ۶ء۵۰ ے

مطبع ———— پریس لاہور

طبع دوم ———— اکتوبر ۱۹۸۲ء

ملنے کے پتے

(۱) مکتبہ عثمانیہ، تھمے والی ضلع میانوالی

(۲) مکتبہ شان اسلام، چوک اردو بازار، ۷ راحت مارکیٹ لاہور

(۳) اقبال بک ہاؤس، صدر کراچی۔

(۴) ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

(۵) دفتر تحریک خدام اہل سنت مدنی مسجد چکوال۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

بنام

فرزند رسول سید منیر احمد شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ

صدر جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سکھر

نبیرۂ ولی کامل عارف باللہ حضرت مولینا سید تاج محمود امروٹی قدس اللہ سرہٗ

جس کو ۱۰ محرم ۱۳۹۶ھ میں ماتمی جلوس نے ان کی خانقاہ پر حملہ آور ہو کر گولی سے شہید کر دیا جیسے ان کے اسلاف نے شہید کے جدِ اقدس سیدنا حضرت امام حسینؓ عالی مقام کو مکہ سے بُلا کر غدر کر کے بیدردی سے شہید کر دیا تھا تو ان کی یہ بددُعا رب انتقام نے حقیقت بنا دی "تم پر لعنت ہو۔ حق تعالیٰ دونوں جہاں میں میرا بدلہ تم سے لے گا کہ اپنی تلواریں اپنے نفسوں پر چلاؤ گے۔ اپنے خون خود بہاؤ گے، دُنیا سے نفع نہ پاؤ گے۔ اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے جب آخرت میں جاؤ گے خدا کا ابدی عذاب تمہارے لیے تیار ہے اور تم کو کافروں والا بدترین عذاب دیا جائے گا۔" (خطبہ امام حسینؓ در کربلا۔ جلاء العیون مصنفہ ملا باقر علی مجلسی ص۴۰۹ فارسی مطبوعہ ایران)

کتاب ہذا اسی خطبہ عالیہ کی تفسیر ہے جو ۲۰۰ دلائل عقلیہ، نقلیہ، مسلمہ فریقین پر مشتمل ہے اور خاندان اہلِ بیتؓ سے عقیدت رکھنے والے تمام مسلمانوں سے مطالعہ کرنے کی پرزور اپیل کرتی ہے۔

راہِ خُدا اور سُنتِ مصطفٰےؐ کے شہداء کو لاکھوں سلام

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

محتاج رحمتِ غفار

عزیزه مؤلف

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتتاحیہ

سُنّی بھائیوں کی توجّہ کیلئے
ماتمی مجالس کی حُرمت پر سلف صالحین کے فتاویٰ جات

۱۔ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔

"اگر یومِ وفاتِ حسینؓ کو یومِ ماتم قرار دینا جائز ہوتا تو اس سے کہیں زیادہ حقدار دوشنبہ (پیر) کا دن ہے کہ اسی روز اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور اسی دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۸)

۲۔ علامہ ابنِ حجر مکیؒ صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں۔

خبردار خبردار کہ عاشورا کے دن رافضیوں کی بدعتوں میں کوئی مبتلا نہ ہو اور نہ گریہ و زاری و آہ و بکا کرے۔ نہ غم و الم کا اظہار کرے کیونکہ یہ مسلمانوں کی خصلت نہیں اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو وہ دن (و تاریخ) جس دن آپؐ کی وفات ہوئی اس سلوک کا زیادہ مستحق تھا۔

۳۔ شیخ الاسلام علامہ حافظ ابنِ تیمیہؒ رقمطراز ہیں۔

عاشورا کے دن ماتم و نوحے کے بدعت جو منہ پیٹنے واویلا مچاتے اور رونے دھونے اور مرثیے پڑھنے سے منائی جاتی ہے۔ یہ سلف کی بدگوئی اور لعنت ملامت پر حتیٰ کہ سابقون اولون کی دشنام دہی تک لے جاتی ہے۔ حضرت حسینؓ کی شہادت کے واقعہ میں بہت جھوٹ ہوتا ہے جس کسی نے اس رسم کو جاری کیا اس کا مقصد اس امت میں فتنہ و تفرقہ کا باب کھولنا تھا۔

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

طریقۂ اہلسنت آنست کہ دریں روز عاشورا	اہلِ سنت کا عاشورا کے دن دستور یہ ہے کہ
از مبتدعات فرقہ رافضیہ مثل ندبہ و نوحہ و	وہ رافضی فرقہ کی رونے۔ پیٹنے۔ ماتم وغیرہ
عزا و امثال آں اجتناب کنند کہ آں نہ از	مرثیہ خوانی کی بدعتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔
دابِ مومناں است والا روزِ وفات پیغمبر	کیونکہ یہ مومنوں کا شیوہ نہیں ہے۔ ورنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اولیٰ واحریٰ مے بود بداں۔ (شرح سفر السعادت) | حضور علیہ الصلاۃ والسلام کا یوم وفات اس کام کے زیادہ مناسب ولائق تھا۔

۵۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں۔

اس زمانہ میں جو خرابیاں ہمارے واعظوں میں پیدا ہوگئی ہیں ان میں سے ایک خرابی ان کا تمیز نہ کرنا درمیان موضوعات و غیر موضوعات (کے قصوں) کے ہے اور ان ہی قصوں میں کربلا کا قصہ ہے۔

۶۔ حضرت شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادیؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

تعزیہ بنانا ناجائز ہے اور بنانے والا اس کا فاسق ہے۔ (کمالات رحمانی صفحہ ۱۴۲) آپ نے مسجد میں عبادتِ خدا کا عزم کیا تو مسجد کی گلی میں تعزیہ بھی رہتا تھا آپ نے جوش شریعت میں آکر اس میں آگ لگا دی (ص ۲۲) تعزیہ داروں کے بارے میں فرمایا کہ یہ فاسق و جہنمی ہیں۔ (ایضاً ص ۳۶)

۷۔ حضرت شاہ عبد العزیزؒ محدث ان امور کے متعلق فتویٰ یہ دیتے ہیں۔

یہ تمام چیزیں یعنی تابوت و تعزیہ کی زیارت کرنا اس پہ فاتحہ پڑھنا اور مرثیہ کہنا اور پڑھنا یا سننا اور فریاد و نوحہ اور سینہ کوبی و ماتم ناجائز ہیں۔ کتاب السراج میں خطیب سے یہ حدیث منقول ہے۔ (حضورؐ نے فرمایا) فرضی مزار اور فرضی تابوت کی زیارت کرنے والے پر خدا کی لعنت ہو۔ ۔ ۔ فریاد و نوحہ و سینہ کوبی وغیرہ سب حرام ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص پچھاڑیں کھائے یا بلند آواز سے روئے یا اپنا گریبان چاک کرے وہ ہم میں سے نہیں نیز یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ جس نے اپنا منہ پیٹا یا اپنا کپڑا پھاڑا یا جاہلیت والوں کی طرح پکارا (واویلا کیا) وہ ہم میں سے نہیں۔ (رسالہ محرم ص ۵)

۸۔ فتاویٰ عزیزی میں ایک سوال کے جواب میں ہے۔

اس مجلس (عزا) میں بہ نیت زیارت وگریہ زاری کے بھی حاضر ہونا ناجائز ہے اسواسطے کہ اس جگہ کوئی زیارت نہیں کہ زیارت کے واسطے جائے اور وہاں چند لکڑی جو تعزیہ داسکی بنائی ہوتی ہیں وہ قابلِ زیارت نہیں بلکہ مٹانے کے قابل ہے ص ۱۶۴ اور فاتحہ و درود پڑھنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی نفسہ درست ہے لیکن ایسی جگہ یعنی مجلس تعزیہ داری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے اس واسطے کہ ایسی مجلس اس قابل ہے کہ مٹادی جائے اور ایسی مجلس میں نجاست معنوی ہوتی ہے۔ اور فاتحہ و درود اس جگہ پڑھنا چاہیے جو نجاستِ ظاہری و باطنی سے پاک ہو۔ پس جو شخص پاخانہ میں تلاوت قرآن شریف کی کرے اور درود پڑھے مستوجب ملامت وطعن ہوگا۔ اس واسطے کہ وہ بے محل پڑھنا ہوگا۔ (ص ۱۶۴، ۱۶۵) اسی طرح رد رفض میں لاجواب تصنیف تحفہ اثنا عشریہ میں بھی ماتم کی حرمت صریح بتائی ہے۔ اور اسے نادان بچوں اور عورتوں کا فعل بتایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فتاویٰ عزیزی کی ایک اور عبارت جو جوازِ مجلسِ ماتم پر پیش کی جاتی ہے وہ کسی نے سازش سے اضافہ کر دی ہے کیونکہ آپ ہرگز اسکے قائل نہ تھے۔

۹۔ مولانا عبدالحیٔ فرنگی محلی لکھتے ہیں۔

سوال۔ تعزیہ بنانا اور علم رکھنا اور سینہ کوبی کرنا اور مالیدہ و شربت سامنے تعزیہ کے رکھنا اور اس پر نذر دینا اور اس کو تبرک جان کر کھانا اور پینا اور یوم عاشورا کو ہمراہ تعزیہ کے ننگے سر جانا اور بعد دفن تعزیہ تیسرے روز سوم کرنا مثل سوم مردہ کے اور اس میں اوّل قرآن خوانی کرنا اور پھر مرثیہ پڑھنا اور الائچی دانے تقسیم کرنا یہ امور واجب ہیں یا سنت بدعت ہیں یا حرام اور ممنوع۔ اور کرنے والا کیسا ہے۔ الجواب۔ یہ سب امور بدعت اور ممنوع ہیں اور مرتکب ان کا مبتدع اور فاسق ہے۔

۱۰۔ ایسے ہی سوال کے متعلق قطب العالم مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ارشاد فرمایا۔

"کہ غم کی مجلس تو کسی کے واسطے درست نہیں کہ حکم صبر کرنے اور غم کے رفع کرنے کا ہے تعزیہ و تسلیہ اسی واسطے کیا جاتا ہے تو اس کے خلاف غم پیدا کرنا خود مصیبت ہوگا اور شہادتِ حسین رضؓ کا ذکر مجمع کر کے سوائے اس کے نہیں کہ مشابہت روافض کی بھی ہے اور تشبہ ان کا حرام ہے۔ لہذا عقد مجلس کا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱)

اے اللہ اپنے سب بندوں کو ہدایت نصیب فرما۔

وصلی اللہ علی حبیبہ خیر خلقہ محمد وعلی آلہ واصحابہ واہل بیتہ و اتباعہ اجمعین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق چھ سوالات کا جواب یہ دیا ہے۔

علماء دیوبند کا فتویٰ

داری ناجائز و حرام ہے۔ ۲۔ یہ جملہ رسوم باطل و حرام ہیں۔

(یعنی حضرت حسینؓ کا نام لے کر ماتم کرنا۔ نوحہ پڑھنا، سینہ کوبی کرنا، ضریح۔ براق و تابوت بنانا ان پر روشنی کرنا۔ علم و ذوالفقار اٹھانا، ڈھول تاشہ بجانا)

۳۔ رسومات میں روپیہ صرف کرنا اسراف ہے اور حرام بتانا جائز ہے۔

۴۔ (لڑائی، دنگا، فساد) ناجائز ہے بلکہ یہ رسوم مٹانے کے قابل ہے جس طرح ہو ان کو مٹادے۔ اور فی سبیل اللہ کہنا اس جنگ و جدال کو عموماً اور مطلقاً غلط ہے۔

۵۔ یوم غم منانا جائز نہیں رکھا بلکہ اس سے سخت منع فرمایا ہے۔

۶۔ یوم عاشورا روز مبارک ہے اس میں روزہ رکھنا اور وسعت طعام میں کرنا مستحب ہے۔ باقی رسوم جہلاء کی پابندی کرنا ممنوع ہے اور اس مبارک دن کو منحوس سمجھنا جہالت اور گمراہی ہے۔ احادیث میں اس دن کی فضیلتیں وارد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن کے بارے میں فرمایا ہے۔ صیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السیئۃ اللتی قبلہ۔ (عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہوں کی مغفرت کا سبب ہے۔

فقط۔ واللہ اعلم۔ کتبہ مفتی عزیز الرحمن مدرسہ دیوبند ۶ صفر ۱۳۴۳ھ

الجواب صواب۔ (مولانا) محمد انور شاہ عفا اللہ عنہ۔ (بحوالہ رسومات محرم ص۱۱)

"اعلیٰ حضرت" بریلوی کا فتویٰ

مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بشارۃ الدارین ص۴۲۶ پر لکھتے ہیں: (آپ نے شیعوں کی مجالس میں جانے کے متعلق فرمایا)

الجواب: جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز نہ لی جائے۔ ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی .... اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت۔ محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ بخصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیاں لئام ہے۔ واللہ اعلم۔

(احکام شریعت حصہ اول ص۷۱)

۳۔ مسئلہ۔ بعض اہل سنت و جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ ۲۔ ان دس دن میں کپڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں اتارتے۔ ۳۔ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔ ۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے۔ یہ جائز ہے یا ناجائز؟۔

الجواب۔ پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینے میں ہر تاریخ، ہر دن کی نیاز اور مسلمان کی (برائے ایصال ثواب) فاتحہ ہو سکتی ہے۔ (احکام شریعت حصہ اوّل ص۱۰۱)

۴۔ سوال۔ رافضیوں کے یہاں محرم میں ذکر شہادت و مصائب شہدائے کربلا وسوز خوانی و مرثیہ مصنفہ انیس و دبیر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ حرام ہے۔ ع کند ہم جنس با ہم جنس پرواز۔ حدیث میں ارشاد ہوا ہے۔ لا تجالسوھم۔ ان کے پاس نہ بیٹھو۔ دوسری حدیث میں فرمایا۔ من کثر سواد قوم فھو منھم۔ جو کسی قوم کا مجمع بڑھائے گا وہ انہیں میں سے ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص۱۱/۱۲ اور مجموعہ سہ حصہ ص۸۴)

۵۔ تعزیہ آتا دیکھ کر اعراض و روگردانی کریں اس کیطرف دیکھنا ہی نہ چاہیے۔ (عرفان شریعت حصہ اوّل ص۱۵)۔ ۶۔ تعزیہ بنانا اور اس پر نذر و نیاز کرنا عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اس کو داخل حسنات جاننا.... کتنا گناہ ہے۔

الجواب۔ افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں۔ بدعت و ممنوع و ناجائز ہیں۔ انہیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت اور مذہب اہل سنّت ماننا اس سے سخت تر و خطائے عقیدہ جہل اشد ہے۔ (رسالہ تعزیہ داری ص۱۵)

اس استفتار کے جواب میں کہ بنابر شوکت و دبدبۂ اسلام تعزیہ بنانا اور نکالنا وعلم و براق وغیرہ نکالنا جائز ہے یا نہیں۔ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے حسب ذیل فتویٰ دیا۔ الجواب۔ علم، تعزیہ، بیرق، مہندی جس طرح رائج ہیں بدعت ہیں اور بدعت سے شوکت اسلام نہیں ہوتی۔ تعزیہ کو حاجت روا یعنی ذریعہ حاجت روائی سمجھنا جہالت پر جہالت ہے۔ اور اس سے منت ماننا اور حماقت، اور نہ کرنے کو باعث نقصان خیال کرنا زنانہ وہم۔ مسلمانوں کو ایسے حرکات و خیالات سے باز آجانا چاہیے۔ (مہر) فقیر احمد رضا خاں بریلی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ
تقدیم	
حکام و انصاف پیشہ حضرات کے لیے	۱۰
مختصر تاریخ اسلام	۱۲
سانحہ کربلا کا مختصر ذکر	۱۴
حادثہ کربلا کے دینی پر اثرات	۱۷
محمدی اسلام اور ماتمی اسلام کا باہم باتوں میں تقابل	۱۸
مقام حسینؓ اور عزا کی آڑ میں اسلام کشی	۲۶
عزاداری کے ملی، ملکی اور اخلاقی نقصانات (۱۵ دلائل عقلیہ کی روشنی میں)	۳۰
قارئین سے گزارش	۳۹
اہل السنت والجماعت کے مطالعہ کے لیے	
باب اوّل	
صبر و ماتم اور تعلیماتِ قرآنی (۵۰ آیات)	۴۱
حرمتِ ماتم پر صریح دس آیات	۴۸
باب دوم	
صبر و ماتم اور تعلیماتِ محمدی	۵۳
اہل السنۃ والجماعۃ کی ۲۵ مرفوع احادیث	۵۸
طبعی غم پیغمبر کو بھی ہوتا ہے	۵۸
صبر کا وقت صدمہ کا وقت ہے	۵۹
اپنے قریبی پر بھی ماتم سے آپؐ نے منع فرمایا	۵۹
ماتم سے میت کو عذاب ہوتا ہے	۶۰
آواز سے رونا حرام ہے	۶۱
میت کی تعریف میں مبالغہ عذاب کا باعث ہے	۶۲
ماتم کرنے والے حضورؐ کی اُمت سے خارج ہیں	۶۲
ماتم میں لباس بدلنا بھی جاہلیت ہے	۶۴
میت پر رونے سے رحمت کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں	"
مصیبت کے وقت صبر کا بہت بڑا ثواب ہے	۶۵
احادیث مذکورہ کا خلاصہ	۶۷
شیعہ حضرات کی توجہ کے لیے ستر احادیث مستند کتب شیعہ سے	
ماتم و نوحہ کی حرمت پر کتب شیعہ سے مرفوع احادیث	۶۹
ماتم جاہلیت کا شعار ہے	"
ماتم و بین کی سزا	"
ماتم سے حضورؐ نے منع فرمایا	۷۰
ماتم سے اعمال صالحہ برباد ہو جاتے ہیں	۷۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنوانات	صفحہ
حضرت فاطمہؓ کو حضورؐ نے صبر کی وصیتیں فرمائیں	۷۲
خدا نے بھی صبر کی وصیت نازل فرمائی	۷۳
باب سوم	
صبر و ماتم اور تعلیمات اہل بیتؓ	۷۴
حضرت علیؓ کے ارشادات	۷۶
حضرت امام حسنؓ کا ارشاد و عمل	۷۸
حضرت امام حسینؓ کی وصایا	۷۹
حضرت زین العابدینؒ کے ارشادات	۸۲
حضرت امام باقرؒ کے ارشادات	۸۵
اہم مصیبت پر حضورؐ کی موت یاد کرو	۸۶
حضرت امام جعفر صادقؒ کے ارشادات	۸۷
میت پر بین کرنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے	
تعلیمات اہل بیتؓ کا خلاصہ	۹۱
نوٹ مذہب شیعہ کی بنیادی کمزوری	۹۲
دلائل مذکورہ کا معارض نہیں ہے	۹۵
باب چہارم	
مروجہ ماتم و عزاداری بدعت ہے	۹۷
بدعت کی مذمت (احادیث سے)	"
بدعت کی تعریف	۹۹
بدعات عزاداری کی ایجاد و تاریخ	۱۰۲
تعزیہ کی اقسام	"
مروجہ عزاداری شرک ہے	۱۰۴
۸۔ تفسیر بالرائے کی حقیقت	۱۲۵

عنوانات	صفحہ
(بت پرستی کی حقیقت)	
ماتم و عزاداری کی ایجاد و تاریخ	۱۰۷
مجتہدین شیعہ بھی عزاداری کو حرام کہتے ہیں	۱۰۹
علامہ الفت حسین صاحب کا فتویٰ	"
علامہ محمد حسین کا فتویٰ (اقتباسات کی روشنی میں)	"
بدعتی پر امام جعفر صادقؒ کا فتویٰ	۱۱۲
تعزیہ بنانا خروج از اسلام ہے۔ شیخ صدوق	۱۱۳
ماتم غنا کی وجہ سے بھی حرام ہے۔ امداد حسین کاظمی	"
غنا کی تعریف و تشریح	۱۱۵
مرثیہ خوانی وغیرہ بھی یقیناً غنا ہے	۱۱۶
باب پنجم	
اہل ماتم کے سطحی شبہات اور ان کے جوابات	۱۲۰
ہر دلیل عزا کے رد پر دس اصولی مقدمات	
۱۔ قرآن مستقل حجت نہیں؟	۱۲۰
۲۔ خلاف قرآن احادیث مردود ہوں گی	۱۲۲
۳۔ استدلال کے چار طریقے	"
۴۔ ترجیح کے اسباب	۱۲۳
۵۔ استدلال صرف صحاح سے ہوگا	"
۶۔ نصوص کے مقابلے میں قیاس	۱۲۴
یا عمل عوام سے استدلال باطل ہے	
۷۔ مقربین الٰہی کی طرف گناہ کی نسبت بڑی جسارت ہے۔	۱۲۵
۹۔ خواب کی شرعی حیثیت	۱۲۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

حکّام اور انصاف پیشہ حضرات کی توجہ کیلئے

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد خاتم النبیین وعلی خلفاءہ الراشدین المھدیین وعلی آلہ وصحبہ الانصار والمھاجرین وعلی اہل بیتہ من الازواج والاولاد والعشیرۃ سادۃ للمؤمنین سیما علی ابی محمد الحسن السبط الذی ورد فی شانہ ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین الفئتین العظیمتین من المسلمین وعلی ابی عبد اللہ الحسین الاشبہ برسول اللہ من السرۃ الی القدمین الشہید المقتول بسیف الکوفیین الغادرین۔

اللھم ارحمھما فاحبھما کما قال نبیک اللھم انی احبھما فاحبھما وقال ھما ریحاناتی من الدنیا“

میرے پیارے مسلمان بھائیو اور مومن دوستو! اللہ تعالےٰ رحیم وکریم نے تمام عالم دنیا کی تا قیامت راہبری اور ہدایت کے لیے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول اور نمونہ ہدایت بنا کر بھیجا اور آپ پر اپنی آخری وحی کا شاہکار قرآن عظیم اور کتاب مبین نازل فرمائی جو سب لوگوں کے لیے راہبر، ہادی اور بیان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کتاب اللہ، اپنی سنّت اور جماعتِ صحابہ کرامؓ کے ذریعے عرب کے کفرستان میں ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ وہاں سے آفتابِ دین اسلام نے طلوع ہو کر سب دنیا کو نورِ ہدایت اور ایمان سے جگمگا دیا۔ چنانچہ خلافت راشدہ علیٰ منہاج النبوۃ کے زریں اور مثالی دور میں اسلامی قوت اور ایمانی فوجوں کے سامنے قیصر و کسریٰ اور یہود و نصاریٰ کی سب منظم طاقتیں نیست و نابود ہو گئیں اور کلمۂ اسلام چار سو پھیل کر رہا اور قرآن و حدیث کی وہ متواتر پیشین گوئیاں پوری ہو گئیں کہ یہ اللہ کا دین دنیا کے تمام ادیان پر غالبؑ آ کے گا۔ دعوت دین ہر بدوی و شہری اور جھونپڑی والے تک

۱؎ پ۱۰ رکوع ۱۱، پ۲۶ رکوع ۱۲۔ پ۲۸ ع ۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچے گی[1] محمدؐ کی حکومت تمام مشرق و مغرب میں پھیلے گی[2] قیصر و کسریٰ اور یمن کی چابیاں میرے حوالے کر دی گئیں[3] فتح کا نام لینا آسان نہیں اپنی مرضی اور محض قوت سے ایک اینٹ بھی کوئی نہیں دیتا، دہلیز پر بھی کوئی قدم رکھنے نہیں دیتا مگر ٹھنڈے دل سے سوچیئے مٹھی بھر عرب ربع صدی میں تمام دُنیا پر چھا جاتے ہیں اور چند دفاعی جنگوں کے ردِ عمل کے نتائج کے ظہور سے معلوم دُنیا پر لا الٰہ الاّ اللہ کا جھنڈا گاڑ دیتے ہیں اور سیاست، عدل، معیشت، عسکریت، تہذیب و تمدن، تعلیم اخلاق، روحانیت غرض ہر شعبۂ حیات میں اسلامی و محمدی نظام کا عملی نقشہ دے کر رخصت ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی غیبی قوت ان کے ساتھ اسی طرح تھی جیسے اس کے پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ تھی۔ ان کا دین و عمل پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا دین و عمل تھا جس کی تبلیغ کا ذمہ دار انہی سوا لاکھ (تقریباً) صحابہ کرامؓ، حزب اللہ کو خود پیغمبر پاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر "فلیبلغ الشاھد الغائب" حاضر کو چاہیئے کہ غائب تک یہ احکام پہنچا دے کی سندیں عنایت فرما کر بنا دیا تھا۔

اس مثالی دور میں سب مسلمانوں کا کلمہ ایک، نبیؐ ایک، کعبہ ایک، قرآن ایک سنّتِ نبویؐ ایک، دعوتِ دین ایک، خلیفہ و پیشوا ایک اور فکر و نظر کا محور ایک تھا۔ کسی چیز میں دوئی یا اختلاف کا شائبہ نہ تھا۔

بدقسمتی سے جب نومسلم یہود و مجوس نے منافقت کا روپ دھارا اور ابولؤلؤ مجوسی نے امیر المومنین عبقری اسلام، چمن محمدیؐ کے شجرہ طوبیٰ، خسرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دامادِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جامِ شہادت پلایا اور پھر انہی کی خفیہ تنظیم، عبداللہ بن سبا کی تربیت کردہ پارٹی نے کوفہ، بصرہ، مصر سے یلوہ کر کے امیر المؤمنین شہیدِ مظلوم، ذوالنورین، کامل الحیاء والایمان حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے دردی سے مدینۃ الرسول

---

[1] بخاری و مسلم، [2] جلاء العیون، [3] حیات القلوب وغیرہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں روضۂ اقدس کے سامنے شہید کیا تو آسمان وزمین تھرا اُٹھے، فلک خون بار ہوا، دھرتی خونی منظروں سے سُرخ ہوگئی، مُسلمان افتراق و انتشار کا شکار ہوگئے قصاصِ عثمان مظلوم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خاطر جنگِ جمل میں دس ہزار مسلمانوں نے اور جنگِ صفین میں تقریباً ۷۰ ہزار مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حقیقتِ حال کی ترجمانی اور ملوّث وذمہ دار طبقہ کی نشاندہی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کیا خوب فرمادی:

"قام علی فی الناس خطیبا فذکر الجاھلیۃ وشقاءھا واعمالھا وذکر الاسلام وسعادۃ اھلہ بالالفۃ والجماعۃ وان اللہ جمعھم بعد نبیھم علی الخلیفۃ ابی بکر الصدیق ثم بعدہ عمر بن الخطاب ثم علی عثمان ثم حدث ھذا الحدث الذی جری علی الامۃ اقوام طلبوا الدنیا وحسدوا من افاء اللہ علیھا علی الفضیلۃ التی من اللہ بھا وارادوا رد الاسلام والاشیاء علی ادبارھا واللہ بالغ امرہ الخ" (تاریخ طبری حادثہ جمل)

آپ نے خطبہ دیتے ہوئے زمانہ جاہلیت اس کی بدبختی اور اعمال کا ذکر فرمایا پھر اسلام آپس میں اُلفت وجماعت کی وجہ سے نیک بختی کا ذکر فرمایا اور یہ کہ اللہ نے نبیؐ کے بعد سب کو حضرت صدیقؓ بعد پھر حضرت عمرؓ پر پھر حضرت عثمانؓ پر متفق کر دیا پھر یہ امت پر عظیم حادثہ (قتل عثمانؓ و اختلاف) ان لوگوں نے برپا کیا جو طالبِ دُنیا ہیں اور اس امت کی نعمتِ اتفاق پر حسد کرتے ہیں اسلام اور اس کے اثرات کو جاہلیت کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے کام کو کرنے والا ہے پھر فرمایا میں صبح کوچ کررہا ہوں تم بھی واپس کوچ کرنا اور میرے ہمراہ وہ لوگ نہ چلیں جنہوں نے کچھ بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل میں اعانت کی اور وہ گھٹیا لوگ ہیں وہ اپنے آپ پر نفرین کریں۔ حضرت علیؓ نے تو فیصلہ طالبانِ قصاص حضرت طلحہؓ، زبیرؓ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے حق میں دے دیا۔ مگر قاتلین عثمانؓ نے خفیہ سازش سے رات کو جنگِ جمل بھڑکا دی اور علیحدہ ہونے کی بجائے آپ سے چپٹے رہے حتیٰ کہ صفین میں حضرت معاویہؓ سے لشکرِ اسلام کو جا ٹکرایا۔ اگر یہ لوگ دعویٰ اسلام اور دعویٰ حبِ علیؓ میں ذرا بھی مخلص ہوتے تو بالفعل ۸۰ ۔ ۱ قاتلین عثمانؓ اپنے افراد کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قصاص کے لیے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیتے تو مسئلہ حل ہو جاتا یا اپنے مفسد غنڈوں کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور طالبانِ قصاص کے حوالے کر دیتے تو حضرت علیؓ کو کبھی خونی معرکوں سے نہ گزرنا پڑتا، نہ پبلک آپ سے کنارہ کش ہوتی۔ نہ آپ کا دائرہ حکومت تمام عالم اسلام سے سمٹ کر حجاز و عراق تک محدود رہتا۔ آخر عمر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان مار آستین دوستوں کو پہچان چکے تھے۔ ان کی مذمت میں نہج البلاغہ کے خطبات بھرے ہوئے ہیں مذکورہ بالا سیاسی نقصانات کے متعلق ایک استفسار میں آپ نے کیا خوب فرمایا کہ پہلے خلفاد کے وزراء و اصحاب ہم تھے (کامیابی قدم چومتی تھی، اب ہمارے تم مصاحب ہو (یعنی یہ حالات تمہاری سازشوں ہی کا نتیجہ ہیں۔)

ملا باقر علی مجلسی نے بڑی وضاحت سے لکھا ہے "احادیث معتبرہ (شیعہ) میں وارد ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کی نافرمانی نفاق کفر اور مخالفت سے دل تنگ ہو گئے اور حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) کا لشکر آپ کے ملک کے اطراف و جوانب پر غارت کر رہا تھا اور حضرت کے ساتھی آپ کی مدد نہ کرتے تھے تو منبر پر فرمایا اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ خدا مجھے تم سے جدا کر کے جنت میں جگہ دے ..... پھر فرمایا اے اللہ میں ان سے تنگ آچکا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ ہو چکے ہیں میں نے ان سے دکھ پایا انھوں نے مجھ سے دکھ پایا اے اللہ مجھے ان سے جدا کر کے آرام بخش اور اس کے ہاتھ میں انھیں مبتلا کر کہ مجھے یاد کریں۔ جلاء العیون ص ۱۸۴ ج ۱ (ان منافقوں سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مناسب سلوک دعائے مرتضوی کا نتیجہ ہے)۔

تشیع کا دعوے دار یہی گروہ خارجیت کے روپ میں آیا اور انھی کے ایک بدبخت نے حبِ علیؓ کی قسمیں کھانے کے باوجود آپ کو رمضان المبارک ۴۰ھ میں شہید کیا۔ (رضی اللہ عنہ) (ایضاً)

یہی گروہ اب حضرت حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے گرد اپنے دشمن حضرت معاویہؓ سے لڑنے کی خاطر بھی جمع ہوا۔ مگر یہ صلح وامن اور ترقی اسلام کا حامی شہزادہ، عظیم مدبّر اور فطین جرنیل ان منافقوں کے جھانسے میں نہ آیا۔ ان کی چھاتی پر مونگ دل کر شرائط خاصہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے تحت خلافت و امامت اسلامیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی کیونکہ بجز حکومت و کرسی کی تبدیلی کے اسے اسلام اور اس کے عظیم تر مفادات کے خلاف نہ جانا اگر آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ظالم اور آپ کی خلافت کو ظالمہ جانتے تو کبھی امانت پیغمبر آپ کے سپرد نہ کرتے کیونکہ اس ظلم کا شکار براہ راست اسلام اور مسلمان ہوتے سہیل بن عمرو کے ساتھ مصالحت پیغمبر در حدیبیہ کی اس سے قلعے دکوئی۔ مناسبت ہی نہیں کیونکہ وہاں کفار کا سیاسی و مذہبی اثر مسلمانوں پر پڑ ہی نہ سکتا تھا بلکہ مسلمانوں کا ان پر پڑا کر اشاعت اسلام تیز ہوئی اور فتح مکہ کا سبب بنی۔ فافہم القصہ اس بیعت حسنیؓ سے مشتعل ہو کر شیعوں نے آپ پر قاتلانہ حملہ کیا۔ ران کائی۔ مصلیٰ چھین لیا۔ سفیان بن ابی لیلی جیسے "مومن" نے آپ کو مذل المؤمنین کہا۔ آپ پر بکنے اور کفر کے فتوے لگے یہ اسی احتجاج کی صدائے بازگشت ہے کہ آج بھی امام باڑوں میں حضرت حسنؓ کے نام کی کوئی عزاداری نہیں کبھی بھی کسی کمال پر مخصوص مجلس و تقریب نہیں، لاولد بنائے گئے یا امامت فی الاولاد سے محروم کیے گئے۔ آپ اہل عراق سے جان بچا کر مدینہ میں مقیم ہو گئے پھر اہل کوفہ نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف اٹھانا چاہا آپ نے حضرت حسنؓ کی بیعت و مصالحت کا حوالہ دے کر ان کو واپس کر دیا بعد از وفات حضرت حسن رضی اللہ عنہ بھی انھوں نے یہ کوشش کی مگر ناکام ہوئے۔ وہ حضرت محمد بن حنفیہ (برادر حسینؓ) سے سفارش کرانے لگے تب حضرت حسینؓ نے فرمایا یہ لوگ ہمیں حکومت سے لڑا کر ہمارے خون سے کھیلنا چاہتے ہیں اور انہیں خاموشی پر مجبور کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیس سالہ دور خلافت میں حضرات حسنینؓ کو آپ کے قرابتدار اور سچے طرف داروں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ حسنینؓ سالانہ شاہی دعوت پر دمشق کا دورہ کرتے ملے شدہ اموال کے علاوہ لاکھ لاکھ روپے کا وظیفہ اعزاز و اکرام میں ملتا۔ ان میں سے ہر بات کتب طرفین میں مسطور ہے۔

سانحہ کربلا کا مختصر ذکر

جب حضرت معاویہؓ کے بعد یزید تخت پر بیٹھا۔ آپ کو طبعاً یا نامزدگی یزید سے نفرت تھی غیر جانبدار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے کا فیصلہ کیا۔ مدینہ کے حاکم نے بلایا تو بیعت کے بجائے چپکے سے مکہ مکرمہ چلے آئے۔ یہاں کسی نے بیعت کا مطالبہ کیا نہ شام و مدینہ سے کوئی نیا آرڈر آیا آپ نے تقریباً پانچ ماہ شعبان تا ۱۰ ذی الحجہ بڑے سکون واعتکاف میں جوار بیت اللہ میں گزارے، مثبت یا منفی سیاست میں کوئی حصہ نہ لیا۔

جب اہل کوفہ کو آپ کے بیعت نہ کرنے کا پتہ چلا ان کی دیرینہ تمنا پوری ہونے کا وقت آگیا۔ ہزاروں خطوط بھیجے، وفود پر وفود بھیجے مگر آپ ان کی غدارانہ جبلت اور حضرت علی وحسن رضی اللہ عنہما سے منافقانہ سلوک کے مشاہدہ سے پیش نظر جانے پر آمادہ نہ ہوئے لیکن باربار اصرار پر حالات کی تحقیق کے لیے حضرت مسلمؓ بن عقیل کو بھیج دیا اور وعدہ کیا کہ حالات سازگار ہوئے تو آجاؤں گا۔ حضرت مسلمؓ نے جاتے ہی حالات موافق پائے تو فی الفور آنے کا خط لکھ دیا مگر عبیداللہ بن زیاد کے آنے سے حالات بالکل برعکس ہوگئے حضرت حسین رضی اللہ عنہ عالم غیب سے آگاہ نہ تھے۔ وعدہ کے مطابق جانے کا ارادہ پختہ کرلیا۔ مکہ کے تمام اصحاب، بہی خواہ اور ذمہ دار لوگوں کے روکنے پر بھی نہ رُکے۔ جب مقام ثعلبیہ پر پہنچے تو حضرت مسلمؓ کی شہادت کی خبر ملی۔ فرزدق سے حالات کا علم ہوا، واپسی کا ارادہ کیا مگر مسلمؓ کے نوجوان بیٹے اور بھتیجے اڑ گئے کہ ہم تو ضرور اب جائیں گے اور والد کا انتقام لیں گے آپ نے فرمایا تمہارے بعد میرے جینے کا کیا مزہ ہوگا۔ جب کربلا پہنچے تو وہی خط لکھنے والے حُربن یزید کے ایک ہزار لشکر کے اکثر سپاہی تھے۔ آپؓ نے خطوط کا تھیلا کھول کر پھیلا دیا ایک ایک آدمی کو نام لے لے کر بلایا اور شرمندہ کیا مگر وہ آمادہ نصرت نہ ہوئے پھر آپ نے فرمایا اگر تم میرے آنے پر ناخوش ہو اور پیمان سے پھر چکے ہو تو واپس جاتا ہوں مگر اس لشکر نے آپ کا گھیراؤ کرلیا۔ واپس نہ جانے دیا۔ (جلاء العیون)

عام مورخوں اور ابومخنف افسانہ نگار شیعہ سے مروی بیان کے مطابق شمر وابن سعد بھی تین ہزار کا لشکر لے آئے جب حضرت حسینؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرطیں پیش کیں، یا مجھے واپس جانے دو، یا براہ راست دمشق میں یزید کے پاس جانے دو تاکہ میرے بارے وہ کوئی رائے دے یا آزاد علاقے میں جانے دو میں عام مسلمانوں کی طرح رہوں گا۔ عمر بن سعدؓ خوش ہو گیا۔ ابن زیاد تک پہنچا وہ بھی راضی اور آمادہ مصالحت ہو گیا۔ مگر شمر۔ جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا برادر نسبتی اور حضرت حسینؓ کا ایک قسم کا ماموں تھا۔ صفین میں تو حضرت علیؓ کا خاص شیعہ اور طرف دار تھا۔ اڑ گیا کہ بغیر بیعت لیے حسینؓ کو ہرگز واپس نہ جانے دیا جائے بالآخر ابن زیاد نے یہی آرڈر کیا کہ یا بیعت ان سے لی جائے یا گرفتار کیا جائے۔ حضرت حسینؓ جیسا غیور اور خود دار انسان اس ذلت پر آمادہ نہ ہوا اور فرمایا "اللہ کی قسم! خود کو تمہارے حوالے نہ کروں گا، بدترین کمینہ نہ بنوں گا، غلاموں کے طرز پر فرمانبرداری کا طوق گردن میں نہ ڈالوں گا۔ (جلاء العیون ص۳۹۲) نیز فرمایا میں بحکم خدا ان منافقوں (کاتبان خطوط) سے جنگ کرتا ہوں اور قتل سے نہیں ڈرتا۔ (جلاء العیون ص۳۷۷) بالآخر طرفین میں اشتعال برپا ہو گیا، جو کوفی مکے سے ساتھ آ رہے تھے اس موقع کو غنیمت جانا حملہ میں پیش قدمی کر کے جنگ بھڑکا دی جیسے جمل وصفین میں کر چکے تھے۔ چنانچہ جگر گوشۂ رسول اور آپ کی آل واصحاب کو ان منافقوں، بدعہدوں نے شہید کرکرا کے چھوڑا اور وہ آرزو پایۂ تکمیل کو پہنچا دی جس کے عہد معاویہؓ سے خواہاں تھے۔

یہ تصویر واقعہ عام شیعہ وسنی کتب تاریخ سے مترشح ہوتی ہے بعض محققین کے نزدیک نئی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ آپ یزید سے مصالحت کی خاطر کربلا، سے دمشق کے راستے پڑ چکے تھے کہ مکہ سے ساتھ بلا کر لانے والے۔ شیعان کوفہ نے روایتی غداری کے مطابق جب شکار ہاتھ سے نکلتے دیکھا تو مزاحمت کی ابن سعد کے لشکر نے جب ان کوفیوں باغیوں پر حملہ کیا تو اپنے پرائے کی تمیز نہ رہی اور اس حادثہ فاجعہ کبریٰ میں اہل بیتؓ کے قیمتی نفوس بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

یارب صل وسلم دائما ابدا
علیٰ حبیبک محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حادثہ کربلا کے دین پر اثرات

اب شیعان کوفہ کا اس جرم عظیم کے بعد اور کام ہی کیا ہو سکتا تھا کہ وہ اپنی حرکت پر نادم ہو کر روئیں پیٹیں ہائے حسینؓ ہائے حسینؓ کر کے ماتم کریں اور ابن زیاد اور یزید پر پھٹکار کریں۔ جلاء العیون کی تفصیل کے مطابق حضرت حسینؓ، حضرت بریر بن حضیر (خادم حسینؓ) حضرت زین العابدینؒ، سیدہ زینبؓ، سیدہ ام کلثومؓ، فاطمہ بنت حسینؓ وجملہ اہل بیتؓ نے ان کو بددعائیں دیں اور فرمایا اب تم ہم پر روتے ہو، خدا تمہاری آنکھوں کو خشک نہ کرے۔ اب تم ماتم کر کے ہمارے طرفدار بنتے ہو تو بتاؤ ہمیں قتل کس نے کیا۔ الغرض ان مظلوموں کی بددعاؤں کے صلہ میں ماتم وعزاداری اور اتباع شرع واہلبیت سے دوری اس فرقہ کا خاص مذہب اور گلے کا ہار بن گئی حادثہ کربلا کی بنیاد پر ایک نیا اسلام تعمیر کیا گیا۔ حضرت حسینؓ اور شہداء کربلا کے جسم وخون کا مصالحہ اس میں لگایا گیا۔ دوسری وتیسری صدی کے زرارہ، ہشام، جابر جعفی، برید بن معاویہ ایسے لوگوں کی روایات کے تانے بانے کا لفظ تیار کیا گیا اور چوتھی پانچویں صدی میں کتب اربعہ کی تصنیف سے اس چھت کو مکمل کر دیا گیا۔ آٹھویں نویں صدی ہجری عہد صفوی میں اس نئی عمارت کو جبراً کرایہ پر چڑھا دیا گیا کہ ایران کے شاہ عباس صفوی کے عہد میں شہر قم کے شیعہ علماء بور ڈنے شیعہ ازم مرتب کر کے اسے سرکاری مذہب قرار دیا اور زبردست خانہ جنگی کے بعد ۴۰ لاکھ سُنی مسلمانوں کو تہ تیغ کر کے اسے پھیلایا محمدی اسلام اور اس ماڈرن اسلام میں یوں تو از الف تا یا ہر مسئلہ میں فرق واختلاف ہے جس کا احصاء ناممکن ہے بطور نمونہ اصول میں کچھ ملاحظہ فرمالیں حوالہ کے بجائے کسی بھی عزادار سے پنج تن کی قسم دلا کر پوچھ لیں، تصدیق ہو جائے گی بعض باتوں کا مجمل حوالہ دے دیا ہے مفصل عدالت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

محمدی اسلام	ماتمی وشیعی اسلام
۱۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ اللّٰہ محمدٌ رسولُ اللّٰہ	اس ناقص کلمہ سے ہرگز مومن مسلمان نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو سمجھ اور اعتقاد کے ساتھ پڑھنے سے کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔	ہونا علی ولی اللہ وصی رسول اللہ خلیفۃ بلا فصل کا ملانا شرطِ ایمان واسلام ہے۔
۲۔ ذات وصفات و افعال میں اللہ وحدہٗ لاشریک ہے کوئی پیغمبر، فرشتہ، ولی شریک نہیں ہے۔	صفات و افعال میں حضرت علیؓ بھی شریک ہیں کہ غیب دان، کارساز اور موت وحیات پر قادر و مختار ہیں۔
۳۔ خدا کی ذات اجزاء و اولاد سے پاک ہے۔ (پ۲۵ ع۷)	۱۲ امام اجزاءِ خداوندی نُورٌ من نور اللہ بشری روپ میں ہیں۔
۴۔ مافوق الاسباب دعائیں اور حاجات صرف اللہ تعالےٰ سے مانگنی چاہئیں کہ وہی حاجت روا ہے۔	گنہگار بندے حضرت علیؓ وحسنینؓ سے یہ تعلق قائم کریں وہ حاجت روا، مشکل کشا اور وسیلہ ہیں۔
۵۔ نذر نیاز اور منّت عبادت اور خاصّہ الٰہی ہے۔	حضرت علیؓ وحسنینؓ کے نام کی نذر و نیاز دینی لینی چاہیئے۔
۶۔ بزرگوں کی یادگار (شکل انسانی) کو معظم جان کر عبادت کرنا شرک ہے۔	تعزیہ کی یادگار حسینیؓ کے سامنے جھکنا، اولاد مانگنا وغیرہ ایمان ہے۔
۷۔ کعبۃ اللہ کی حاضری و زیارت بہت اونچا عمل ہے۔	شیعہ کے لیے نجف و کربلا کی حاضری اور زیارت اس سے زیادہ کار ثواب ہے۔ (اصول کافی)
۸۔ منصبِ نبوّت اور انبیاءؑ سب سے افضل ہیں۔	امامت نبوّت سے افضل اور آئمہ انبیاء سے افضل ہیں۔
۹۔ مہبطِ وحی اور صاحبِ کتاب و صحیفہ ہونا خاصّہ انبیاءؑ ہے۔	آئمہ اہل بیت بھی موردِ وحی اور ۱۲ صحائف والے تھے۔
۱۰۔ غلبہ دین اور تمام دُنیا کی ہدایت نبی آخرالزمان سے ہوئی۔	یہ چیز مہدی آخرالزمان کے ہاتھوں سے ہی ہوگی۔
۱۱۔ حضورؐ اپنے مقصد میں ظاہر و باطن میں کامیاب گئے۔	نہیں اس صدمہ سے رخصت ہوئے کہ علیؓ کو تختِ خلافت سے محروم رکھا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۔ حضورؐ نے تبلیغ و تعلیم سے لاکھوں کو مومن بنایا۔	بواسطہ علیؓ ۵۔ ۷ کے سوا کسی بھی شخص کو ایمان نہ ملا۔
۱۳۔ بنصِ قرآن آپ نے ضلالتِ عرب کو ہدایت سے بدل دیا۔	نہیں چند افرادِ خانہ کے سوا کوئی بھی کفر و شرک سے پاک مومن نہ بنا۔
۱۴۔ تقیہ اور دین چھپانا مقاصدِ نبوت کے خلاف ہے۔	پیغمبرؐ بھی تقیہ کرتے تھے ۹/۱۰ حصے دین اسی میں ہے۔
۱۵۔ آپؐ پر نبوت ختم ہے آپؐ کے بعد کوئی معصوم، حلال و حرام میں مختار، مصدرِ شریعت ہستی نہ ہوگی۔	نبوت کے یہ تمام اوصاف اجزائے نبوت آئمہ میں پائے جاتے ہیں وہ دین میں مختار معصوم اور مصدرِ شریعت ہیں۔
۱۶۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کے تحت دین کے ثقلین کتاب اللہ اور سنتِ نبوی ہیں۔	اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کی اتباعِ سنت منسوخ یا ناممکن ہے۔ ثقلین کتاب اللہ اور اہلبیت ہیں۔
۱۷۔ تمام دنیا بالشمول حضرت علیؓ ایمان و ہدایت میں حضور علیہ السلام کی محتاج ہے۔	حضرت علیؓ اور آئمہ پیدائشی مومن و ہدایت یافتہ تھے۔ شیعہ ایمان و ہدایت میں صرف آئمہ کے محتاج ہیں۔
۱۸۔ پیغمبرؐ کے تمام اقوال و اعمال مبنی بر حق ہیں، ان کی تصدیق ضروری ہے۔	صرف وہ مبنی بر حقیقت ہیں جو عترت کی مدح و نوازش سے متعلق ہوں غیر عترت کی مدح و تعظیم کے متعلق ہر قول و عمل میں ظاہر داری اور مصلحت کا احتمال ہے۔
۱۹۔ قرآن اور سنتِ نبوی لازم و ملزوم تاقیامت لوگوں کی راہنمائی کرتے رہیں گے۔	قرآن و اہلبیت لازم و ملزوم ہیں جب اہلبیت کو لوگوں نے پنپنے نہ دیا تو اصلی قرآن کی ہدایت سے بھی تاظہورِ مہدی محروم رہیں گے۔
۲۰۔ موجودہ قرآن وہی اصل قرآن ہے جو	یہ صحیفہ عثمانی ہے اس میں بہت کمی بیشی ہوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوحِ محفوظ میں مرتب ہوئے ہے اور پیغمبرؐ دنیا میں چھوڑ کر گئے۔

ترتیب و ترکیب تو بالکل غلط ہے اصلی اور صحیح مرتب قرآن حضرت امام مہدی کے پاس ہے۔

۲۱۔ بعض مقاماتِ مشکل کے ماسوا قرآن آسان اور عام فہم کتاب ہے۔

انتہائی مشکل اور ناقابلِ فہم ہے امام کے بغیر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ بلا حدیثِ امام قرآن سے استدلال کرنا غلط ہے۔ (مجالس المؤمنین)

۲۲۔ کلامِ خداوندی معجزۂ رسول ہے اس سے اپنے بیگانے عرب و عجم سب فیضیاب ہوئے

اس کی ہدایت کسی کے دل میں نہ بیٹھی حضرت علیؓ اور آئمہ کے ماسوا کوئی صحابی و تابعی قرآن سے ہدایت یافتہ نہیں بن سکتا۔

۲۳۔ حفاظتِ قرآنی کے وعدہ سے مراد اسی قرآن کی حفاظت ہے جو لاکھوں حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہے۔

یہ وعدہ مجموعہ مرتضوی کے ساتھ ہے جو مہدیؑ کے پاس ہے اور سب آئمہ کو یاد تھا۔ اس قرآن کا یاد کرنا ضروری نہیں ہے۔

۲۴۔ بنصِ قرآنی فرشتوں کا ماننا اصولِ دین و ایمان میں سے ہے۔

اصولِ دین و ایمان میں فرشتوں کا ذکر نہیں ہوتا وہ یہ ہیں۔
توحید۔ امامت۔ نبوت، آخرت۔ عدل۔

۲۵۔ فرشتے گناہوں سے معصوم اور دوزخ سے بری ہیں۔

جبریل و میکائیل کے دل میں ذرہ بھر بھی ابوبکرؓ و عمرؓ کی محبت ہوگی تو جہنم میں جلیں گے
(جلاء العیون)

۲۶۔ بنصِ قرآنی ہر شخص اپنے گناہوں کا خود بوجھ اٹھائے گا۔

مسئلہ طینت کے مطابق شیعہ کے تمام گناہ سنیوں پر لاد کر ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

۲۷۔ ہر شخص کو اس کے نیک اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

مسئلہ طینت کے مطابق سنیوں کے اعمالِ حسنہ شیعہ کو دے کر ان کو جنت سے محروم کیا جائیگا۔

۲۸۔ مسلمان کی کبیرہ گناہوں پر باز پرس ہوگی بشرطیکہ توبہ یا رحمت سے خدا معاف

شیعہ قطعاً کسی گناہ پر ماخوذ نہ ہوں گے وہ تولا یا تبرا کی وجہ سے ہر وقت پاک ہوتے رہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کر دے۔

۲۹۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ارکانِ اسلام فرض ہیں کہ ان کا چھوڑنا آخرت میں نقصان دہ ہوگا۔

۳۰۔ کسی جوڑے کا بلاولی و گواہ اجرت و وقت مقرر کر کے تعلق ہی خفیہ آشنائی اور زنا بالرضا ہے۔

۳۱۔ خلافِ ضمیر عمداً بات کہنا جھوٹ اور حرام ہے۔ اپنی جان و مال، نفسِ معصوم کے قتل اور مسلمانوں میں دشمنی ختم کرنے کی خاطر حدیث سے جواز ثابت ہے۔

۳۲۔ کسی مسلمان کو گالی دینا بیزاری اور لعنت کرنا کبیرہ جرم ہے۔

۳۳۔ مکہ و مدینہ مقدس ترین مقامات ہیں ان کے باشندے واجب الاحترام ہیں۔

۳۴۔ کسی مسلمان کو زانی کہنا بڑا سخت جرم ہے۔ ۸۰ درّے حدِ قذف لگے گی۔

۳۵۔ حضرت علیؓ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیا۔

ہیں۔ (مجالس المؤمنین)

یہ کام اچھے ہیں کرنے پر ثواب ملتا ہے مگر نہ کرنے پر شیعہ کو نقصان نہ ہوگا کربلا والی امام حسینؓ کی نماز سب کا کفارہ ہوگی۔

یہی تو متعہ ہے جو سب سے افضل نیکی ہے ایک دو تین چار مرتبہ کرنے سے بالترتیب حضرت حسینؓ، حسنؓ، علیؓ اور پیغمبرؐ کا (العیاذ باللہ) مرتبہ پالے گا۔ (تفسیر المنہج)

یہی تو تقیہ ہے جو $\frac{9}{10}$ حصّے دین ہے ایسا نہ کرنے والا بے ایمان ہے۔ یہ ہر موقعہ پر اپنے مقصد و ضرورت کے لیے کرنا چاہیے۔

(اصولِ کافی)

مگر پیغمبر پاکؐ کی چند بیویوں، خسروں اور خلفاء و اصحاب اور پنجتن کے سوا دیگر قرابتدارانِ پیغمبر کو لعنت کرنا شرطِ ایمان ہے۔

نہیں! اہلِ مکہ خدا کے کھلے منکر ہیں اور مدینہ والے تو اُن سے ستر گنا زیادہ پلید ہیں۔

(اصول کافی)

فرمانِ صادقؒ ہے۔ بخدا شیعہ کے سوا سب لوگ کنجریوں کی اولاد ہیں۔ (روضہ کافی)

آپؓ نے ایسا نہ کیا کہ لوگ مخالف نہ ہو جائیں اگر آپؓ ثابت قدم ہوتے تو کتاب اللہ و سنت اور حق (شیعی مذہب و اسلام) کو قائم کرتے (روضۂ کافی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۶۔ حضرت علیؓ کی فرماں برداری سعادت وعزت ہے مگر کسی بات میں اختلافِ رائے کفر نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کی فرماں برداری ذلت ہے اور نافرمانی خدا کا انکار ہے۔
(روضہ کافی)

۳۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔ (توبہ) اور وہ شیعہ اقرار کے مطابق حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کو ماننے والے صحابہ کرامؓ اور مسلمان ہیں۔ حضرت علیؓ اور تمام ائمہ اہلبیتؓ اسی سنی مذہب پہ تھے شیعہ مذہب کی ایجاد ان پہ بہتان ہے۔

امام صادق کو ایک شیعہ نے کہا فلاں فلاں جو ابوبکرؓ وعمرؓ کو ماننے والے امین سچے اور وفادار ہیں مگر آپکے حیدروں میں وہ امانت سچائی اور وفاداری نہیں ہے تو امام نے غصہ سے فرمایا جو غیر خدا کے بنائے ہوئے امام مانے وہ بیدین ہے اور جو خدا کے بنائے ہوئے امام مانے اسپر گناہوں کیوجہ سے کوئی عتاب نہیں (کافی)

۳۸۔ خدا کسی سے نہیں ڈرتا اس نے پورا قرآن اپنی مرضی سے اتارا ہے۔

خدا نے صاف طور پہ سلام علی آلِ محمد کی آیت نہیں اتاری کیونکہ وہ اندیشہ رکھتا تھا کہ صحابہ اس کو قرآن سے نکال دیں گے (احتجاج طبرسی)

۳۹۔ انبیاء کرامؑ ہر قسم کے گناہوں اور کفر بات سے معصوم ہوتے ہیں۔

اصولِ کفر تین ہیں حرص۔ تکبر۔ حسد۔ حرص آدمؑ نے کیا کہ دانہ کھایا تکبر شیطان نے اور حسد آدمؑ کے دو بیٹوں نے۔ (کافی)

۴۰۔ نماز صرف خدا کی ہے اور وہ قبلہ رُخ پڑھنا ضروری ہے۔

شیعہ کے ہاں ائمہ کی زیارت کی بھی نماز ہے وہ انکی قبروں کیطرف منہ کر کے پڑھی جاتی ہے قبلہ رُخ نہیں۔ (کتب فقہ)

ملحوظ رہے، وہابی قسم کے صاحب علم شیعہ یہ کہیں کہ مذکورہ بعض باتیں کتب شیعہ میں نہیں ہیں تو عرض یہ ہے کہ یہی کچھ ہم نے لکھا ہے یہ ۹۵٪ شیعہ کے عقائد بنیادی اور ائمہ کی تعلیمات کیخلاف ہیں انکی اصلاح کرنی چاہیے اگر شیعہ عالم محمد حسین ڈھکو کا رسالہ اصلاح المجالس والمحافل ساتھ مطالعہ کیا جائے تو ہماری اس تالیف کو مذہبِ اہلِ بیت کی یقینی تصدیق سمجھا جائیگا۔ ان باتوں کا آج شیعہ کا جزوِ ایمان ہونا محتاجِ ثبوت نہیں کسی عام شیعہ سے پنجتن کی قسم دلا کر پوچھے جاسکتے ہیں۔ منہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشکے پیش تو گفتم حالِ دل ترسیدم — آزردہ شوی ورنہ جائے سخن بسیار است

قارئین! ان خرافات سے سمع خراشی کی معذرت چاہتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ یہ اس اسلام کی ادنیٰ جھلک ہے جس کا مرکز نشریات اور ریڈیائی اسٹیشن مسجد کے بجائے امام باڑہ ہے۔ نشر کرنے والے مستند و مشرع علماء نہیں علانیہ شریعتِ جعفری کے تارک ذاکر و موسیقار صاحبان ہیں۔ اس کا مأخذ کتاب اللہ اور سنتِ نبوی نہیں، جہالت، توہم اور غیر مستند کتب مصائب و مناقب ہیں۔ اس کی بنا ملت کے اتحاد پہ نہیں ہے۔ تفریق و منافرت از جمہور مسلمین اس کا مقصدِ اعلیٰ ہے۔ صاحب انسائیکلوپیڈیا آف اسلام کا یہ جملہ کتنا مبنی بر حقیقت ہے۔ "ماتمِ حسین رضی اللہ عنہ کے جلوسوں میں سنیوں کے خلاف جوشِ غضب اس قدر نمایاں ہوتا ہے کہ غیر مسلم تماشائیوں سے تو کوئی تعرض نہیں ہوتا لیکن غیر شیعہ مسلمانوں (سنیوں) کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔"

تعجب ہے کہ ہمارے سنی مسلمان اتنے سادہ لوح کیوں ہو چکے ہیں کہ ان عظیم بنیادی اختلافات کے باوجود ان کی مجالس، جلوسوں اور مذہبی تقریبات میں شرکت کرتے اور کارِ ثواب جانتے ہیں۔ عشرہ محرم میں تو ٹی وی اور ریڈیو بھی شیعی تبلیغ کے اڈے بن جاتے ہیں۔ علمی و مذہبی نکتۂ نظر سے غلط اور غیر مصدقہ بیانات و مضامین شائع کرتے ہیں۔ اخبارات کا بھی یہی وطیرہ ہوتا ہے۔ علماء کے معیاری تحقیقی اور سیرتِ یاران رضی اللہ عنہم پر عملی بہ پرادراصل مجرموں کی نشاندہی پر مشتمل مضامین تو شائع نہیں کیے جاتے۔ ذاکروں، گویوں کی اناپ شناپ اور شیعیت کے مؤید افکار خوب شائع کیے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ ہفتوں جاری رہتا ہے جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ و زبیر رضی اللہ عنہ کی حدودِ شرعیہ و قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں عظیم الشان شہادت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادتِ عظمیٰ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت۔ حضرات شہداءِ احد، بدر، موتہ، بئر معونہ کی قربانیاں۔ ۱۳ سال تک مہاجرین رضی اللہ عنہم کا مشرکین کے ہاتھوں خاک و خون میں تڑپنا، آگ اور پتھروں سے کھیلنا، وغیرہا قربانیوں کی تاریخ بھی تو چاہتی ہے کہ ان کی مستقل یادگار ہو، سرخیاں، اداریے اور مضامین ہوں، جلوس و مجالس ہوں لیکن اگر یہ اس لیے نہیں منائی جا سکتیں کہ تزقیاتِ اسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاند ایک طبقہ کو گوارا نہیں ہیں۔ عام مسلمان چونکہ اتباع شرع کا اصول اپناتے ہیں اس لیے خطبات و مواعظ میں ان کے ذکرِ خیر اور اظہارِ عقیدت کے علاوہ معین تقریبات کو اپنا معمول نہیں بناتے تو سیدنا حسین السبط کے حق میں بھی وہ ۱۳۰۰ سال سے اسی روش پہ گامزن ہیں اور رجب رسومات محرم اور غیر واقعی پروپیگنڈہ کو بجز مخصوص فرقہ کے عہدِ صحابہؓ، تابعینؒ، آئمہ اہل بیتؓ میں اور صفحاتِ تاریخ پر منقش نہیں پاتے تو خطبات جمعہ مواعظِ حسنہ، علمی محافل ہی میں آپ سے راہنمائی پاتے۔ درود و سلام سے خراجِ عقیدت پیش کرتے اور آپ کے افکار و محاسن کو عملی زندگی میں سمونے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ علماءِ اہلِ سنت اور حضرات علماءِ دیوبند اور دیگر مسلمانوں کی مجاہدانہ تاریخ مبنی بر اتباع حسینؓ سب کے سامنے ہے۔ اگر آپ سنی ہیں، متبع رسولؐ ہیں تو آپ کے لیے کتاب اللہ سنتِ نبوی اور اس کے مطابق افکارِ حسینؓ مشعلِ راہ ہیں ان کے مطابق بلاشبہ یادگار منائیں لیکن بدعات اور محزبِ اسلام مخصوص حلقہ کے پروپیگنڈہ سے قطعاً اجتناب کریں ارشادِ نبوی کے مطابق اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس عنوان و ہیئت سے باقی انبیاءؑ پر فضیلت دی جائے کہ ان کی تحقیر و تخفیف مترشح ہوتی ہو تو یہ تفضیلِ خاتم الانبیاءؑ بھی حرام ہے۔ اسی طرح اگر جگر گوشۂ رسول اور آپ کے اصحاب کی شہادت اس انداز سے بیان کی جائے کہ حضورؐ کے ہمراہ جہادِ فی سبیل اللہ میں شہادت نوش کرنے والے شہداءِ احد، بدر، سید الشہداء حضرت حمزہؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علی المرتضیٰؓ پر اور اُن کے مقاصدِ عالیہ پر فضیلت نمایاں ہو یا ان کی تخفیف ہوتی ہو تو یہ احیاءِ اسلام نہ ہوگا اسلام کا خون ہوگا۔

بلاشبہ سیدنا حسینؓ ملت کا مشترکہ سرمایہ ہیں بلاتفریق اُن کا ذکرِ خیر اور مشنِ عالی بیان کرنا چاہیے لیکن ہمیں شیعہ حضرات سے بنیادی اختلافات کی وجہ سے ان سے اور ان کے ایام سے الگ کرنا ہوگا ورنہ ان کی ہی تقویت اور اپنی ملی کمزوری کا باعث ہوگا۔ جیسے سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کی انتہائی محترم شخصیت ہیں مگر کوئی مسلمان گرجا میں کبھی نہیں جاتا کہ وہ غالی محبوں کی منعقد کردہ مسیحی محفل میں شرکت کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر ایسا کریے تو گنہگار ہونے کے علاوہ ملتِ اسلامیہ کے لیے انتہائی باعثِ نقصان ثابت ہوگا۔ اسی طرح حضرت حسین رضؓ سے عقیدت کے باوجود امام باڑہ میں کسی سنی مسلمان کو ماتم وعزا کی محفل میں نہ جانا چاہیئے کہ وہ خلافِ مذہب غالی محبوں کا شریک و ہم نوا ہن کر ملتِ اسلامیہ کے لیے باعثِ نقصان ہوگا جیسے علیحدگی نصاب، علیحدگی کلمہ اور قلت کو کثرت سے بدلنے کے دعاوی کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔

مقامِ حسنین رضؓ اور عزا کی آڑ میں اسلام کشی

بلاشک وشبہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جگر گوشۂ پیغمبر، صحابی رسول اور ہماری آنکھوں کا تارا ہیں۔ بروایتِ ترمذی حضورؐ نے ان کو نوجوانانِ جنت کا سردار فرمایا ہے۔ اور تقریب التہذیب میں اس کے رواۃ کی توثیق کی گئی ہے۔ آپؐ نے انہیں اپنے رانوں پر بٹھا کر یوں دعا مانگی ہے " اے اللہ! میں ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت رکھ اور جو ان سے سچی اتباع والی محبت رکھے تو اُن سے بھی محبت رکھ۔ بروایت بخاری آپؐ نے ان کو اپنے خوشبودار دنیا کے پھول فرمایا ہے۔ اہلِ بیتؓ میں سے ان کو محبوب ترین فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ ان کو گرتے پڑتے دیکھا تو خطبہ میں سے اٹھ کر گود میں اٹھا لیا اور فرمایا خدا نے سچ فرمایا تمہاری اولاد اور مال تمہارے لیے فتنہ ہیں میں نے ان کو صغر سنی سے گرتے پڑتے دیکھا تو کلام روک کر ان کو اٹھا لیا۔ حضرت حسینؓ بروایتِ ترمذی از ناف تا قدم حضورؐ کے مشابہ تھے۔ اور حضرت حسنؓ سر سے ناف تک مشابہ تھے۔ حضرت حسنؓ کو آپؐ کندھے پر اٹھائے تھے ایک صحابیؓ نے کہا صاحبزادے کیا اچھی سواری تم کو ملی ہے تو آپؐ نے فرمایا: سوار ہی کیا بہتر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ واسامہ بن زیدؓ کو رانوں پر بٹھائے دُعا مانگی: اے اللہ! میں دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ۔ حضرت حسنؓ کے متعلق فرمایا، میرا یہ بیٹا سید اور سردار ہے امید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے لشکروں میں صُلح فرما دے گا حضرت حسینؓ کے متعلق فرمایا: یہ مجھ سے ہے میں اس سے ہوں اللہ اسے دوست رکھے جو حسینؓ کو دوست رکھے۔ حسینؓ (عظیم) پوتوں میں سے ایک پوتا ہے۔ (کلہ من مشکوٰۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت حسنؓ کو حضورؐ نے اٹھایا تھا حضرت صدیق اکبرؓ محبت سے فرماتے تھے: خدا کی قسم تو حضورؐ کا ہم شکل ہے علیؓ کا نہیں ہے۔ حضرت علیؓ سامنے سنتے اور ہنستے تھے۔ الغرض دونوں بھائی فضائل و مکارم میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ تاہم حضرت حسنؓ کا پلہ بڑا ہونے اکثیر الصحبۃ ہونے اور سید امت ہونے کی وجہ سے بھاری ہے۔ یہ کس قدر زمانہ کی ستم ظریفی ہے کہ ایک بھائی کو تو خوب شہرۂ آفاق کیا جائے مگر دوسرے کی وہ عظیم الشان بے مثال قربانی اور اتحادِ امت کا عظیم کارنامہ بھی موضوعِ مدح و سخن نہ بنایا جائے جس کی وجہ سے حضور علیہ السلام نے آپؓ کو سید فرمایا ہے۔ پھر تبرکًا سب اولادِ علیؓ کو سید کہا جاتا ہے۔

محض اس لیے کہ اہلِ تشیع و تفریق کو اس سے ٹھیس پہنچی اور اب بھی پہنچتی ہے اور حضرت حسینؓ کی مظلومانہ شہادت اس لیے موضوعِ سخن ہے کہ امتِ اسلامیہ اور حکام بنی امیہ کو گالی دینے اور انتخابِ صدیقؓ در سقیفہ تک اس کے ڈانڈے ملانے میں اور تمام اکابر صحابہؓ کو دشمنِ اہلِ بیت باور کرانے میں مزہ آتا ہے اور روح خوش ہوتی ہے۔ ایک مروجہ نوحے کا بند ملاحظہ ہو:

فرزندِ فاطمہ کا ہے کربلا ٹھکانہ — قبضہ کیا فدک پر یاروں نے غاصبانہ
مولا علیؓ کے حق پر چھاپہ عمرؓ نے مارا — اتنی سی بات کا ہے کرب و بلا فسانہ

یہ تو "حبِ علیؓ نہیں بغضِ معاویہؓ" کا مصداق، اور حبِ حسینؓ نہیں بغضِ صحابہ کرامؓ کا مظہر ہے۔

ورنہ غور کیجیے کہ اگر واقعی حضرت حسینؓ سے الفت ہے۔ اور آپ کی عزاداری جزوِ اسلام اور مقدس تحریک ہے۔ اشاعتِ اسلام (یعنی مسلمانوں کو شیعہ بنانے) کا زبردست ہتھیار ہے تو اس کے مثبت اثرات عزاداروں پر کیوں نہیں پڑتے۔ صحبت اور ذکرِ خیر کی تاثیر ایک لازمی اور مشاہداتی چیز ہے۔ آگ جلنے کی جگہ گرم، پانی بہنے کی جگہ ٹھنڈی ہوادار جگہ پر فضا اور بندشں والی گھٹن دار ہوگی۔ چوروں کی محفل اور ذکر میں چوری کا، بدکاروں کی محفل و ذکر میں شہوانی جذبات کا شوق فطری چیز ہے۔ اللہ والوں کی محفل اور صالحین

نے اس یاوہ گوئی نے تو فیصلہ کر دیا کہ شہادتِ حسینؓ سیاسی مقصد کے لیے تھی دینِ خدا کے لیے نہ تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ذکرِ خیر میں نیکی کا شوق اور تسلسل سے متابعت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ عزادار بے نماز ہیں۔ ان ایامِ عشرہ میں بھی نماز نہیں پڑھتے۔ حالانکہ الفقیہ کی حدیث میں حضرت صادقؒ نے بے نماز کو کافر اور زانی سے بدتر فرمایا ہے کہ زنا تو لذت اور غلبہ شہوت سے صادر ہوتا ہے اور نماز کا بلا عذر عمداً ترک اسے معمولی سمجھنے سے ہوتا ہے جو کفر ہے۔ واعظ و ذاکر سمیت عزادار سنتِ داڑھی کے تارک بلکہ منکر کیوں ہیں کہ داڑھی والوں کو مبغوض جانتے ہیں۔ کیا سنتِ پیغمبرؐ سے ضد ہے۔ تو سنتِ حسینؓ و آئمہ سے بھی ضد ہو گئی۔ کیا ان کی داڑھیاں نہیں تھیں؟۔ قرآنِ پاک سے کیوں نفرت ہے کہ شہداء کو اس کا ثوابِ تلاوت ہدیہ کیے بجائے۔ ماتمی مرثیوں اور دوہڑوں کا ہدیہ بھیجا جاتا ہے۔ اور اپنے مُردوں پر بھی ختمِ قرآن کے بجائے مجلسِ عزا کے ذریعے مغفرت کی دعا کی جاتی ہے۔ کیا حسینؓ کو بھی قرآن سے نفرت تھی۔ یا وہ بھی حفاظِ قرآن اور عالم و عامل بکتاب اللہ کو ترچھی نگاہوں سے دیکھا کرتے تھے؟

جیسے دیہاتوں میں مسلی۔ مراثی۔ نٹ ڈوموں کا طبقہ ۹۰ % شیعہ مذہب رکھتا ہے شہروں میں بھی۔ ٹی۔ وی۔ ناچ گھر۔ موسیقاری کے مراکز۔ ریڈیو سٹیشن۔ سینما جات۔ بازارِ حسن و متعہ وغیرہ اداروں میں اسی قماش کا طبقہ بیشتر ملازم اور مذہبِ غلیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ رمضان کے مقدس ماہ میں تو ان کو نہ نماز کی توفیق ہوتی ہے نہ ناجائز کاروبار بند کرنے کی۔ ہاں اپنے محرم کے مقدس مہینہ میں کلاً یا جزاً سب والے اور کاروبار بند کر کے امام باڑوں اور کربلاؤں میں تشریف لے آتے ہیں جب دس دن ختم ہو جاتے ہیں وہی معصیت کے اڈے اور کاروبار کچھ تیزی سے شروع ہو جاتے ہیں۔ انصاف سے فرمایئے۔ عزاداریٔ حسینؓ اور آپ کے ذکرِ خیر کا یہی منشاء تھا اور یہی انجام تھا؟۔

ان چند مثالوں سے بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ عزاداری کی اس تحریک کا نہ حضرت حسینؓ سے تعلق عقیدت ہے۔ نہ آپؓ کی اتباع حاصل ہوتی ہے بلکہ بڑے بڑے دیندار شیعہ بھی اتباعِ شرع کا خیال نہیں رکھ سکتے۔ عین جمعہ کے موقعہ پر بھی جلوسِ عزاداروں کا نماز پڑھتے نہ دیکھا گیا۔ نہ شامِ غریباں میں کسی نے جماعت کا مشاہدہ کیا۔ شیعہ ماہنامہ المبلغ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمارہ محرم ۱۴۱۹ھ میں ایک ہمدردِ قوم نے اسی پر ماتم کیا ہے۔ چند سطریں ملاحظہ ہوں۔ (منبر مسجد کے خالی ہونے کے بعد) اب رہیں ہماری مجالس، بدنصیبی سے یہ منبر بھی مواعظِ حسنہ سے خالی ہو گیا۔ ذاکرین صاحبان کو تو خیر اس سے کوئی تعلق ہی نہیں وہاں تو بے جوڑ، من گھڑت فضائل اور غلط سلط مصائب بیان کر کے بانی مجلس سے اپنے گلے کی قیمت وصول کرنا مقصود ہوتا ہے۔ مردہ بہشت پڑے یا دوزخ ص۱۶۔

مولانا۔ علامہ۔ سرکار۔ حجۃ الاسلام سے ملقب علماءِ اعلام کو خطاب کر کے ہمدردِ قوم کہتے ہیں :-

" مگر اس خوف سے آپ مسائلِ شریعت بیان نہیں کرتے کہ یہ سوکھے مضامین ہیں سننے والوں کو مزہ نہ آئے گا۔ واہ واہ سے چھتیں نہ اڑیں گی۔ آپ کو دوبارہ بلانے کی ضرورت محسوس نہ ہو گی اور اس سے آپ کا مالی نقصان ہو گا۔

—— مانا کہ انہوں نے توحید کے مسائل خوب سمجھ لیے ہیں لیکن نہ نماز پڑھتے ہیں نہ دیگر احکام پر عمل کرتے ہیں تو آپ کے اس بیان سے فائدہ ؟ آپ نے نبوت کو خوب سمجھا دیا ہے لیکن نبوت کی جڑ ہی قرآن ہے۔ انہوں نے (سامعین) نہ اسے پڑھا نہ سمجھا۔ آپ خلافت اور امامت پہ پورا زور صرف کر کے بیان کرتے ہیں لیکن سامعین کو آپ کے اخلاق آئمہ اور تعلیم آئمہ سے کوسوں دور نظر آتے ہیں۔ اگر آپ اپنے بیان میں عقائد کے ساتھ عمل کو بھی سمو دیتے تو سو میں سے دس تو عامل بن جاتے مگر آپ نے توجہ ہی اس طرف نہیں کی۔ عین مغرب کے وقت آپ کی مجلس ختم ہوتی ہے آپ نے کبھی منبر پر کہا کہ بعد مجلس سب حضرات باجماعت نماز پڑھ کر جائیں۔ اس سلسلہ میں کچھ فضائل نماز کے بیان فرما دیتے تو ایک عملی صورت بھی نکل آتی مگر نہ آپ پڑھاتے ہیں نہ وہ پڑھتے ہیں۔ کیا یہ درپردہ حکمِ الٰہی کی توہین نہیں۔ ص۱۸

گھر کے بھیدی کی اس شہادت سے عزادار ذاکروں۔ عالموں اور بڑے بڑے حجۃ الاسلام علاموں کا عملی کردار سامنے ہے۔ میں تبصرہ کر کے جلتی پہ تیل اور زخموں پہ نمک پاشی کرنا نہیں چاہتا۔ صرف میر کا شعر یاد آ گیا۔ ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لڑکے سے دوا لیتے ہیں

حدیثِ نبوی میں ہے جو قوم بدعت نکالے اس کی مثل ان سے سنّت چھین لی جاتی ہے۔ عمل کا یہ فقدان ارشادِ نبوی کے مطابق بدعاتِ عزاداری کو اپنانے کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے سنی شیعہ بھائیوں کو اس مرض سے بچائے۔

عزاداری کے ملّی ملکی اور اخلاقی نقصانات

اب ہم ماتم اور عزاداری کے دینی ملی اور ملکی و معاشرتی نقصانات کا مختصراً ذکر کرتے ہیں اور بجا طور پہ احتجاج کرتے ہیں جس کا سوادِ اعظم کو حق حاصل ہے۔ کہ ان مجالسِ عزا اور جلوسوں کو بند کیا جائے۔

۱۔ اس کی بنیاد منافرت بین المسلمین پہ ہے۔ مولانا آزادؒ کی تصریح کے مطابق حادثۂ کربلا۔ واقعہ شہادتِ عثمانؓ۔ جنگِ جمل اور جنگِ صفین ہی کی ایک کڑی ہے جو مسلمانوں میں سیاسی اختلافات کا افسوس ناک مظہر ہیں۔ جمہور مسلمان امامِ مظلوم حضرت عثمانؓ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ اور ۸۰ ہزار مسلمانوں کی شہادت کی یادگار نہیں مناتے۔ نہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پہ قاتلانہ حملہ کو اچھالتے اور جلوس احتجاج نکالتے ہیں کہ اس سے پرانے اختلافات تازہ ہوں گے اور انتشار ہوگا۔ کیا کوئی شیعہ دوست برداشت کرسکتا ہے کہ ان اکابر کی عزاداری کے جلوس امام باڑوں اور کربلاؤں شیعی آبادیوں میں کروفر کے ساتھ نکالے جائیں اور سیدنا علی المرتضیٰؓ کے خلاف احتجاج کیا جائے۔ حالانکہ یہ بھی "قاتلینِ عثمانؓ سے بدلہ لو" کے برحق و مبنی بر قرآن مسئلہ پہ شہید ہوئے جس کے لیے حضورؐ نے ۱۵۰۰ صحابہ کرامؓ سے جان کٹوانے کی بیعت کی تھی۔ اگر آپ کو ناگوار ہے تو ہمیں بھی ماتمی جلوس ناگوار ہیں۔ کہ شیعانِ کوفہ و ابنِ زیاد کی ذلیل کارستانی کا ذمہ دار شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر حضرات خلفائے ثلاثہؓ اور مہاجرینؓ و انصارؓ کو قرار دیا جائے اور تمام اہلسنّت کے خلاف اشتعال انگیز مظاہرہ کیا جائے۔

۲۔ جب یہ جلوس۔ محرماتِ شرعیہ۔ توہینِ اہلِ بیت۔ تبرا بر صحابہؓ اور نفرت از امتِ مسلمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر مبنی ہیں۔ تو اہل سنت کے جذبات کو ٹھیس پہنچنا لازمی ہے بھر وسیع پروپیگنڈہ کے تحت جہلاء اہل سنت کا شکار ہونا اور شیعہ کو قوت بہم پہنچانا مزید افسوسناک ہے ہم اپنے اکثریتی علاقوں۔ عام شاہراہوں اور مساجد و مدارس کے قرب و جوار سے ان کو دور رکھنے کا حق اسی طرح رکھتے ہیں جیسے گلی اور محلہ میں سے اوباش لوگوں کو نکالا جائے تاکہ بچیوں اور عورتوں کے لیے فتنہ نہ ہو۔ کیونکہ منافی مذہب امور کو ہٹانا دفاع از عزت سے بھی زیادہ ضروری ہے اس میں بجا طور پر اہل سنت کتنی اور ان کے نظریات کو بدلنا ہے۔ ہمارے علم میں ایسی مثالیں ہیں کہ سنی ہونے کے باوجود بعض لوگوں نے جمعہ چھوڑ دیا ہے۔ علماء اور نیکوں کے پیچھے بھی نماز نہیں پڑھتے جبکہ اہل سنت کا پیش امام متبع سنت و متشرع ہوتا ہے۔ کیونکہ ذاکر نے انہیں بتا دیا ہے کہ پوری داڑھی والا پنجوقتہ پکا نمازی اور سنی حافظ و عالم حسینؓ کا دشمن ہوتا ہے۔ اب تو اسلاف کی اتباع کی یادگار تبلیغی جماعت کو اس ملعون الزام سے متہم کیا جا رہا ہے۔ بلکہ شیعہ کے ایک فاضل باریش و نمازی خطیب کا لاہور میں محرم کا سیزن مارا گیا کہ اس نے نماز کی تاکید شروع کر دی تو سنیت کے الزام میں ہٹایا گیا۔ بالآخر سفارشوں۔ قسموں اور تبروں سے وہ عوام کے سامنے سرخرو ہو سکا۔ چکڑالہ (میانوالی) میں ایک شیعہ عالم نے نماز کا بیان شروع کیا۔ مجمع چلا اٹھا۔ مصائب سناؤ ورنہ چھٹی کرو۔ راقم کو ذاتی تجربہ ہے کہ کسی شیعہ کو احادیث آئمہ کے حوالے سے بھی شریعت کی کوئی بات بتائی۔ تو جواب یہی سنا کہ تم داڑھی والے اور مولوی فسادی ہو۔ ظاہری نماز روزہ میں کیا رکھا ہے۔ غم حسینؓ کرنا چاہیے۔ نجات اس میں ہے۔ اگر کسی کبیرہ اور فسق پر گرفت کی جواب ملا تم بڑے پاک بنتے ہو امام حسینؓ ہم کو چھڑا لیں گے۔ جب عزاداری حسینؓ کا رخ ہی ایسا معاشرہ پیدا کرنا ہے جس میں شرع کی پابندی ختم ہو۔ شفاعت حسینؓ کے گھمنڈ میں (جیسے نصاریٰ کا عقیدہ کفارہ ہے) فسق و فجور کا اعلانیہ ارتکاب کیا جائے توبہ کی ضرورت ہی نہ سمجھی جائے۔ گلی کوچے میں یا علی مدد کے نعرے ہوں۔ گھر گھر متعہ اور عصمت کا پیشہ ہو۔ پنجتن کے نام پر بھیک مانگنا اور دینا بھی خدمت مذہب ہو نیک شریف اور متشرع لوگوں پر آوازے کسے جائیں۔ علماء کے پیچھے جمعہ اور نماز باجماعت سے روکا جائے تو اس میں مذہب اہل سنت ہی کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ ختم نبوت۔ توحید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز اتباع شرع کے وارث یہی ہیں اگر عزاداری کے فاتحانہ جشن اور بدعات کی چکا چوند سے اہلسنت کا بے دین طبقہ متاثر ہوتا ہے اور ان کی گود میں جاکر شعار اسلام اور اس کے حاملین علماء و صلحاء کا دشمن بن جاتا ہے اور صرف یہ مذہب اپناتا ہے کہ شبیر کا غم کرنا مومن کی نشانی ہے تو کیا محمدی اسلام کے وارث اہل سنت و جماعت عزاداری کی مقدس تحریک کے خلاف صدائے احتجاج بلند نہ کریں

۴۔ بالاتفاق سنی و شیعہ دونوں مذہب آگ پانی کا سا اصول و فروع میں تضاد رکھتے ہیں اسے اہل سنت کے فقہی مسالک سے تشبیہہ دینا بالکل غلط ہے ایک پختہ نیک سنی شیعہ کے ہاں ہرگز مومن نہیں اور سمجھدار سنی بھی پیغمبر پاکؐ کی بیویوں اور خلفاء و اصحابؓ کو بے ایمان اور قابل لعنت سمجھنے والے کو کبھی بھی مسلمان نہیں سمجھ سکتا کتنی ہی رواداری اور احتیاط اختیار کی جائے اس اجتماع ضدین میں کسی ایک طرف سے بھی نامناسب حرکت پر امن عامہ پھنک جاتا ہے اور قیمتی نفوس ضائع ہوتے ہیں۔ پاکستان کی ۳۲ سالہ تاریخ میں سالانہ فسادات اور مقتولین شمار کیے جائیں تو سینکڑوں ہیں۔ یہ سب کچھ اشتعال انگیز اور شر پسند ذاکروں مجتہدوں کی مہربانی ہے کہ ہزاروں روپے کی فیسوں کو حلال کرنے کے لیے اپنی مساجد امام باڑوں سے باہر آکر مسلمانوں کی مساجد و مدارس کے سامنے دلآزار ماتم کراتے۔ نعرے لگاتے۔ اور تباہ کن نوحے پڑھتے ہیں ایک نوحے کے چند فقرے ملاحظہ ہوں جن میں اکابر صحابہؓ کو گالیوں کے ساتھ نماز کے شعار سے بھی استہزا کیا گیا ہے ؎

یاران بے وفا سے شکوہ نہیں کسی کو — ایمان نبیؐ پہ لائے لیکن منافقانہ
آنکھیں نبیؐ کی بند ہوئیں اور شر اٹھا — لاشہ حضورؐ کا ہے بے گور و کفن پڑا
واں ہو رہا تھا تخت خلافت کا فیصلہ — ایسی خلافتوں کا بنا تو اصول کیا
مشکل کشا شہید کیا اور پڑھی نماز — باغ فدک غصب کیا اور پڑھی نماز
حضرت حسنؓ کو زہر دیا اور پڑھی نماز — محسن تلک شہید کیا اور پڑھی نماز

گھر فخر انبیاء کا جلایا اور پڑھی نماز

ایسے نمازیوں کا جہنم مقام ہے — زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

(بحوالہ رسومات محرم اور تعزیہ داری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گزشتہ سال سرگودھا کے ایک قصبہ میں ایک ملعون ذاکر نے حبیبۂ حبیبِ رب العالمین ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی جناب میں (بنتِ صدیقؓ ہونے کی وجہ سے) اس حد تک دشنام طرازی کی " پیغمبرؐ بڑے حوصلہ والے تھے کہ ایسی بیوی سے گزارہ کیا اگر ہمارے گھر میں (العیاذ باللہ) ہوتی تو مار مار کر طلاق نامہ دے کر رخصت کر دیتے۔"

مسلمانو! یہ مملکتِ پاکستان میں ہو رہا ہے۔ (ایران نہیں ہے مگر ایران بنانا چاہتے ہیں) کیا حکومت نے ایسے ملعون کا نوٹس لیا۔ اور جہاں پبلک خود پوچھتی ہے لا محالہ فساد ہوتا ہے کہ سب شیعہ عزادار ظاہر و باطن میں مسلح ہوتے ہیں۔ اے حکامِ پاکستان! کیا اب مختار و معز الدولہ کے ہاتھوں لاکھوں مسلمانوں کے قتل کے منتظر ہو۔ کیا ہلاکو و ابن علقمی کے ہاتھوں بغداد و سلطنتِ عباسیہ کی سی تباہی دیکھنا چاہتے ہو۔ کیا ماضی قریب میں نادر شاہ ظالم کے ہاتھوں جامع مسجد دہلی وغیرہ میں لاکھوں مسلمانوں کے قتل کا تماشہ دیکھنا چاہتے ہو! آہ! کب تک پیغمبر پاک کی صاحبزادیوں۔ پاک بیویوں۔ داماد وں۔ والد کی طرح محترم خسروں۔ اور خلفاءِ راشدین و تمام تلامذہ نبوی کی طرف سے دفاع کرنیوالوں کو ہر سال بازار دں چوکوں میں ماتمی جلوسوں کے تیروں اور برچھیوں سے ذبح کیا جاتا رہے گا۔ کیا قافلۂ اہلِ بیت کو گھر بلا کر ذبح کر دینے سے ان کا جوشِ شہادت ٹھنڈا نہ ہوا۔ کیا پورے اسلامِ محمدی کو طلاق دے کر اپنے گھروں سے نکالنے اور ختم کر دینے سے ان کا غصہ فرو نہ ہوا۔ کہ اب سنی مسلمانوں کا قتل روز بروز اضافہ میں ہے۔ محض اس لیے کہ یہ اہلبیت کرام پر نمازِ خطبہ دعا اور عام نقل و حرکت میں ہدیہ درود و سلام پر اکتفاء کرتے ہیں۔ مگر ان کے نام کی یادگار نہیں پوجتے۔ خدا و رسول کا ان کو شریک نہیں بناتے ان سے مدد نہیں چاہتے ان کے نام کی نذر و نیاز اور خیرات نہیں بانٹتے۔ ان کے ماتم وغیرہ میں نماز و اعمالِ شرعیہ کو ضائع نہیں کرتے ان کی محترم مائیں۔ ازواجِ پیغمبر کو۔ ان کے محترم نانے خسرانِ پیغمبر کو بے ایمان اور دشمنِ اہلِ بیت نہیں مانتے۔ پیغمبر پاک کو اپنے مشن۔ تعلیم و تربیت میں ناکام نہیں کہتے۔ قرآن کی صحت اور اعجاز کا انکار نہیں کرتے۔ گنہگاروں کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ ان پر لعنت نہیں کرتے اور ماتم کر لینے سے ان کو جنت کی ٹکٹ بھی نہیں دیتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امتِ محمدیہ کو ملعون کہنے کے بجائے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے۔ اور ۹۵-۹۰ فیصد مسلمان امت کو منافق اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں مانتے۔

آہ! فرزندِ رسول حضرت منیر احمد شاہ نبیرہ قطب العالم حضرت تاج محمود امروٹی سندھی جیسے [illegible] عابد کو ناموسِ صحابہؓ اور اپنی خانقاہ کے تحفظ کے جرم میں اوباش مانیوں کا وہ طبقہ بے دردی سے شہید کرتا ہے۔ اور ہر جگہ نیک مسلمانوں کو کرتا رہتا ہے جو نماز روزہ واتباعِ شرع سے آزاد ہے۔ سال بھر سے خالوں اور متعہ خالوں کو آباد رکھتا ہے مگر عشرہ محرم میں امام باڑوں کو اپنے ماتم وسینہ کوبی سے مزین کرتا ہے۔ ہائے کاش اس قماش کے ذاکر و عزادار کی بیوی کی، بہن بیٹی کی، ماں اور خالہ کی باپ دادے کی عزت محفوظ ہے ان کے ایمان و کردار پر لب کشائی جرم ہے۔ مگر پیغمبر پاکؐ، مقصد کائنات کی بیٹیوں، بیویوں، داماموں چہاروں خلیفوں اور اہلِ بیتِ نبوی کے آباؤ اجداد کی عزت اس ملک میں محفوظ نہیں ہے نبیؐ نہیں ہے تحفظِ عزت کا کوئی قانون نہیں ہے۔ ہر فاسق و فاجر مجالس عزا و جلوس میں جس طرح وہ (یتیم) انداز سے چاہے ذکر کرتا رہتا ہے۔ اندریں حالات ہمارا مطالبہ ہے کہ تمام اہلبیت صحابہ کرامؓ اور آئمہ دین واکابر کی ناموس و عزت کے تحفظ کا قانون بنایا جائے۔ ماتمی جلوس۔ نوحہ خوانی اور نعرہ بازی کا سسٹم ختم کیا جائے۔

۴۔ رسومِ عزا جن واقعات سے وابستہ بتائی جاتی ہیں ان کی کوئی اصلیت اور تاریخی ثبوت نہیں۔ محض عوام کو مشغول کرنے اور زر کمانے اور گروہ بندی کا ہتھیار ہیں شیعہ مؤلف صدہا کتب کی ورق گردانی کے بعد "مجاہدِ اعظم" میں ان واقعات کے متعلق کہتے ہیں:۔

صدہا باتیں طبع زاد تراشی گئیں واقعات کی تدوین عرصہ دراز کے بعد ہوئی.... رفتہ رفتہ اختلافات کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ سچ کو جھوٹ سے علیحدہ کرنا مشکل ہو گیا.... اکثر واقعات مثلاً اہلِ بیت پر تین شبانہ روز پانی کا بند رہنا مخالف فوج کا لاکھوں کی تعداد میں ہونا۔ جناب زینب کے صاحبزادوں کا ۹ اور ۱۰ برس کی عمر میں شہادت پانا۔ فاطمہ کبریٰ کا عقد روزِ عاشورہ قاسم بن حسن کے ساتھ ہونا.... شمر کا سینۂ مطہرہ پہ بیٹھ کر سر جدا کر لینا۔ آپ کی لاش مقدس سے پیراہن تک کا اتار لینا۔ نعش مطہر کا لگدکوب سم اسپاں کیا جانا سرادقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہلِ بیت کی غارت گری اور نبی زادیوں کی چادریں تک چھین لینا۔ شمر کا سکینہ بنت حسینؓ کے منہ پر طمانچہ مارنا۔ سکینہ کی عمر تین سال ہونا... سکینہ کا قید خانہ ہی میں رحلت پانا...... وغیرہ وغیرہ نہایت مشہور اور زبان زد و خاص و عام ہیں حالانکہ ان میں سے بعض سرے سے غلط بعض مشکوک بعض ضعیف بعض مبالغہ آمیز اور بعض من گھڑت ہیں ذاکرین نے صرف رونے رلانے کو مدِ نظر رکھ کر واقعات کی صحت و غیر صحت کو پس پشت ڈال دیا۔ اکثر اہل علم و شعراء نے بکاء اور ابکاء (رونے رلانے) کے سوا کوئی دوسرا مقصد پیش نظر نہ رکھا (ملخص)

۵۔ جلوس عزا میں ماتمیوں کی ہیئت فنکاروں کی سی ہے۔ ہزاروں مسلمان تماشائی کی حیثیت سے شامل ہو جاتے ہیں تو اخباری رپورٹوں اور تصاویر سے شیعہ پرچے یہ اصول بنا لیتے ہیں کہ عزاداری سب مسلمانوں کا مشترکہ سرمایہ ہے مطلقاً اِن کو عام اور آزاد ہونا چاہیے میجارٹی کا دعویٰ کرتے ہیں اسی غلط اصول سے نصاب دینیات الگ کرایا (کیونکہ شیعہ کا دین مسلمانوں سے کوئی جدا ہے) فسادات اور افواج حسین میدان میں لانے کی دھمکی دیتے ہیں اندریں حالات سنی مسلمانوں اور ملک کا مستقبل خطرے میں ہے۔ براہِ کرم ان طاقت کا مظاہرہ جلوسوں کو بند کیا جائے۔

۶۔ مخدراتِ اہلِ بیت جن کا ننگا سر چشم فلک نے نہ دیکھا۔ کی انتہائی توہین ہوتی ہے کہ فاسق و فاجر ذاکر بے سند و ثبوت بھونڈے انداز میں ان کی اسیری۔ بے پردگی حسن و جمال پریشان زلفی۔ سر عریانی اور بین و سینہ کوبی کا خوب ذکر کرتے ہیں۔ اپنی مستورات کے متعلق غیور کے دل میں ان باتوں کا تصور بھی غیرت کے خلاف جانتے ہیں مگر بناتِ رسولؐ پر بااہتمام ننگا کر زبانِ حال سے مشاہدہ چشم کراتے ہیں۔ توبہ توبہ۔ خدارا اس توہینِ اہلِ بیت کو بند کیا جائے

۷۔ اس عزاداری اور وسیع پروپیگنڈہ پہ ایک غیر جانب دار اور غیر مسلم مستشرق یہ کہہ کر انگشت نمائی کر سکتا ہے۔ کہ پیغمبر پاکؐ کے تحفظ اور ان کی دعوت کی خاطر ان کے سامنے اور ان کی وفات کے بعد بھی جانی قربانیاں تو سینکڑوں ہزاروں افراد نے دی ہیں مگر کسی کی یادگار پیغمبر پاک نے قائم نہیں کی نہ کرائی۔ اور نواسہ کی شہادت پر یادگار قائم کرنے کی بقول شیعہ تعلیم دی۔ یا اس پہ رضامندی ظاہر کی۔ گویا منصبِ رسالت کو بھی ان بدعات کے ذریعے اقربا نوازی سے اور تکلف در اجرت سے ملوث کیا جاتا ہے جو آپ کے شایانِ شان نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ شیعہ اسے اپنا مذہبی شعار کہتے ہیں۔ لیکن اگر مذہب ذاکر و مجتہد کے عمل کا نام ہے تو بے شک اپنالیں لیکن اگر مذہب خدا اور رسول اور تعلیماتِ اہلِ بیتؑ کا نام ہے۔ تو ہر گز ہر گز یہ ان کی تعلیم نہیں ہے ان پہ بہتانِ عظیم ہے جس کی تفصیل مستقل پانچ بابوں میں آپ پڑھیں گے۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ شیعہ حضرات اسے مقدس تحریک۔ قومی طاقت کا مظاہرہ اور تبلیغِ اسلام کے حسین نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ تو گذارش یہ ہے کہ آئمہ کی تعلیمات میں ظہورِ مہدی سے قبل علانیہ کسی تبلیغ کی اور طاقت کے مظاہرہ کی اجازت نہیں۔ خلاف ورزی کرنے والا مذہبِ آئمہ سے خارج ہے۔ کافی کا باب التقیہ اور باب الکتمان پڑھیے اور خدا لگتی کہیئے۔ نیز کشف الغمہ میں امام رضاؒ سے منقول ہے کہ جو تقیہ نہ کرے (اپنے مذہب کو نہ چھپائے) وہ ایمان والا نہیں۔ آپ سے پوچھا گیا اے رسول کے بیٹے! کب تک مذہب چھپایا جائے گا؟ فرمایا وقتِ مقررہ تک جو ہمارے قائم مہدی کے نکلنے کا وقت ہے جو تقیہ چھوڑ کر مذہب ظاہر کرنے لگے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نیز جامع الاخبار میں حضورؐ کا ارشاد ہے۔ تارکِ تقیہ تارکِ نماز کی طرح ہے۔ (بحوالہ تفسیر معارف القرآن ج ۵ ص ۴۳۲ از مولانا کاندھلوی) واقعی ارشادِ رسول سچا ہے۔ شیعہ مذہب کو ظاہر کرنے والا پنجوقتہ نماز کی پابندی چھوڑ ہی دیتا ہے۔

۹۔ خدا اور رسول کی تعلیم صبر اور جزع فزع سے ممانعت ایک مغیرہ بدن اور عقلی چیز ہے۔ اسی لیے مصیبت زدہ کی تعزیت کرنا اور تسلی دینا مسنون ہے۔ تاکہ غم کھانے اور گلنے پگھلنے کے نقصان سے اسے بچایا جا سکے۔ اب شیعہ کی خود ساختہ عزاداری اور ماتم و بین بالکل اس کی ضد ہے اور صدہا برس قدیم حادثہ و مصیبت کو تکلف سے یاد کرنا اور رونا دھونا نہ صرف خلافِ شرع ہے بلکہ عقل و فلسفہ کے بھی خلاف ہے۔ اور نفسیاتی تضاد کو جمع کرنا ہے۔ اگر تبلیغِ دین جیسے اہم فریضہ میں جان گھلانے سے قرآن منع کرتا ہے تو ممنوع چیز پہ جان گھلانا بدرجۂ اولیٰ منع ہے۔

۱۰۔ نالہ و زاری فطرۃً باعثِ کرب و اذیت ہے۔ کہ دوسرا شخص بھی اس سے متاثر ہوتا اور رو پڑتا ہے گویا صدمہ کے غیر شرعی اظہار سے غیر متعلق شخص کو بھی آزار پہنچانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ آپ کئی مرتبہ اپنی کس ... سے واقف شخص کو تاکید کر دیتے ہیں کہ میرے ماں باپ کو مت بتانا۔ میرے بیوی بچوں کو اطلاع مت دینا۔ کیونکہ آپ اس کی تکلیف سے ان کو بچانا چاہتے ہیں۔ حضورؐ کی مرضِ وفات میں صحابہؓ رونے لگے آپؐ نے فرمایا مجھے رونے سے تکلیف مت پہنچاؤ۔ اب اگر کسی کی مصیبت پر کوئی بے تحاشا رو ئے اور اصل مصیبت زدہ کو علم ہو۔ جیسے کہ شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ ماتمی محافل میں مستوراتِ اہلِ بیت بھی حاضر ہوتی ہیں معاذاللہ تو اس غیر شرعی اور غیر فطری عمل سے ان کو بھی آزار پہنچانا اور نقصان دینا ظاہر ہے۔

۱۱۔ اب ذرا مذہبی نقصان بھی دیکھیے کہ عزادار اس عمل سے خود کو گناہوں سے پاک اور قطعی جنتی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ یہ تصور کبھی خائف من اللہ اور متقی مومن کو بھی زیب نہیں دیتا۔ پھر وہ عملِ خیر اور اپنی اصلاح و توبہ کی حاجت نہیں سمجھتا۔ تعزیہ، ضریح، عَلَم سے متعلقہ اعمال تو صریح شرک یا مشابہہ بت پرستی ہیں۔ پھر اس نقل کے ساتھ اصل کا سا معاملہ بالکل خلافِ عقل و شرع ہے۔ ان چیزوں پر مال خرچ کرنا اور ہزاروں لاکھوں روپے اڑانا اسراف اور حرام ہے۔ مسرف اللہ کو ناپسند ہیں۔ بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔ علامہ الطاف حسین شیعہ نے کیا خوب لکھا ہے۔ ماتمِ حسینؓ پر جو کچھ شیعہ خرچ کرتے ہیں سب اسراف ہے۔ سروسینہ ماتمِ حسینؓ میں پیٹنا بے فائدہ ہے (تنقیح المسائل) مروجہ ماتم و نوحہ خوانی موسیقاری کے بغیر نہیں ہوتی۔ غناء اور موسیقی کا حرام ہونا اتفاقی چیز ہے۔ لہٰذا یہ مقدس تحریک، عظیم ترین کبیرہ گناہوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حلال نہیں کہلا سکتی۔

۱۲۔ اخلاقی نقصان دیکھیے۔ مردوں عورتوں کا محفل و جلوس میں عظیم مخلوط اجتماع ہے۔ عورتیں کالے زرق برق لباس میں ہیں۔ سر سے عریاں اور پیٹنے کو گریبان سے ننگی ہیں۔ ہر کس و ناکس کو دعوتِ نظارہ دے رہی ہیں۔ اس ماحول اور نعرہ میں کس کا دل اور نگاہ پاک رہ سکتی ہے۔ لاہور کے ایک جلوسِ عزا میں متعالی پیشہ ور خواتین کے منظر سے خوش ہو کر ذمہ دار خطیبِ عزا نے طنزاً فرمایا کہ عزاداری سے منع کرنے والے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولویوں سے تو یہ عورتیں ہی اچھی ہیں۔ کیوں نہ ہوں سال بھر آپ ان کے پاس ثواب کمانے جاتے ہیں۔ دس دنوں میں وہ آپ کے پاس جنت کا ٹکٹ لینے آگئیں۔ حج عورت حج کے سوا۔ نماز در مسجد۔ جمعہ۔ عیدین میں بھی مردوں کے ساتھ شرکت کرنے کی مجاز نہیں تو عزا جیسے ممنوع کام میں اسے اجازت کہاں سے مل گئی؟

۱۳۔ یہ جلوس و محافل کئی امور شرعیہ کے ترک اور ممنوعات کے ارتکاب کا سبب بنتے ہیں۔ بالفرض جائز بھی ہوتے تو بالغیر ممنوع ہوتے یہ امر مسلمہ بین الفریقین ہے مثلاً خرید و فروخت فی نفسہ جائز ہے مگر اذانِ جمعہ کے بعد یا عین صلوٰۃ جماعت کے وقت وہ ناجائز ہے کہ ترک واجب کا سبب ہے۔ سفر فی نفسہ جائز ہے مگر گناہ کے ارادے سے حرام ہے بلند آواز سے قرآن کریم کا سننا پڑھنا کارِ ثواب ہے مگر غیر محرم عورت کا بلند آواز سے پڑھنا دوسروں کو سنانا ناجائز ہے۔ زیارتِ قبور کے لیے جانا مسنون ہے مگر استمداد کی نیت سے جانا حرام ہے۔ عورت کی آواز بھی عورت ہے اس لیے وہ اذان، اقامت تلبیہ بالجہر اور مردوں کو پند و موعظت نہیں کر سکتی۔ اور وہ بدون حوائج ضروریہ کے گھر سے باہر نہیں نکل سکتی۔ اب ان احکامِ شرع کی روشنی میں مجالسِ عزا و جلوس میں عورتوں کی شرکت ماتم و بین سینہ کوبی۔ مرثیہ و نوحہ خوانی کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ لہٰذا ان عظیم گناہوں پر مبنی مجالس و جلوس ناجائز ہی ہوں گے۔

۱۴۔ ذرا غور کیجیے کہ دین کی فطرت رسومِ عزا کا ابا کرتی ہے۔ اہلِ سنت کے جو پابندِ نماز روزہ افراد ہیں ان کا تو ان میں شرکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تبھی عزادار حضرات ان کو طعن و تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور کوئی پابند شرع سنی علماء سے مصاحبت رکھنے والا، شیعہ نہیں بنتا نہ ان کے ہتھکنڈے اس پر چل سکتے ہیں۔ اسی طرح شیعہ حضرات کے بھی ۲، ۳ زمتدین یا پابندِ صوم و صلوٰۃ اور متشرع حضرات ماتمی محافل سے انس و شرکت کے باوجود نہ بین سے روتے ہیں نہ سینہ زنی کرتے ہیں نہ ماتم والے سے بال پریشاں کرتے ہیں۔ نہ تعزیہ وغیرہ سے متعلق امور میں غلو کرتے ہیں۔ یہ مشاہداتی چیز ہے۔ واقعی اگر یہ امور دین ہوتے تو سنی شیعہ دیندار حضرات اسے سب سے اوّل ادا کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ان کو بجا لانے والے یقیناً دیندار بھی ہوتے۔ تو ان رسوم و افعال کا دین کے ساتھ جمع نہ ہو سکنا اور دینداروں میں جاگزین نہ ہونا ان کے غیر دین اور حرام ہونے کی زبردست عقلی دلیل ہے۔ فافہم

۱۵۔ چہاردہ کے مبارک عدد میں محفلِ عزا اور جلوس کی حرمت پر ہم دلائل عقلیہ تو ملاحظہ فرما چکے۔ اس نمبر کو میں حضرت سجادؒ کے ایک ارشاد پر ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

لولا صور لهم الباطل في مثال الحق ما ضل ضال۔ صحیفہ کاملہ۔ — اگر باطل حق کے نمونے اور ماڈل میں ظاہر نہ ہوتا تو کوئی شخص گمراہ نہ ہوتا۔

رسومِ عزا کا یہ سسٹم۔ جو مذہبی۔ اخلاقی۔ معاشرتی اور عقلی خرابیوں پر مشتمل ہے۔ کہ اس میں مشغولی سے۔ نماز۔ پردہ صبر اور کئی احکامِ شرعیہ ختم ہو جاتے ہیں۔ اور اسراف۔ موسیقی۔ بلین امنِ عامہ کی تباہی۔ شرک و بدعت کا ارتکاب لازمی ہو جاتا ہے۔ یہ باطل ایسے روپ میں آتا ہے۔ کہ گویا امام حسینؓ کی شکل و سیرت ہے۔ اور سادہ انسان آپ کی محبت و عظمت کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے اور اس باطل کو حق ہی تصور کرنے لگتا ہے۔ پھر گمراہی پر گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ گویا حضرت سجادؒ نے عزاداری کے ناجائز منظر کی پیشین گوئی کر دی اگر میرے سنی و شیعہ بھائی اس ارشادِ امام پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ تو بصیرت و ہدایت تک رسائی پالیں۔ واللہ الهادي۔

قارئین سے گذارش

اس تفصیلی مقدمہ اور ماتم و عزا کی حرمت پر دلائل عقلیہ کے بعد اصل کتاب کا بحمد اللہ آغاز ہوتا ہے۔ جو ہر شخص کے مسلمات ہیں سے منقولات کا خزانہ ہے۔ اگر آپ سنی ہیں تو ۵۰ ارشادات قرآنی اور ۲۵ ارشاداتِ نبوی کافی ہوں گے۔ اگر شیعہ ہیں تو ۷۰ ارشادات آئمہ اہل بیت جو مستند کتب شیعہ سے مروی ہیں کافی ہوں گے۔ اگر آپ جناب احمد رضا خان صاحب کے پیروکار و معتقد ہیں تو ان کے تفصیلی فتاویٰ بھی آپ کے لیے سرمہ بصیرت ہیں۔ بحمد اللہ مسئلہ ماتم پر یہ فیصلہ کن رسالہ ہے۔ اپنی اپنی مسلمہ شخصیت کے ارشادات پڑھیے۔ قبر و آخرت اور حساب و کتاب کا تصور کیجیے۔ تقلید محض اور ضد سے پرہیز کیجیے۔ جو ان دلائل کا مفاد اور تقاضہ ہو اس کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا عقیدہ وعمل بنائیے۔ نہ میری تشریح کو حرفِ قطعی جانیں نہ سابقہ شنیدہ باتوں کو یقینی جانیں کیونکہ اس سے ہدایت نہیں ملتی ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست   پس بہر دستے نباید داد دست

ہاں ارشاداتِ قرآنی۔ ارشاداتِ نبوی۔ احادیث آئمہ سے جو کچھ ثابت ہو اس سے ہرگز روگردانی نہیں کرنی چاہیئے۔ مولوی عالم۔ ذاکر۔ سید۔ صدر۔ درویش غلطی کر سکتے ہیں مگر خدا و رسولؐ اس کمزوری سے پاک ہیں۔ عمل کرنا نہ کرنا آپ کا کام ہے دلائل کے بعد ہم جبر نہیں کر سکتے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت نصیب فرمائے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه۔ وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وجمیع امته اجمعین۔

خادم القوم مہر محمد میانوالوی

خطیب و مدرس امداد الاسلام جامع نور باوا گوجرانوالہ

۱۱ر نومبر ۱۹۷۶ء بوقت شب۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل　صبر و ماتم اور تعلیماتِ قرآنی

اللہ تعالیٰ کا یہ آخری صحیفہ جو آخری پیغمبر سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا اس میں اصولاً ہر مسئلہ پر رشد و ہدایت کی تعلیم موجود ہے۔ ہمارے متنازع فیہ تمام مسائل کو حل اور اختلافات کو ختم کرنے والا سب سے معتبر قاضی یہی کتاب اللہ ہے اِس سے اوپر کی عدالت ہی کوئی نہیں آئیے دربارِ قرآنی سے فیصلہ کرالیں کہ آیا مال جان عزت اولاد احباب اور بزرگوں پر مصائب و آلام نازل ہونے پر صبرِ جمیل اور سکوت اختیار کرنا چاہیے یا رونا پیٹنا آہ و فغاں کرنا شعار بنانا چاہیے۔ لفظ صبر اور صابر وغیرہ کا استعمال قرآن پاک میں تقریباً ۱۰۰ مرتبہ آیا ہے۔

صبر کے لغوی معنی بند ہوجانا۔ جم جانا اور رونے پیٹنے سے رکنا ہیں۔

تینوں کا حاصل یہی ہے کہ اللہ کے احکام پر استقامت بپختگی دشمن و شیطان کے مقابلے میں ثابت قدمی دکھاؤ۔ تمام معاصی سے بند رہو۔ اور مصائب آنے پر جزع فزع گریہ و بین اور تمام خلافِ شرع امور سے بچ کر رہو۔ گویا صبر کے تین درجے ہوئے۔

صبر بر طاعات (نیکی پر پختگی) صبر عن المعاصی (گناہوں سے رکنا) صبر علی المصائب (مصائب آنے پر رونے پیٹنے سے رکنا) عرفِ عام۔ محاورہ لغت اور عام مفصل آیات میں اسی تیسرے مفہوم کو زیادہ تر استعمال کیا گیا ہے۔ اسی کے مقابل جزع فزع۔ رونا اور پیٹنا اور رین و ماتم کرنا ہے۔ اردو لغت کی کتاب میں لفظِ صبر کے تحت یوں لکھا ہے۔

صَبْر (مذکر) کسی صدمے یا حادثے پر خاموشی اختیار کرنا۔ شکیب۔ بردباری سہائی تحمل۔ توقف ....

صَبر آنا۔ قرار آنا تسلی ہونا۔ صَبر اور شکر کرنا۔ تکلیف کی حالت میں شکر بجا لانا۔ کسی مصیبت یا بلا پر چپ ہو رہنا۔ اور جزع کے تحت یہ لکھا ہے: بے صبری اور بیقراری جزع فزع۔ گریہ و زاری۔ (نسیم اللغات ص ۲۳۶ مرتبہ شیعہ حضرات مطبوعہ شیخ غلام علی)

صَبر اور جزع و فزع و گریہ و زاری کا آپس میں مدِ مقابل ہونا نہ صرف لغت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے بلکہ بر تقابل مندرجہ ذیل آیت میں خود اللہ پاک نے فرمادیا ہے کہ متکبرین کمزوروں سے قیامت کے دن یہ کہیں گے۔

سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِن مَّحِيصٍ (ابراہیم ع ۳) (از ترجمہ مقبول ص۳۰۸)	مگر ہمارے لیے تو دونوں حالتیں برابر ہیں خواہ ہم روئیں پیٹیں یا صبر وسکوت اختیار کریں ہمارے لیے تو کوئی چھٹکارا ہی نہیں ہے۔

اس شیعی ترجمہ سے یہ واضح ہوگیا کہ قرآن پاک میں بھی صبر کا معنیٰ صبر و سکوت اور اس کی ضد رونا و پیٹنا ہے۔ اب جہاں (مقام جہاد کے علاوہ) لفظ اصبر اور صابر کا استعمال ہوگا وہاں مصیبت کے مقابلے میں خاموش ہونا۔ اور رونے پیٹنے سے رکنا مراد ہوگا گریہ نالہ سے بچنے والے صابروں کی تعریف ہوگی۔ اس کے برعکس تارکین صبر روتے پیٹنے والوں کی مذمت ہوگی۔

اس باب میں ہم صرف پچاس ۵۰ دلائل پر اکتفاد کرتے ہیں۔ اگرچہ مومن کے لیے ایک لفظ ہی کافی ہے۔ ترجمہ شیعہ مولوی مقبول کا ہے۔

۱۔ وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ بقرہ ع ۵	اور تم اللہ سے مدد مانگو صبر اور نماز کے ذریعے۔
۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ۔	اے ایمان والو! صبر اور صلوٰۃ کے ذریعے مدد مانگو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
۳۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ	اور جو لوگ راہ خدا میں قتل کیے جائیں انکو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور لیکن تم نہیں سمجھتے۔
۴۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا	اور ہم ضرور تم کو تھوڑے سے خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے آزمائیں گے (اور اے پیغمبر) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری پہنچا دو جو مصیبت پڑنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

کے وقت یہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کے حضور پلٹ کر جانیوالے ہیں۔

۵۔ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ.

(بقرہ ع ۱۹)

یہی وہ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی جانب سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔

ان متصل چار آیتوں میں شہداء کے متعلق ہمیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ان کو نہ مردہ جانو نہ مردوں کا سلوک کرو بلکہ وہ درحقیقت زندہ ہیں مگر ان کی زندگی کا ادراک تم نہیں کر سکتے۔ تو شہداء کو نہلانا۔ ان پہ رونا پیٹنا۔ ماتم کرنا۔ تیجا۔ دسواں۔ چالیسواں برسی منانا۔ ضریح اور قبر کی شبیہہ بنانا۔ ماتم و غم کی مجلس منعقد کرنا۔ اس کے لیے جائے مخصوص بنانا اور چٹائی بچھوڑی بچھانا وغیرہ امور بطورِ دلالت اس آیت سے ناجائز ٹھہرے کیونکہ قدیم و جدید عرفِ عام میں یہ سب باتیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں اور شہید کو مردہ کہنا یا مردوں کا سا سلوک کرنا روا نہیں ہے۔

رہا شہید پہ بعض مذاہب میں نمازِ جنازہ۔ یا ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت یہ مردے کا خاصہ نہیں ہے۔ نمازِ جنازہ ایک قسم کی دعائے مغفرت ہے۔ اور ایصالِ ثواب وغیرہ میں زندے بھی مشترک اور شامل ہیں صرف دفن در قبر خاصہ میت ہے مگر شہید کے لیے وہ اضطراری اور دیگر دلائل سے ثابت ہے تو آیتِ ہٰذا میں اس کی نفی مراد نہ ہوگی۔ نیز صراحتہً یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ تمام مصائب پہ شہداء کے متعلق رشتہ دار و پیروکاروں اور ماننے والوں کو کلمہ استرجاع پڑھنے کے سوا کسی قسم کی حرکت کی اجازت نہیں اور ایسے صابر ہی خدا کی رحمت و درود کے مستحق ہدایت یافتہ ہیں اس کے برعکس بے صبر۔ رونے پیٹنے والے۔ ماتم و بین کو مذہب بنانے والے خدا کی رحمت سے محروم (ملعون) اور ہدایت سے تہی دامن (گمراہ) ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ گو آیتِ کریمہ شہداءِ احد و بدر وغیرہ صحابہ کرامؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ مگر الفاظ تو عام ہیں۔ حضرات شہداءِ کربلا رحمہم اللہ اجمعین بھی ان آیات پہ عامل اور ان کے مصداق بنے۔ ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہدایت یافتہ اور صلوات و رحمت سے معمور پیروکار اہل سنت ہی ہیں جو آیات بالا پر عامل اور بدعات سے بے زار ہیں۔

۶۔ وَالصَّابِرِيْنَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِيْنَ الْبَأْسِ (پ ۲ ع ۶)	اور تنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کی سختی کے وقت صبر کرنے والے ہوں۔
۷۔ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ أَقْدَامَنَا (پ ۲ ع ۱۶)	اے ہمارے پروردگار! ہم کو پورا صبر عنایت فرما اور قدم جمے رکھ۔
۸۔ فَمَا وَهَنُوْا لِمَا أَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ (پ ۴ ع ۶)	پھر خدا کی راہ میں جو مصیبت ان پر پڑتی رہی اس سے انہوں نے ہمت پست کی نہ بودا پن ظاہر کیا اور نہ دشمن کے آگے گڑگڑائے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
۹ بَلٰى إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ (پ ۴ ع ۶)	ہاں اگر تم صبر کرو اور نافرمانی سے بچو اور دشمن تمہیں یکایک آلیں (تو خدا کی مدد آئے گی)۔
۱۰ وَإِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَإِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ (پ ۴ ع ۱۰)	اور اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگار رہو گے تو یہی توپختگی کے کاموں میں سے (ایک بات) ہے۔
۱۱۔ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا (پ ۴ ع ۶)	اے ایمان لانے والو صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ۔
۱۲۔ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَأُوْذُوْا حَتّٰى أَتَاهُمْ نَصْرُنَا (پ ۷ ع ۱۰)	پس انہوں نے اپنے جھٹلائے جانے اور تکلیف دیے جانے پر صبر کیا جبتک کہ انکے پاس ہماری مدد نہ آئی۔
۱۳۔ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا (پ ۹ ع ۵)	موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔
۱۴۔ وَاصْبِرُوْا إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ۔ (پ ۱۰ ع ۲)	اور تم صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵- وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ (پ ۱۲ ع ۱۰)

اور صبر کرو بے شک اللہ نیکو کاروں کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

۱۶- قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَکُمْ اَنْفُسُکُمْ اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (پ ۱۲ ع ۱۲)

بلکہ کسی بڑی کارروائی پر تمہارے نفسوں نے ورغلا کر تم کو آمادہ کیا لہذا صبر بہتر ہے اور جو کچھ تمہارا بیان ہے اسکے متعلق خدا ہی سے مدد مانگتا ہوں۔

ماتمی فرقہ کا یہ کہنا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے لخت جگر کی جدائی پر رونا پیٹنا اور ماتم شروع کیا۔ افترا بر پیغمبر ہے۔ بلکہ آپ نے بنص قرآنی صبر جمیل اختیار فرمایا۔ نہ حرف شکایت زبان پر لائے نہ آواز سے روئے اور بین کیا۔ البتہ غم دلبند جگر میں پیوست ہو گیا تھا آنکھیں اس کے اثر سے سفید ہو گئیں تو کبھی کبھی جناب الٰہی میں یوں فریاد کرتے۔

۱۷- اِنَّمَا اَشْکُوْ بَثِّیْ وَحُزْنِیْ اِلَی اللّٰهِ۔ (پ ۱۳ ع ۴)

کہ میں اپنی پریشانی اور رنج کی شکایت خدا ہی سے کرتا ہوں۔

رب تعالٰی سے مناجات میں اظہار حزن اور غم کا بوجھ اس کے سپرد کرنے کی شرعاً اجازت ہے۔ عوام کے سامنے رونے پیٹنے اور ماتمی جلوس کی سنت حضرت یعقوبؑ نے نہیں اپنائی۔ ہم نے کسی شیعہ کے متعلق یہ نہ سنا کہ وہ ہر وقت بغیر ایام مخصوصہ محرم، غم حسینؓ میں ڈوبا رہتا اور آنکھیں سفید کر دی ہوں۔ مولوی مقبول صاحب اس جگہ حاشیہ پہ لکھتے ہیں کہ صبر جمیل وہ ہے جس میں آدمیوں کے سامنے کوئی شکوہ و شکایت نہ کی جائے۔

۱۸- وَالَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ (پ ۱۳ ع ۹)

اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے صبر کیا۔

۱۹- سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (پ ۱۳ ع ۹)

بعوض تمہارے صبر کرنے کے تم پر سلامتی ہو دیکھو تمہارا انجام کار کیسا اچھا ہوا۔

۲۰- وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰی مَآ اٰذَیْتُمُوْنَا۔ (پ ۱۳ ع ۱۴)

اور جو تکلیفیں تم ہم کو پہنچاتے ہو ہم ان پر ضرور صبر کریں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۱۔ سواء علینا اجزعنا ام صبرنا۔ (پ ۱۳ ع ۱۵)

ہمارے لیے تو دو حالتیں برابر ہیں خواہ ہم روئیں پیٹیں یا صبر و سکوت اختیار کریں۔

۲۲۔ الذین صبروا وعلی ربہم یتوکلون (پ ۱۴ ع ۱۲)

وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا اور جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اس کو جانتے ہوتے۔

۲۳۔ ولنجزین الذین صبروا اجرہم باحسن ما کانوا یعملون (پ ۱۴ ع ۱۹)

اور جن لوگوں نے صبر کیا اس کا اجر ہم ضرور اس سے کہیں بہتر عطا کریں گے جیسے کردہ عمل کیا کرتے تھے۔

۲۴۔ ثم ان ربک للذین ہاجروا من بعد ما فتنوا ثم جاہدوا وصبروا ان ربک من بعدہا لغفور رحیم۔ (پ ۱۴ ع ۲۰)

پھر ضرور ہے تمہارا پروردگار ان لوگوں کے واسطے جنہوں نے آزمائے جانے کے بعد اپنے گھر چھوڑے پھر جہاد کیے اور صبر کیا۔ (مہربان ہے۔)

۲۵۔ واصبر وما صبرک الا باللہ۔ (پ ۱۴ ع ۲۲)

اور اے رسول! صبر کرو اور تم سے صبر نہ ہوگا مگر اللہ ہی کی مدد سے۔

۲۶۔ قال ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولا اعصی لک امرا۔ پ ۱۵ ع ۲۱)

موسیٰؑ نے عرض کی اگر اللہ نے چاہا آپ مجھے صبر کرنیوالا ہی پائیں گے اور میں کسی معاملہ میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

۲۷۔ واسماعیل وادریس وذا الکفل کل من الصابرین۔ (پ ۱۷ ع ۶)

اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل ان میں سے ہر ایک صبر کرنے والا تھا۔

۲۸۔ والصابرین علی ما اصابہم۔ (پ ۱۷ ع ۱۲)

(بشارت دو ان کو) کہ جو مصیبت ان پر پڑتی ہے اس پر صبر کرنے والے ہیں۔

۲۹۔ انی جزیتہم الیوم بما صبروا انہم ہم الفائزون۔ (پ ۱۸ ع ۶)

آج جیسا کہ انہوں نے صبر کیا تھا ان کو میں نے جزا دی کہ وہ کامیاب ہیں۔

۳۰۔ اولئک یؤتون اجرہم مرتین

یہی وہ لوگ ہیں کہ جن کو بوجہ اس کے کہ انہوں نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِمَا صَبَرُوْا (پ ۲۰ ع ۹)
صبر کیا دوہرا اجر دیا جائے گا۔

۳۱۔ اِنَّ فِیْ ذَالِكَ لَاٰیَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ (پ ۲۱ ع ۱۳)
بے شک ہر صبر کرنے والے اور شکر کرنے والے کیلئے اسمیں بہت سی نشانیاں ہیں۔

۳۲۔ وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ۔ (پ ۲۴ ع ۱۹)
اور اس خصلت (بدی کا دفعیہ اچھائی سے کرنا) کے قبول کرنے کی توفیق سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے صبر کیا ہے اور کسی کو نہیں ملیگی۔

۳۳۔ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذَالِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (پ ۲۵ ع ۵)
اور البتہ جو صبر کرے اور بخش دے تو اسمیں شک نہیں کہ یہ معاملات کی پختگی میں داخل ہے،

۳۴۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِیْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِیْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ۔ (پ ۲۶ ع ۸)
اور ہم تمہاری آزمائش ضرور کریں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنیوالوں کو سمجھ لیں اور صبر کرنیوالوں کو سمجھ لیں اور تمہاری خبروں کو جانچ لیں۔

۳۵۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ۔ (پ ۲۹ ع ۴)
اب تم اپنے پروردگار کے فیصلے کے انتظار میں صبر کرو۔ اور مچھلی والے کے مانند نہ ہو جاؤ۔

۳۶۔ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا (پ ۲۹ ع ۷)
اب تم نہایت خوبی کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔

۳۷۔ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۳)
اور لوگ جو کچھ بھی کہتے ہیں اسپر صبر کرو اور ان کو خوبی کے ساتھ چھوڑ بیٹھو۔

۳۸۔ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّ حَرِیْرًا۔ (پ ۲۹ ع ۱۹)
اور جیسا کہ انہوں نے صبر کیا ہے اس کے عوض میں ان کا بدلہ جنت اور ریشمی لباس عطا کریگا۔

۳۹۔ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (پ ۳۰ بلد)
پھر وہ ان لوگوں میں سے ہوتا جو ایمان لائے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کرنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کرتے رہتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ۔ (پ ۳۰ عصر)

(انسان ٹوٹے میں ہے) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی پیروی کی تاکید کرتے رہے اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کرتے رہے۔

حرمتِ ماتم پر صریح آیات۔

۱۔ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ۔

اور اگر بدلہ لو تو اتنا ہی بدلہ لو جتنی کہ تم پر سختی کی گئی اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنیوالوں کے لیے بہت ہی اچھا ہے۔

۲۔ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ۔ (پ ۱۴ ع ۲۲)

اور اے رسول! صبر کرو اور تم سے صبر نہ ہوگا مگر اللہ ہی کی مدد سے۔ اور ان (شہدائے احد) کے متعلق رنج نہ کرو۔

یہ دونوں آیتیں باتفاق مفسرین غزوہ احد کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔ جبکہ ۷۰ پروانہائے شمع محمدی آپ کے دفاع اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے کفار کی تلواروں اور نیزوں سے حضور علیہ السلام کے سامنے خاک و خون میں تڑپے حتیٰ کہ آپ کے مبارک چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب بھی انتہائی بے دردی سے شہید ہوئے۔ ناک کان کاٹ کر آپؓ کا مثلہ کیا گیا۔ پیٹ چاک کیا گیا۔ کلیجہ چبایا گیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر غم کا پہاڑ ٹوٹا... ۷۰ دفعہ عم محترم پہ نماز جنازہ پڑھی۔ فرطِ غم اور جوشِ انتقام سے فرمایا اگر اگلے سال ہمیں کفار پر غلبہ نصیب ہوا تو ہم ان کے ۷۰ آدمیوں کے ساتھ یہی سلوک کریں گے تو آیتِ کریمہ نے آپ کی آتشِ غم و انتقام پر رحمت کا چھڑکاؤ کیا صرف بالمثل انتقام کی اجازت ملی پھر بھی صبر کو بہترین فرمایا۔ شہداء پر غم کھانے کو ممنوع قرار دیا۔

اگر نالہ و غم اور ماتمی رسوم کی اسلام میں قدرے بھی گنجائش ہوتی تو کبھی بھی قرآن کریم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ کے انتہائی جذبات پر قدغن نہ لگاتا بلکہ غم اور سوگ منانے کی اجازت دیتا۔ مگر جب تین دن سے زیادہ سید الشہداء حمزہؓ پر ماتم وگریہ ممنوع ہوگیا۔ تو چالیسواں یا سالانہ برسی اور یادگار کا تو عہدِ نبوی میں تصور ہی نہ تھا۔ تو آپؐ کے مہکتے پھول حضرت امام حسینؓ اور آپ کے ساتھیوں کا غم منانے کی بھی اسلام میں گنجائش نہیں۔ چہ جائیکہ اسے بنیاد بنا کر بدعات کا قلعہ تعمیر کر لیا جائے اور ان کے ذریعے محمدی اسلام اور آپؐ کی سنتوں کو ڈائنامیٹ کر دیا جائے۔

۴۳۔ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۴ ع ۵)

اور ہمت نہ ہارو اور رنجیدہ نہ ہو حالانکہ اگر مومن ہو تو تم ہی غالب آؤ گے۔

۴۴۔ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱۴ ع ۶)

اور نہ ان کے لیے رنجیدہ ہو اور مومنوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے رہو۔

۴۵۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا۔ معارج ع ۱

بے شک انسان حریص پیدا کیا گیا ہے جب اس پر کوئی تکلیف پڑتی ہے تو بڑا گھبرا جانے والا ہے اور جب اسے دولت مل جاتی ہے تو بڑا اکڑنے والا ہے۔

اس آیت میں کافر انسان کا نقشۂ سیرت کھینچا گیا ہے۔ کہ وہ تھڑدلا اور حریص ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو روتا پیٹتا اور جزع کرتا ہے۔ جب بھلائی پہنچتی ہے تو بخیل بن جاتا ہے۔

۴۶۔ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ۔ (پ ۲۸ ع ۸)

اور نہ کسی نیکی میں تمہاری نافرمانی کریں تو ان کی بیعت قبول کر لو اور ان کے بارے میں خدا سے مغفرت مانگو۔

یہ سورت ممتحنہ کی اس آیت کا آخری ٹکڑا ہے۔ "کہ اے نبیؐ جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں بیعت ہونے آئیں تو ان شرائط پر ان سے بیعت لیں۔"

۱؎ سیرت ابن ہشام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ وہ کسی چیز کو اللہ کا شریک (در ذات وصفت) نہ بنائیں گی (مثلاً جن فرشتہ پیر پیغمبر شہید اور مقبولانِ خدا کی یادگاریں۔ (مجسمہ بت۔ تعزیہ۔ علم۔ دلدل۔ ضریح سیج درخت۔ پتھر ومٹی کی ٹکیہ وغیرہ)۔ ۲۔ کسی چیز کی چوری نہ کریں گی۔ ۳۔ اور زنا نہ کریں گی۔ ۴۔ اور اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ ۵۔ اور از خود بنا کر کسی پہ بہتان والزام نہ تھوپیں گی۔ ۶۔ اور کسی بھی نیک کام میں آپ کی مخالفت نہ کریں گی۔ اس چھٹی شرط پر جب آپ بیعت لے رہے تھے تو ام حکیمؓ زوجہ عکرمہؓ بن ابی جہل نے پوچھا۔

یا رسول اللہ! آں کدام معروفست کہ خدا گفتہ است کہ ما معصیت تو دراں نکنیم۔ حضرتؐ فرمود در مصیبتہا طمانچہ بر روئے خود مزنید روئے خود را مخراشید وموئے خود را مکنید وگریبان خود را چاک مکنید وجامہ خود را سیاہ مکنید وواویلا مگوئید۔ پس برایں شرطہا حضرت بالیشاں بیعت کرد (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۴۶)

اے اللہ کے رسول! وہ کون سی نیکی ہے جس کے متعلق خدا فرماتا ہے کہ ہم آپ کی نافرمانی (بالخصوص) نہ کریں تو آپؐ نے فرمایا مصائب میں منہ اور سینہ نہ پیٹنا، اپنے منہ کو زخموں سے نہ چھیلنا۔ اپنے بال نہ نوچنا اپنا گریبان نہ پھاڑنا ماتمی کالے کپڑے نہ پہننا اور ہائے فلاں ہائے فلاں کہہ کر بین نہ کرنا۔ پس ان تمام شرطوں پر حضورؐ نے بیعت لی۔

۴۔ مَا أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (الحدید ع ۳)

جو مصیبت بھی زمین پہ اور تمہاری ذات پہ گزرتی ہے قبل اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ہمارے پاس ایک نوشتہ میں لکھی ہوئی موجود ہے بیشک یہ امر اللہ کے لیے آسان ہے تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے جاتا رہے اس پر تم افسوس نہ کرو اور جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا ہے اس پر آپے سے باہر نہ ہو جاؤ۔ اور اللہ ہر چھچھورے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

اس آیت سے عقیدہ تقدیر بھی ثابت ہوا جس کے شیعہ منکر ہیں اور ضد سے اس کا موجد بنو امیہ کو بتلاتے ہیں۔ یہاں جانی اور غیر جانی مصائب کے بعد غم وافسوس نہ کھانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صراحتاً تعلیم دی گئی ہے۔ لفظ ما یہاں عام ہے اور ذوی العقول کو بھی شامل ہے جیسے شرح جامی میں ہے وجاء فیما یعقل نحو والسماء وما بنٰھا۔ ما ذوی العقول کے لیے بھی آتا ہے جیسے قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا۔ اور آیتِ بالا میں تو ولا فی انفسکم۔ قرینہ واضحہ ہے کہ نفوس کی مصیبت وشہادت پر غم وافسوس منانا جائز نہیں۔ یا جیسے فانکحوا ما طاب لکم من النساء۔ میں بھی ما موصولہ ذوی العقول (عورتوں) کے لیے آیا ہے۔

ماتمی گروہوں اور جلوسوں میں غمی اور شہادتِ حسینؓ پر فخر دونوں قسم کے جذبات ہوتے ہیں۔

مقبول صاحب کا ترجمہ "چھچھورے اور شیخی باز کو اللہ پسند نہیں کرتا"۔۔ ان ماتمیوں کی وضع قطع اور غم وتفاخر کی اداؤں پر صادق آتا ہے۔ وللہ الحمد۔

غزوہ احد میں جانی نقصان اور شہادت مومنین کے متعلق ارشاد ہے۔

۴۸۔ فَاَصَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰہُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (آل عمران ع ۱۶)	پھر خدا نے تم کو رنج پہ رنج پہنچایا تاکہ جو کچھ تمہارے ہاتھ سے نکل گیا ہے اس پر اور جو مصیبتیں تم پر پڑی ہیں ان پر افسوس نہ

کرو اور جو کچھ تم عمل کرتے ہو اللہ اس سے خبردار ہے۔

امام حسن عسکری کے شاگرد شیخ قمی نے تفسیر قمی میں لکھا ہے۔

لکیلا تحزنوا علی فاتکم من الغنیمۃ ولا ما اصابکم یعنی قتل اخوانھم۔

تاکہ تم غم نہ کرو جو غنیمت تم سے فوت ہو گئی اور جو تمہیں اپنے بھائیوں کی شہادت کی مصیبت پہنچی (مطبوعہ نجف اشرف)

اور زمانہ حال کے شیعہ عالم کاظمی نے تفسیر المتقین میں تفسیر صافی صد ۹۶ کے حوالے سے لکھا۔

"دکھ پہلا غم تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ان میں سے بعض قتل ہو گئے"

(بحوالہ البشارۃ الدارین صد ۳۸۵)

الغرض مسلمانوں کی شہادت اور عظیم جانی نقصان پر بنص قرآنی غم کھانا وغیرہ ممنوع و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرام کر دیا گیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو فراق موسیٰؑ پر اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی۔

۴۹۔ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ۔ پ۲۰ ع ۴

پھر جب تجھے اس پر خوف ہو تو اسے دریا میں ڈال دینا اور خوف نہ کرنا نہ غم منانا۔ ہم اسے تیری طرف لوٹائیں گے اور اسے رسول بنائیں گے۔

اس آیت سے شیعہ کا یہ عقیدہ بھی باطل ہوا کہ پیغمبر پیدائشی طور پر منصب نبوت کا چارج لے کر آتا ہے اور یہ بھی کہ جدائی کی اس مدت میں تا واپسی حضرت ام موسیٰ کو غم و خوف کھانا باوجود تقاضہ کے ممنوع کر دیا گیا۔ اگر ام موسیٰ کو اس نازک ترین گھڑی میں لخت جگر سے جدا ہونے اور نیل کی موجوں کے حوالے ہونے پر غم کھانے کی اجازت نہیں تو اب تیرہ سو سال [۱۴۰۰] بعد حضرات شہداء کربلاؓ پر بھی بلا سبب ماتمی محافل برپا کرنے کی اجازت نہیں اگر ام موسیٰ کو لوٹانے اور پیغمبر بنانے کی بشارت سے ازالۂ غم کیا گیا تو مومنین کے لیے یہ بشارت بھی ازالۂ غم میں کافی ہونی چاہیے۔ کہ وہ زندہ ہیں اور جنات النعیم میں مزے سے رہتے ہیں آخر میں متبعین کو شرف ملاقات سے بھی نوازیں گے۔

۵۰۔ قَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ۔ پ۲۰ ع ۱۶

فرشتوں نے (منجانب اللہ) کہا اے لوطؑ خوف نہ کر نہ غم کھا ہم تجھے بھی اور تیری اولاد و پیروکاروں کو بھی نجات دیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب دوم — صبر و ماتم اور تعلیماتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

مناسب تو یہ تھا کہ کتاب اللہ کی تعلیمات کے بعد شیعہ اعتقاد کے بمطابق تعلیماتِ مرتضوی یا تعلیماتِ جعفری پیش کی جاتیں کیونکہ ان کے مذہب میں منصبِ نبوت اور اس کے تعلیمی و تبلیغی ثمرات و نتائج فرقہ شیعہ کے حق میں انتہائی غیر مفید اور مضر نکلے آپ کی ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن۔ آپ کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تلامذہ عظام جملہ خاندان نبوی اہلِ بیتِ رسول۔ حتیٰ کہ مبارک چچے۔ تین صاحبزادیاں۔ دامادگان۔ خسران۔ مریدانِ باصفا وغیرہم تمام عہدِ نبوی کے کلمہ پڑھنے والے مسلمان مذہب شیعہ کے اصول و فروع کے مخالف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بجز چند حضرات کے شیعہ کسی بھی صحابی۔ قرابت دارِ پیغمبر حتیٰ کہ اولاد و بنات کو محترم اور قابلِ اتباع نہیں جانتے۔ بلکہ ان سے تبرا کرتے ہیں۔ اور دشمنی کو جزوِ ایمان جانتے ہیں۔ ان کے یہاں صاحبِ رسول ہونا۔ پیغمبر کے ہاتھ پر مسلمان ہونا مہاجر و انصاری ہونا۔ کفار سے ناقابلِ ذکر مصائب جھیلنا۔ ممدوح در قرآن ہونا۔ مبشر برضاء و جنت ہونا۔ کلمہ خواں رشتہ دار پیغمبر ہونا۔ عالمِ دنیا میں اسلام کے جھنڈے گاڑنا۔ کفر کی بین الاقوامی طاقتوں کو ملیا میٹ کر دینا۔ ان میں سے کوئی وجہ بھی۔ ایمان اور جنت کی سند و ضمانت نہیں بن سکتی۔ ایمان و جنت کی سند و ضمانت صرف اس بات میں منحصر ہے کہ کوئی شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تمام خلائق (انبیاء سے بھی) افضل جان کر۔ جزوِ نبوت۔ نور من نور اللہ۔ مخلوق کا کارساز و حاجت روا (یعنی رب و الٰہ) مختارِ کل متصرف در کائنات۔ غیب دان اعتقاد کرے۔ عہدِ نبوی کے بعد صرف آپ سے اور آپ کی مخصوص نسل سے شریعت سیکھے۔ اور براہِ راست قال الرسول اور سنتِ محمدی کو ہرگز اصلِ دین اور واجب الاتباع نہ جانے۔ ملتِ جعفری اسی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ کی سب سے مستند کتاب اصول کافی باب الامامۃ میں یہ حدیث موجود ہے۔

عن ابی عبد اللہ قال ما جاء بہ علی اخذہ وما نھی عنہ انتھی عنہ جرای	امام صادق فرماتے ہیں جو مذہب علیؓ لائے ہیں میں وہ لیتا ہوں اور جس سے وہ روکیں رکتا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

له من الفضل ماجاری لمحمد	ہوں ان کو وہی شان حاصل ہے جو محمدؐ کو ملی ہے
.....وکذٰلك یجاری الائمة الھدیٰ	(معاذ اللہ) اور یہی شان یکے بعد دیگرے ہدایت کے
واحدا بعد واحد (اصول کافی ص۱۹۸ لکھنؤ)	باقی (۱۱) امام بھی رکھتے ہیں۔

چونکہ شیعہ جعفری حضرات اپنے لیے "ملتِ محمدیہ" کے بالمقابل "ملتِ جعفریہ" کا لفظ بولتے ہیں ــــ حالانکہ اس کی اضافت صرف پیغمبرِ وقت کی طرف ہوتی ہے۔ جیسے ملتِ ابراہیمی ملتِ موسوی ملتِ محمدیؐ وغیرہ اور حضورؐ کی شریعت اور اقوال کو عالمگیر اور تاقیامت ابدیت کا حامل نہیں مانتے بلکہ ایک حاکمِ وقت کی حیثیت دیتے ہیں۔ چنانچہ بعد از پیغمبر حضرت علیؓ کو خلیفہ واجب الاتباع۔ حلال و حرام میں باذن اللہ مختار۔ ماسوائے قرآن حامل صحیفہ اور تاجدارِ علم لدنی (بلا واسطہ پیغمبر) مانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شیعہ نے تمام صحابہؓ تلامذہ نبوی کو خارج از ایمان اور مرتد جاننے میں دینی نقصان نہ جانا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات و اعمال کو محفوظ رکھنے اور امت تک نسلاً بعد نسلٍ پہنچانے کا اہتمام نہیں کیا۔ نہ ضرورت سمجھی۔ آج ان کے لٹریچر میں ارشاداتِ مرتضوی کا جامع صحیفہ "نہج البلاغۃ" تو موجود ہے۔ حضرت جعفر صادق اور محمد باقر کے ارشادات پر مشتمل ان کی کتب اربعہ۔ کافی۔ استبصار۔ تہذیب الاحکام۔ الفقیہ تو ساختہ پرداختہ اور مطبوع موجود ہیں۔ مگر کلام رسولؐ پر مشتمل ایک مخصوص کتابچہ بھی نہیں۔ بلکہ تمام مجموعہ میں میری دانست کے مطابق ۵۰۰ احادیثِ نبویہ بھی متصل سند کے ساتھ نہیں ملیں گی۔ جبکہ تاجدارِ نبوت خاتم الرسل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاقیامت صاحب شریعت ابدیہ اور واجب الاتباع جاننے والے تمام صحابہ و اہلِ بیتؓ کو اور ان ارشاداتِ پیغمبرؐ کو مومن اور سچا جاننے والے اہلِ سنت والجماعت اپنی صحاح ستہ میں متصل سند کے ساتھ ۱۰ ہزار کا ذخیرہ ارشادِ رسولؐ دکھاتے اور امت کو پڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔

اگر منصبِ نبوت اور آپؐ کے ارشادات کی دینی حجیت مذہبِ جعفری میں کچھ ہوتی تو نہ یہ صورتِ حال ہوتی نہ سابق مذکور ارشادِ امام ملتا اور حتیٰ کہ آج امامِ عصر غائب کے نائب شریعت مدار۔ جو ملتِ جعفریہ کا آخری دینی مرجع ہیں (بقول اینشاں) حجۃ الاسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آقائے سید محمد کاظم شریعتمدار اعظم آف قم ایران ۔یوں ارشاد نہ فرماتے ۔

" الغرض بعد از کلام ربانی سعادت و علم و دانش کا سرچشمہ اگر ہے تو خطبات علی علیہ السلام ۔کیوں نہ ہو؟ ہمارے لیے حضرت علی علیہ السلام کی ذات والا صفات سرمایہ حیات ہے جو منصوص من اللہ ہے ۔" (بحوالہ نہج البلاغۃ مترجم دیباچہ صلہ)

"شیعہ" اخبار کے مدیر اعلیٰ بھی کلام نبوی کا یوں انکار و استخفاف نہ کرتے ۔ اور جس طرح آپ کا کلام تحت کلام الخالق و فوق کلام البشر ہے اسی طرح آپ کی ذات اقدس مافوق البشر اور مظہر کمالات قدرت ہے ۔

ما علی بشر کیف بشر ربہ فیہ تجلی وظہر

(ایضاً ص)

یعنی حضرت علیؓ بشریت کے روپ میں رب کی تجلی اور نظارہ ہیں ۔یہی اعتقاد یہود و نصاریٰ کا حضرت عزیر و عیسیٰؑ کے حق میں اور ہندوؤں کا اپنے اوتاروں کے حق میں اور سبائیوں کا حضرت علیؓ کے حق میں ہے ۔جن کو آپؓ نے زندہ جلا دیا تھا (بخاری و کافی و رجال کشی) ؎ قیاس کن ز گلستان من بہار مرا

قرآن پاک نے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کا اعلان بار بار کیا ہے ۔شیعہ اعتقاد میں جب بعد کلام ربانی ۔کلام علیؓ ہی ہے ۔اور کلام علیؓ ذات علیؓ کی طرح فوق البشر اور رب تعالیٰ کا اوتار ہے ۔تو سید البشر معلم انسانیت ۔سید ولد آدم ۔حضرت محمد بن عبد اللہ کی ذات گرامی مقام علی تک کیسے پہنچے اور کلام رسولؐ کلام علیؓ سے پہلے کیونکر ہو ۔یا وہ محفوظ مستند کیسے کہلا سکے ؎ تفو بر تو اے چرخ دوراں تفو ۔

ضمنی طور پر بطور نمونہ "انکار نبوت" کا بیان یہاں کیا گیا ورنہ راقم نے شیعہ کے اصولاً و اعتقاداً منکر منصب رسالت ہونے پر کافی و شافی بحث زیر طبع کتاب تحفہ امامیہ میں کر دی ہے ۔انشاء اللہ اس کے منصہ شہود پر آنے سے نجف سے لے کر لکھنؤ تک کے میانہ ہزاری اور خمسانہ لکھی مجتہد صاحبان انگشت بدنداں رہ جائیں گے ۔

تو جب ہم اہل سنت کے مذہب کے موافق اس باب میں کتاب اللہ کے بعد کلام رسولؐ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ارشاداتِ خاتم الانبیاء پیش کرنے کا التزام کر رہے ہیں تو پہلے ہم اہلسنت و الجماعت کی کتب معتبرہ سے اس کی بنیاد رکھیں گے۔ پھر کتب معتبرہ شیعہ سے اس کی تکمیل کریں گے۔ چونکہ ماتم و عزاداری کے متعلق ارشاداتِ نبوی اتنے کثیر مشہور اور زبان زد عوام و خواص تھے کہ راویانِ حدیثِ نبوی (صحابہ کرامؓ) کا انکار کرنے اور تعلیماتِ نبوی کو خلافِ مذہب پا کر دبانے اور چھپانے کے باوجود بھی نہ چھپ سکے۔ اور مؤلفین شیعہ کے قلم بھی موقع بموقع نکل کر رہے اور ان کی کتب پر بلا حرمتِ ماتم اور رسمِ عزاداری کی حرمت کا اعلان کر رہی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کے "سنتِ نبوی" کو اصل دین اور حجت نہ ماننے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ جناب حضور علیہ السلام نے مذہبِ شیعہ کے اصول اور رسومِ جاہلیہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی آپؐ کی تحریکِ اسلامی اور دعوتِ الٰہی براہِ راست اسی سے متصادم ہوئی۔ بزرگانِ دین کے نام صورت پر خود ساختہ بتوں اور مجسموں کو توڑ کر گویا تعزیہ، دلدل اور کربلائی تکیہ کی عظمت خاک میں ملا دی۔ اُعْلُ ہُبَلْ وَ النَّصْر کے مشرکانہ نعرہ کے جواب میں اللہ اکبر اور اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔ کے نعرے سکھا کر۔ یا مولا علی مدد کے شیعی نعرے باطل اور شرک بتلائے۔

معزز مقتولین پر ماتم و بین کرنے والے مردوں اور عورتوں کو ملعون و دوزخی بتا کر عزادار ذاکروں کا اصلی مقام دکھایا۔ مجالس و مقاماتِ ماتم کی مذمت کر کے۔ امام باڑوں کی شرعی حیثیت بھی نمایاں کر دی۔ نوحہ۔ بکاء۔ بین۔ سینہ کوبی وغیرہ کو صریح حرام قرار دے کر شیعہ کے محبوب ترین عمل کو مبغوض ترین قرار دے دیا۔ متعہ حرام فرما کر دنیائے شیعیت کے ارمان ذبح کر دیئے۔ تو ایسا معلم و استاد شیعہ حضرات کے لیے کیسے مرجع عقیدت اور واجب الاتباع ہو سکتا تھا۔ لامحالہ نہ صرف اس استاد کے تمام شاگردوں کو ناکام و فیل کہہ کر استاذ کو ناکام بتایا بلکہ آپ کی سنتِ طیبہ کی حجیت کا بھی صاف انکار کر دیا! اور ملامت سے بچنے کی خاطر اہل بیتِ رسول سے تمسک کا دعویٰ کر دیا۔ کہ ہم ان معصومین کے واسطے سے ارشاداتِ رسول کو تسلیم کرتے ہیں" حالانکہ یہ بڑا فریب ہے۔ ورنہ بتلائیں؟ نبوت کے واحد نمائندہ و بابِ مدینہ نے "قال الرسول کہہ کر کتنے ارشاداتِ پیغمبر امت تک پہنچائے؟ کیا شیعہ متصل سند سے بواسطہ علی ۱۰۰ احادیث بھی اپنے لٹریچر سے دکھا سکتے ہیں — یا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحاح اربعہ شیعہ میں حضرت صادقؒ نے کیا۔ از ارشادات نبوی بھی متصل سند سے امت کو سکھائے ؟ ۔ حالانکہ انہوں نے حضورؐ کو تو کجا حسنینؓ و علی کو بھی نہ دیکھا۔ تو قال الرسول سے ان کی ۵ ہزار احادیث بھی مرسل و منقطع ثابت ہوں گی جن کی حجیت مختلف فیہ اور مشکوک ہے ۔ اگر اتنی تھوڑی سی مرفوع احادیث شیعہ کے پاس نہیں اور ہرگز نہیں تو ان معصوم مثل پیغمبر حسب اللہ صاحبان کتاب و صحیفہ آسمانی اور حلال و حرام میں مختار آئمہ شیعہ کا اپنے خطبات و مواعظ میں قال الرسول سے کسی حدیث کا حوالہ دے دینا ایسے ہی ہو گا جیسے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تقاریر و مواعظ میں حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ علیہم السلام کا کوئی قول و عمل نقل فرمایا ہے۔ جو اپنی جگہ درست اور قابل اتباع محض اس بنا پر ہے کہ حضورؐ نے اسے نقل فرمایا اور منسوخ نہ بنایا۔ جیسے حضورؐ کا سابقہ انبیاء کے کلام کو نقل کرنا اس بات کی دلیل نہیں کہ ہم ملت نوح یا موسیٰ یا عیسیٰ کے پیروکار اور امت ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ و جعفر صادقؒ کا کوئی مسئلہ قال الرسول کے حوالے سے بیان فرما دینا اس بات کی دلیل ہرگز نہیں کہ تحلیل و تحریم کا منصب رکھنے والے مثل پیغمبر یہ حضرات حضورؐ ہی کو اپنا اصل کامل مطاع جانتے ہیں اور ان کے پیروکار شیعہ حضرات، ملت محمدیہ کہلائیں گے۔ کلا ۔ ؟

الحاصل شیعہ حضرات اصل مطاع اور شارع دین اپنے آئمہ ہی کو مانتے ہیں جن کا مأخذ علم۔ علم لدنی۔ وحی خفی اور ۱۲ خاص صحیفے ہیں۔ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت ان کے یہاں اسی طرح ہے جیسے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی کہ ان پر ایمان ۔ احترام اور غیر منسوخ حکم و عمل کی اتباع بذات خود ضروری ہے مگر اصل اتباع مکمل اصول و فروع میں اپنے پیغمبر کی ہو گی۔ اسی طرح جملہ اصول و فروع میں شیعہ حضرات اتباع حضرت جعفر صادقؒ کی کریں گے۔ تبھی تو " ملت جعفریہ " کہلا کر فخر کرتے اور ملت محمدیہ سے بدکتے ہیں۔ فافہم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل السنت والجماعۃ کی مرفوع احادیث

طبعی غم پیغمبر کو بھی ہوتا ہے

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا صاحبزادہ حضرت ابراہیم بن ماریہ قبطیہ ۱۸ ماہ کی عمر میں انتقال فرما گیا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے پوچھا حضرت آپ بھی روتے ہیں؟ فرمایا اے ابن عوف! یہ تو مہربانی کی نشانی ہے پھر دوسرا آنسو نکلا تو فرمایا:

ان العین تدمع والقلب یحزن و لا نقول الا ما یرضی ربنا وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون
(بخاری ص۱۷۴، مشکوٰۃ ص۱۵۰ مسلم)

آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمگین ہے مگر ہم زبان سے صرف وہی لفظ نکالتے ہیں جس سے ہمارا رب خوش ہو اور اے ابراہیم! ہم آپ کی جدائی پر بہت دکھی ہیں۔

۲۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینبؓ کا بیٹا نزع کی حالت میں پہنچ گیا۔ آپؓ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلا بھیجا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ کا مال تھا جو اس نے دیا اور جو اس نے لے لیا۔ ہر چیز اس کے پاس مقررہ وقت میں ہے۔ زینبؓ کو چاہیے کہ صبر کرے اور ثواب کمائے۔ پھر حضرت زینبؓ نے قسمیہ حضورؐ کو بلوایا۔ تو آپ تشریف لائے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہؓ معاذ بن جبلؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ زید بن ثابتؓ اور دوسرے کئی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے جب بچہ جانکنی کی حالت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس لایا گیا تو آپؐ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں پھر فرمایا: یہ رحمت ہے اللہ اسے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دیتا ہے اور بلاشبہ اللہ اپنے مہربان بندوں پہ رحم کرتا ہے۔ (بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص۱۵۰)

ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ عین صدمہ کے موقعہ پہ غمگین ہونا اور آنسو جاری ہونا فطری ہے۔ مسنون ہے اور صبر کے خلاف نہیں۔ محل نزاع سے بھی خارج ہے۔ ہاں آواز سے رونا ہائے ہائے کرنا اور خلاف مرضیٔ خدا منہ سے نکالنا حرام اور ناجائز ہے۔ خلاف سنت ہے جیسے حدیث ۱ میں حضور علیہ السلام نے خوب وضاحت فرما دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عورتیں آلِ رسولؐ کی ایک میت پر رو رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ ان کو روکتے اور ہٹاتے تھے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا ان کو کچھ نہ کہو۔

فالعین دامعۃ والقلب مصاب والعھد قریب (احمد نسائی مشکوٰۃ ص۱۵۲) — آنکھ اشکبار اور دل غمناک ہوتا ہے اور صدمہ بھی تازہ ہے۔

صبر کا وقت صدمہ کا وقت ہے

۴۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ ایک قبر پر رو رہی تھی تو آپؐ نے فرمایا: اتقی اللہ واصبری۔ تو اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اس نے (آپ کو پہچانے بغیر) کہا آپ اپنا کام کریں، میری مصیبت آپ کو نہیں پہنچی۔ اسے بتایا گیا کہ یہ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ تب وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر (معذرت کرنے) آئی۔ آپؐ کے دروازے پہ کوئی دربان نہ تھا۔ اور کہنے لگی میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا:

انما الصبر عند صدمۃ الاولیٰ (بخاری ص۱۷۱ و مسلم مشکوٰۃ ص۱۵۰) — بے شک صبر (کا ثواب) صدمہ کی پہلی خبر پر ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب صدمہ کی بجلی دل پہ گرے اور آدمی بے قابو ہونے لگے اس وقت اللہ کو یاد کرنا۔ صبر کرنا اور سنبھل جانا اصل کارِ ثواب ہے۔ صدمہ پرانا ہونے پر غم خود بخود مٹ ہی جایا کرتا ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسوم کے تحت پرانے صدمے کو پھر تازہ کرنا۔ اور اس پر صبر کے بجائے بے صبری اور جزع فزع۔ رونے پیٹنے کو کارِ ثواب سمجھنے لگنا بالکل غیر فطری اور خلافِ شرع بات ہے۔

اپنے قریبی پر بھی ماتم سے آپ نے منع فرمایا

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا بیان ہے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت جعفر بن طیارؓ (آپؐ کے چچازاد بھائی برادرِ علیؓ بن ابی طالب) اپنے متبنیٰ ومحبوب زید بن حارثہؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت (در غزوۂ موتہ) کی اطلاع پہنچی تو آپؐ غمگین ہو کر بیٹھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئے اور میں دروازہ کے کواڑ سے دیکھ رہی تھی ایک آدمی نے آکر بتایا کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت سن کر ان کی مستورات رو رہی ہیں۔ حضورؐ نے اسے کہا جا کر منع کرو پھر وہ دوسری دفعہ آیا کہ وہ نہیں مانتی ہیں۔ پھر وہ تیسری دفعہ بھی یہی شکایت لے کر آیا یا رسول اللہ وہ ہم پہ غالب آگئیں (روکنے پر بھی ماتم سے باز نہیں آئیں) مائی صاحبہؓ کہتی ہیں کہ پھر حضورؐ نے فرمایا ان عورتوں کے منہ میں مٹی ڈالو۔ میں نے دل میں کہا اے بندے تیرا ناس ہو حضورؐ کے حکم پر تو تو عمل کرا نہیں سکتا۔ اور حضورؐ سے بار بار شکایت کر کے آپؐ کو تکلیف سے بھی نہیں بچاتا۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۳)

۶۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں۔ میرے خاوند ابو سلمہؓ پردیس میں فوت ہو گئے میں نے ارادہ کیا کہ اتنا روؤں گی کہ لوگ یاد رکھیں گے۔ میں تیار ہو رہی تھی کہ ایک عورت میرے ساتھ ماتم میں شریک ہونے آئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آگئے تو فرمایا:

اتریدین ان تدخلی الشیطان بیتا اخرجه الله منه مرتین وکففت عن البکاء فلم ابك (رواہ مسلم)	کیا تو چاہتی ہے کہ (ماتم کر کے) اس گھر میں شیطان داخل کرے جس سے اللہ نے اسے دو مرتبہ دھتکار دیا ہے۔ میں رونے کے پروگرام سے رک گئی۔ پھر نہ روئی۔

ماتم سے میّت کو عذاب ہوتا ہے۔

۷۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا۔ فرماتے تھے۔

یقول من نیح علیه یعذب بما نیح علیه۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۲)	جس پر بین کیا جاتا ہے بین کی وجہ سے اُسے عذاب دیا جاتا ہے
وفی روایة ولکن یعذب بهذا واشار الی لسانه او یرحم وان المیت لیعذب ببکاء اهله علیه (مشکوٰۃ ص ۱۵)	دوسری روایت میں ہے لیکن میت کو زبان (ماتم یا صبر کی وجہ سے) عذاب ہوتا ہے یا رحم کیا جاتا ہے اور بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رونا میت کے لیے فی نفسہٖ موجب عذاب ہے تبھی تو آپؐ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ بعض حضرات نے بغیر اپنے عمل کے سزا پانے کو خلافِ اصول کہہ کر اس کی یہ تاویل کی ہے۔

کہ میّت نے ماتم و بین کی وصیت کی ہو یا وہ اس پر راضی ہو یا اسے خاندانی رواج ماتم و نوحہ کا معلوم ہو اور منع کی وصیت نہ کی ہو تو اس کو عذاب ہوگا۔ ہاں جس نے منع کر دیا ہو یا اسے گمان ہی نہ ہو کہ مجھ پر نوحہ و بین ہوگا تو وہ اس سزا کا مورد نہ ہوگا الا یہ کہ اللہ بخش دے۔ اب جو لوگ یہ جھوٹ بولتے ہیں کہ ہمارے ماتم و بین پر حضرت حسین و شہدائے کربلاؓ راضی ہیں۔ یا اس کا ان کو علم ہو رہا ہے۔ یا العیاذ باللہ وہ اپنے اہل و عیال کو ماتم کی وصیت کر گئے ہیں تو در حقیقت وہ آپ کے دشمن ہیں۔ گویا آپ کو رفع درجات سے محروم کر کے الٹا مستحق عذاب و نار بتا رہے ہیں۔

آواز سے رونا حرام ہے

۸۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت زینب بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئیں۔ عورتیں رونے لگیں حضرت عمرؓ انہیں کوڑے سے روکنے لگے تو حضور علیہ السلام حضرت عمرؓ کو پیچھے ہٹا لیا کہ اے عمرؓ! ٹھہرو پھر عورتوں سے خطاب کر کے فرمایا۔

ایاکن ونعیق الشیطان ثم قال انه مهما کان من العین ومن القلب فمن اللہ عزوجل ومن الرحمة ومهما کان من الید ومن اللسان فمن الشیطان (رواہ احمد مشکوٰۃ ص۱۵۲)

تم شیطان کی سی چیخ و پکار سے بچو۔ پھر فرمایا جب تک غم آنکھ اور دل سے ہو تو اللہ سے ہے اور رحمت ہے اور جب ہاتھ اور زبان سے ہونے لگے تو شیطان سے ہوتا ہے۔

۹۔ وقال عمر دعهن یبکین علی ابی سلیمان مالم یکن نقع او لقلقة والنقع التراب علی الراس واللقلقة الصوت (بخاری جلد ۱ ص۱۷۲)

حضرت عمرؓ نے زیر تعلیم نبوی کہا کہ ان کو حضرت خالدؓ پر رونے دو۔ جب تک کہ آواز پیدا نہ ہو اور سر پہ مٹی نہ ڈالیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میّت کی تعریف میں مبالغہ عذاب کا باعث ہے

۱۰۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

یقول مامن میت یموت فیقوم باکیھم فیقول واجبلاہ واسیداہ ونحو ذالک الا وکل اللہ بہ ملکین یلھزانہ ویقولان اھکذا کنت (رواہ الترمذی حسن غریب)

آپ فرماتے تھے جو میت مرے اس پر رونے والا یوں نوحہ کرے ہائے پہاڑ جیسے بلند مرتبہ اور ہائے میرے سردار اور اس جیسے الفاظ تو اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مسلط کر دیتا ہے جو اسے ڈستے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟

ماتم کرنیوالے حضورؐ کی ملت سے خارج ہیں

۱۱۔ عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعا بدعوی الجاھلیۃ۔

(بخاری ص ۱۷۲ مشکوٰۃ ص ۱۵۰ مسلم)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہماری جماعت سے نہیں جو منہ اور سینہ پیٹے اور گریبان پھاڑے، جاہلیت کی طرح بین کرے۔

بخاری شریف میں یہ ارشادِ نبوی تین مرتبہ روایت کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان لوگوں کو اپنی ملت۔ اتباعِ سنّت سے خارج قرار دیا ہے جو ماتم کرتے ہیں زبان اور ہاتھ کا استعمال کرتے ہیں۔ رخسار۔ سینہ اور رانیں پیٹتے ہیں گریبان پھاڑتے ہیں سر کے بال بکھیرتے ہیں اور جاہلیت کے سے نوحے آوازے اور فریادیں کرتے ہیں۔

۱۲۔ ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے ان کی اہلیہ آواز سے چیخیں پھر جب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب افاقہ ہوا تو فرمایا :

الم تعلمی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انا بری من حلق وصلق وخرق۔	کیا تجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں غم کی وجہ سے سر منڈانے والوں سے پیٹنے والوں سے اور کپڑے پھاڑنے والوں سے بیزار ہوں۔
(بخاری و اللفظ لمسلم ومشکوٰۃ)	
۱۳۔ عن ابی سعید الخدری قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النائحۃ والمستمعۃ (ابوداؤد)	حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بین کرنے والی پر اور بین سننے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

۱۴۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اربع فی امتی من امر الجاھلیۃ لا یترکونھن الفخر فی الاحساب و الطعن فی الانساب والاستسقاء بالنجوم والنیاحۃ وقال النائحۃ اذا لم تتب قبل موتھا تقام یوم القیامۃ وعلیھا سربال من قطران ودرع من جرب (مسلم مشکوٰۃ صـ۱۵۰)	چار باتیں جاہلیت دگناہ کی میری امت میں رہیں گی ان کو وہ نہ چھوڑیں گے۔ اپنی قوم و خاندان پر فخر کرنا۔ دوسروں کے خاندان نسب میں عیب نکالنا۔ ستاروں کو ذریعہ بارش ماننا اور نوحہ و بین کرنا۔ اگر بین کرنے والی توبہ سے پہلے مرگئی تو قیامت کے دن جب اٹھے گی گندھک کی شلوار اور تارکول کا کرتہ پہنے گی۔ (یعنی آگ میں جلنے والا لباس ہوگا)

یہ حدیث کتب شیعہ کے حوالے سے بھی آئے گی بہر حال یہ سب کام جاہلیت کے شعار اور کفار کی خصلتیں ہیں۔ تعجب ہے کہ شیعہ حضرات نے توان چاروں کو باقاعدہ مذہب بنایا ہوا ہے۔ احساب وخاندانی وقار پر فخر کرنا۔ دوسروں کو حقیر اور نیچ خاندان جاننا۔ سید و امتی کی اصطلاح بنانا۔ بلا زمین وجائیداد مزدور و صنعت پیشہ کاسب قسم کے لوگوں کو باوجود علم وتقویٰ اور شرافت کے امامت اور سیادتِ مذہب کا اہل نہ جاننا۔ تو عام معروف بات ہے۔ علم نجوم پر اعتقاد رکھنا بھی شیعہ شعار ہے۔ ان کی مذہبی جنتریاں بر ملا اس کا اعلان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتی ہیں بلکہ وہ معاذ اللہ اس تعلیم کو حضرت جعفر صادقؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ رہا ماتم بین و نوحہ خوانی تو ان کے ہاں سب سے بڑی عبادت یہی ہے۔ کہ ایک قطرہ بہنے سے دنیا کی جھاگ کے برابر گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (جلاء العیون) اور ایام محرم میں ماتم کی وجہ سے بڑے سے بڑا پاپی بھی ذاکروں سے جنت کی ٹکٹ لے سکتا ہے۔

۱۵۔ حضرت ام عطیہؓ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت لیتے وقت یہ عہد بھی لیا تھا۔ ان لا ننوح کہ ہم ماتم وبین نہ کریں تو (میری دانست کے مطابق) پانچ عورتوں کے سوا کسی نے (کما حقہ) اسے پورا نہ کیا۔ ام سلیم (والدہ انس) ام علاء انصاریہ۔ ابی سبرہ کی بیٹیؓ حضرت معاذ کی بیوی اور دو عورتیں اور تھیں۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۷۵)

ماتم میں لباس بدلنا بھی جاہلیت ہے

۱۶۔ حضرت عمران بن حصینؓ اور ابو برزہ اسلمیؓ کا بیان ہے کہ ہم ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ایک جنازہ کے ساتھ چلے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے ماتم سے اپنی چادریں اتار پھینکی ہیں اور صرف قمیص پہنے چل رہے ہیں تو حضورؐ نے فرمایا:

أبفعل الجاهلية تأخذون او بصنيع الجاهلية تشبهون لقد هممت ان ادعو عليكم دعوة ترجعون في غير صوركم قال فاخذوا ارديتهم ولم يعودوا لذالك۔
(رواه ابن ماجه مشكوٰة ص ۱۵۲)

کیا تم جاہلیت کا کام کرتے ہو کیا جاہلیت کے کام سے مشابہت پیدا کرتے ہو۔ میں نے ارادہ کیا تم پر بد دعا کروں اور تمہاری صورتیں بدل جائیں۔ پھر راوی کہتا ہے لوگوں نے اپنی چادریں (باندھ) لیں اور پھر ایسا نہ کیا۔

میت پر رونے سے رحمت کے فرشتے دور ہو جاتے ہیں

۱۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ کے والد جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ مثلہ کیا گیا تھا اور میت لائی گئی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت جابرؓ کو بھی چہرہ دیکھنے سے منع فرما دیا جب قبرستان کی طرف ان کو اٹھایا گیا تو ایک عورت کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا کیوں روتی ہے یا یہ فرمایا: مت رو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فما زالت الملائکۃ تظلہ باجنحتہا حتی رفع (بخاری ج ۱ ص ۱۶۷) — فرشتے اس کو ڈھانپے رہے یہاں تک کہ اسکو اٹھایا گیا اب تو رونا فرشتوں کو دور کرتی ہے۔

۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

ان تتبع جنازۃ معہا رانۃ (احمد و ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۵۲) — کہ اس جنازہ کے ساتھ چلا جائے جس کے ساتھ بین کرنے والی ہو۔

گویا بین کی نحوست یہ ہوئی کہ مسلمانوں کو آپ نے ایسے جنازہ کے ساتھ چلنے اور مشایعت سے بھی منع فرمایا۔ اور وہ مسلمان میت اپنے بھائیوں کے اعزاز و اکرام رخصتی اور دعا و رحمت سے بھی محروم ہو گیا۔ اور فرشتگان رحمت تو اور نازک مزاج اور ایسی باتوں سے دور بھاگنے والے ہیں۔ اب میت کی محرومی عن الخیر کا سارا وبال بین کرنے والی عورتوں پہ ہوگا۔

مصیبت کیوقت صبر کا بہت بڑا ثواب ہے

۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے ایک آدمی نے پوچھا میرا لڑکا فوت ہو گیا۔ مجھے بڑا صدمہ ہوا مگر گریہ و ماتم نہیں کیا، کیا تو نے اپنے خلیل صلوات اللہ علیہ سے کچھ حدیث سنی ہوئی ہے جس کے ذریعے مُردوں کے حق میں ہمیں خوشی اور تسلی ہو تو ابوہریرہؓ نے فرمایا میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے۔

قال صغارھم دعامیص الجنۃ یلقی احدھم اباہ فیأخذ بناحیۃ ثوبہ فلا یفارقہ حتی یدخلہ الجنۃ۔ (رواہ مسلم واحمد بلفظہ مشکوٰۃ ص ۱۵۳) — کہ مسلمان صابروں کے چھوٹے بچے جنت کے محلات میں ہوں گے ان میں سے ایک ایک اپنے باپ سے ملیگا اور دامن تھام لیگا اس وقت تک جدا نہ ہوگا جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرا لے۔

۲۰۔ حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس بھی مسلمان ماں باپ کے تین بچے فوت ہو جائیں تو اللہ ان کو جنت میں اپنی رحمت و فضل سے جگہ دے گا۔ لوگوں نے پوچھا اگر دو فوت ہوں یا ایک ہی فوت ہو اور والدین صبر کریں، تو آپؐ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا اس پر بھی ان کو جنت ملے گی پھر فرمایا

والذی نفسی بیدہ ان السقط لیجر امہ بسررہ الی الجنۃ اذا احتسبتہ۔ (احمد ابن ماجہ)	اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے بلا شبہ کچا گرنے والا بچہ بھی اپنی ناف کے ذریعے ماں کو جنت میں کھینچ لے جائیگا بشرطیکہ

اس نے صبر کیا ہو۔

۲۱۔ حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک یہ فرماتے ہیں۔

ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمۃ الاولی لم ارض لک ثوابا دون الجنۃ۔ (ابن ماجہ)	اے آدم کے بیٹے! اگر تو صبر کرے اور ثواب جانے مصیبت کی پہلی گھڑی میں تو سوائے جنت کے تیرا بدلہ میں اور پسند نہ کروں گا۔

۲۲۔ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ کوئی بھی مسلمان مرد یا عورت ہو جسے مصیبت پہنچی ہو تو عرصہ دراز گزرنے کے بعد بھی وہ اگر یاد آئے (اور یہ صبر کرے) اور انا للہ وانا الیہ راجعون پر اکتفا کرے تو اللہ تعالیٰ اس استرجاع کے وقت بھی اس کو وہی ثواب عطا فرمائیں گے۔ جو مصیبت والے دن صبر و استرجاع پہ ملا تھا۔ (احمد، بیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص۱۵۲)

سبحان اللہ! حضرت حسینؓ نے کیا صغر سنی میں حضورؐ کا یہ پیارا ارشاد محفوظ کرکے امت تک پہنچایا کہ بعد از مدت دراز وہ پہلی مصیبت ثواب کا ذریعہ بن سکتی ہے بشرطیکہ یاد آئے تو صبر کرے اور انا للہ الخ پڑھ لے۔ معلوم ہوا کہ اگر حادثہ فاجعہ کربلا و مصائب اہل بیتؓ بھی یاد کیے جائیں تو صبر۔ استرجاع یا ان کے لیے دعائے رحمت و رفع درجات پر ہی اکتفا کیا جائے نہ کہ ماتم وبین کا ناجائز سلسلہ شروع کرکے رحمت کے فرشتوں کو جلا وطن کر دیا جائے اور ارواح شہداء کو انتہائی تکلیف پہنچائی جائے۔

۲۳۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی بیان فرمائی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يقول الله ما لعبدي المؤمن عندي جزاء اذا قبضت صفيه من اهل الدنيا ثم احتسبه الا الجنة۔ (بخاری مشکوٰۃ ص۱۵۱)	اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ مومن کہ شان والا ہے اسکی جزا اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس کو جنت ہی دوں جبکہ میں اسکی پیاری چیز دنیا سے لے لوں اور پھر وہ ثواب جانے اور صبر کرے۔

۲۴۔ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی بھی کیا نرالی شان ہے اگر اسے بھلائی پہنچے تو اللہ کی تعریف اور شکر بجا لاتا ہے اور اگر اسے مصیبت پہنچتی ہے تو بھی اللہ کی تعریف کرتا اور صبر کرتا ہے پس مومن تو ہر بات میں ثواب کماتا ہے حتیٰ کہ اس لقمہ میں بھی جو وہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی حدیث میں دو بچوں کی وفات اور قیامت میں والدین کے لیے پیشرو اور سفارش ہونے کا ذکر فرمایا تو آپ سے پوچھا گیا کہ جس کا بچہ فوت نہ ہوا ہو تو اس کا سفارشی کون ہوگا۔

قال فانا فرط امتي لن يصابوا بمثلي (ترمذی حسن غریب مشکوٰۃ ص۱۵۱)	میں اپنی (تمام) امت کا پیشرو و سفارشی ہوں گا کیونکہ ان کو میری وفات جیسا صدمہ کبھی نہ ہوا ہوگا۔

مسئلہ عزاداری اور ماتم و رسوم کی حرمت کے سلسلے میں یہ ۲۵ ارشاداتِ نبوی ایک مومن و مسلم کے لیے کافی و شافی ہیں۔ میرے بھولے بھالے سنی بھائی ان ارشادات پہ غور کریں۔ کہ وہ جو علماءِ حق کے روکنے اور منع کرنے کے باوجود شیعہ پروپیگنڈہ میں آ کر ان کی ماتمی مجالس اور جلوسوں کی رونق دوبالا کرتے اور غم حسینؓ شیعہ رسوم کے مطابق کارِ ثواب جانتے ہیں اور اپنی اکثریت کا فائدہ صرف ان کو ہی بہم پہنچاتے ہیں۔ کیا وہ ارشاداتِ نبوی کی کھلی خلاف ورزی کر کے اپنے مذہب اہلِ سنت وجماعت سے خارج تو نہیں ہو جاتے؟ فتدبّر

احادیثِ مذکورہ کا خلاصہ

ان ارشادات میں مختصراً حضورؐ نے امت کو یہ امور سکھائے

۱۔ اولاد وغیرہ کی موت اور کسی قسم کا صدمہ طبعی طور پر ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو ہوتا ہے

۲۔ اس پر صبر کرنا اور استرجاع پڑھنا ہی شرعاً مسنون اور قابل ثواب ہے۔

۳۔ شدت غم سے آنسو بہنا اور دل سے غمگین رہنا شریعت کے خلاف نہیں ہے۔

۴۔ صبر پر سب سے زیادہ ثواب اسی وقت ہوگا جب مصیبت تازہ پہنچے۔

۵۔ آواز سے رونا رلانا اور سننا سنانا سب حرام ہے۔

۶۔ بین سے رونے رلانے والے اور سامعین سب لعنتی ہیں۔

۷۔ ماتم اور نوحہ خوانی کی مجالس جاہلیت کا شعار ہیں۔ رونے پیٹنے والے ملت محمدیہ سے جدا مذہب رکھتے ہیں۔

۸۔ غم میں لباس بدلنا ماتمی شکل وہیئت اختیار کرنا جاہلیت اور صورتیں مسخ ہونے کا سبب ہے۔

۹۔ ماتم و بین سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اس کے پاس سے فرشتگان رحمت دور ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ میت کی تعریف میں مبالغہ اور غیر واقعی باتیں بھی اس کے لیے عذاب کا باعث ہیں۔

۱۱۔ شدید ترین صدمہ اور کربناک ترین مظالم بھی ماتم و بین کے جواز کا سبب نہیں بن سکتے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مصائب اور صدمۂ وفات کو یاد کر کے دل کو تسلی دینا چاہیے۔

۱۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ماتم وگریہ کے احکام میں اپنے قریب ترین اعزہ اور رشتہ داروں کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ بلکہ ان پر بھی آواز سے رونا اور ماتم کرنا منع فرمایا۔ منہ میں مٹی ڈالنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اپنی لخت جگر سیدہ زینب رضؓ۔ گوشۂ جگر نواسہ بن سیدہ زینب رضؓ اور شہید فی سبیل اللہ حضرت جعفر طیار رضؓ عم زاد برادر اور محبوب چچا حضرت حمزہ سید الشہداء رضؓ پر بھی ماتم و نوحہ کی اجازت ہرگز نہ دی تو حضرت حسین رضؓ مظلوم پر عزاداری کا مسئلہ بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتم ونوحہ کی حرمت پر کتب شیعہ سے مرفوع احادیث

ا۔ سورۂ ممتحنہ کی آیت بیعتِ مومنات کے جملہ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (کہ وہ مومنات آپکی نافرمانی کسی نیک کام میں نہ کریں گی) کی تفسیر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد گزر چکا ہے۔

" کہ مصیبتوں میں منہ وسینہ نہ پیٹنا۔ اپنا منہ (و بدن) زخمی نہ کرنا۔ اپنے بال نہ اکھیڑنا اور نہ بکھیرنا، اپنا گریبان چاک نہ کرنا۔ ماتمی کالا لباس نہ پہننا اور ہائے فلاں وائے فلاں کہہ کر شور نہ مچانا۔"

یہ حدیث شیعہ حضرات کی بہت سی معتبر کتابوں میں ہے مثلاً تفسیر مجمع البیان تفسیر قمی۔ فروع کافی حیات القلوب حاشیہ ترجمہ مقبول وغیرہ۔

ماتم جاہلیت کا شعار ہے

۲۔ ابنِ بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے کہ:

حضرت رسول خداؐ فرمود کہ چہار خصلت بد در امت من خواہد بود تا روزِ قیامت اوّل فخر کردن بحسبہائے خود دوم طعن کردن در نسب دیگراں، سوم آمدن باراں را از اوضاع کواکب دانستن واعتقاد بعلم نجوم داشتن چہارم نوحہ کردن۔ بدرستیکہ اگر نوحہ کنندہ توبہ نکند پیش از مردن چوں روزِ قیامت مبعوث شود جامہ از مس گداختہ وجامہ از جرب بر او پوشانید (حیات القلوب ج۲ ص۶۷۷)

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا چار بری خصلتیں میری امت میں تا قیامت رہینگی۔ اپنے خاندان اور باپ دادے پر فخر کرنا۔ دوم دوسروں کے نسب میں عیب لگانا سوم بارش کو ستاروں کے ذریعے ماننا اور علم نجوم کو برحق جاننا چہارم ماتم وبین کرنا یقیناً اگر بین کرنے والی توبہ نہ کرے اور مرجائے تو قیامت کے دن یوں اٹھے گی کہ پگھلے ہوئے تانبے کی شلوار اور تارکول کی قمیص پہنے ہوگی۔

ماتم وبین کی سزا

۳۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شب معراج کا قصہ اہلِ بیتؓ کو سناتے ہوئے فرمایا۔

زنے راکہ بہ موئے سرآویختہ بودند ومغز ... میں نے ایک عورت دیکھی جو سر کے بالوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرش مے جوشید... وزنے را دیدم بصورت سگ و آتش در دبرش داخل مے کردند واز دہانش بیروں مے آید وملائکہ سر وبدنش را بعمودہائے آتش مے زدند فاطمہ عرض کرد اے حبیب نور دیدہ مرا خبر دہ... آنکہ بصورت سگ بود و آتش در دبرش میکردند کہ بود۔ فرمود او خوانندہ ونوحہ کنندہ و حسود بود۔
(حیات القلوب ج۲ ص۲۹۳)

بل لٹکی ہوئی تھی اور اس کا مغز ابلتا تھا۔ ... اور ایک عورت کتے کی شکل میں دیکھی کہ فرشتے اس کی جائے پاخانہ میں آگ داخل کر رہے تھے جو اس کے منہ سے نکل رہی تھی اور فرشتے اس کے سر اور بدن کو آگ کے گرزوں کے ساتھ مارتے تھے حضرت فاطمہؓ نے پوچھا اے میری آنکھوں کے پیارے ابا! مجھے تبلائیں کہ جو کتے کی شکل میں تھی اور فرشتے آگ اسکی دبر میں داخل کرتے تھے کون تھی؟ فرمایا: وہ گانے والی بین کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔

ماتم سے حضورؐ نے منع فرمایا

۴۔ امام چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روای ہیں۔

عن علی ابن ابی طالب قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النیاحۃ والاستماع الیھا۔
(من لا یحضرہ الفقیہ ج۴ ص۳۷۶)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماتم، بین سے اور اسے سننے سے منع فرمادیا ہے۔

۵۔ حضرت امام محمد باقرؒ روایت فرماتے ہیں۔

قال لفاطمۃ علیہا السلام اذا انا مت فلا تخمشی علی وجھا ولا تنشری علی شعرا ولا تنادی بالویل ولا تقیمی علی نائحۃ۔ (فروع کافی ج۳ ص۵۲۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو ماتم میں چہرہ نہ نوچنا۔ بال نہ بکھیرنا اور ہائے ہائے نہ رونا اور مجھ پر بین کرنے والیوں کو نہ بلانا

پھر آپؐ نے فرمایا: یہی وہ نیکی ہے جس میں مخالفت سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

۶۔ اسی سلسلہ کی ایک اور روایت میں یہ لفظ بھی ہیں۔

وقال المعروف ان لا یشققن جیبا ولا یلطمن خدا ولا یدعون ویلا و

اور فرمایا معروف یہ ہے کہ وہ عورتیں غم میں گریبان نہ پھاڑیں۔ رخسار نہ پیٹیں اور ہائے ہائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا يتخلفن عند قبر ولا يسودن ثوبا ولا ينشرن شعرا (فروع کافی ج ۳ ص ۵۲۷)

ذکریں اور قبر یا شبیہ قبر تعزیہ کے پاس نہ بیٹھیں اور کپڑے کالے نہ کریں اور بال نہ بکھیریں۔

۷۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صاحبزادے ابراہیمؑ کی وفات پر فرمایا جی غمگین ہے اور دل بے قرار ہے اور اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غمگین ہیں مگر ایسا لفظ منہ سے نہیں بولتے جو حق تعالیٰ کی ناراضی کا باعث ہو۔ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۷۵ ج ۲ ص ۵۹۳

ناراضی کا باعث منہ سے بولنا، بلند آواز سے نوحہ سے رونا ہے۔ ورنہ آپؐ سے شکایتِ تقدیر کا تو تصور ہی نہیں۔

ماتم سے اعمالِ صالحہ برباد ہو جاتے ہیں

حضرت امام جعفر صادقؒ راوی ہیں۔

۸۔ قال رسول الله صلى الله عليه و سلم ضرب المسلم يده على فخذه عند المصيبة احباط لعمله. (فروع کافی ج ۱ ص ۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مصیبت کے وقت کسی مسلمان کا ران (وسینہ) پیٹنا عمل کو ضائع کر دیتا ہے۔

۹۔ حضرت علی المرتضیٰؓ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دیتے وقت فرما رہے تھے:

واگر نہ آں بود کہ امر کردی بصبر کردن و نہی نمودی از جزع نمودن ہر آئینہ آبہائے سر خود را در مصیبت تو فرو میریختیم و درد مصیبت ترا ہرگز دوا نہ کردیم۔ ص ۶۷۴ حیات القلوب ج ۲ ص ۶۹۶ نہج البلاغہ و جلاء العیون

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ آپ نے صبر کا حکم دیا اور رونے پیٹنے سے منع فرمایا ہے تو یقیناً ہم اپنے سر کا پانی آپ کی وفات کی مصیبت پر رو رو کر خشک کر دیتے اور اس مصیبت پہ اپنا کوئی علاج نہ کراتے۔

۱۰۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر کی تین قسمیں ہیں ۱۔ مصیبت کے وقت صبر کرنا ۲۔ فرماں برداری پہ صبر کرنا (جمے رہنا) ۳۔ معصیت سے صبر کرنا (بچنا)، اصول کافی باب الصبر ج ۲ ص ۹۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ نے صبر کی وصیتیں فرمائیں

۱۱۔ احد کے دن حضورؐ نے حضرت حمزہؓ کا مثلہ دیکھ کر فرمایا اگر خدا مجھے قریش پر غلبہ دے تو ان کے ستر آدمیوں سے ساتھ حمزہؓ کے بدلے میں اسی طرح مثلہ کروں گا اور ان کے اعضاء کاٹوں گا پس حضرت جبریلؑ نازل ہو گئے اور یہ آیت پڑھی وان عاقبتم فعاقبوا الخ تو حضرتؐ نے فرمایا: صبر کروں گا اور بدلہ نہ لوں گا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۷۱)

۱۲۔ حضورؐ نے حضرت زینبؓ بنت جحش (ام المؤمنین) کو ان کے قریبی حضرت حمزہؓ پر صبر کی وصیت فرمائی۔ انہوں نے استرجاع پڑھی اور کہا اللہ ان کی شہادت منظور فرمائے پھر حضرتؐ نے فرمایا: اے زینب اپنے شوہر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت پہ بھی صبر کرنا۔ (حیات القلوب ص ۳۷۱)

۱۳۔ اپنی لخت جگر حضرت فاطمۃ الزہراؓ سے فرمایا اے فاطمہ! خدا پر بھروسہ کرنا اور صبر کرنا جیسے کہ تیرے پیغمبر آباء و اجداد نے اور تیری مائیں پیغمبروں کی بیویوں نے اپنے مردوں پر صبر فرمایا تھا۔ (از طوسی بسند معتبر حیات القلوب ص ۶۸۶)

۱۴۔ اے فاطمہؓ! تو جان لے کہ پیغمبر کی وفات پہ گریبان نہ پھاڑنا چاہیے منہ نہ چھیلنا چاہیے اور ہائے وائے نہ کہنا چاہیے لیکن تو وہ کہہ جو تیرے باپ نے اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پہ کہا۔ (از فرات بن ابراہیم بسند معتبر ایضاً ص ۶۸۶)

۱۵۔ ابن بابویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقرؒ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا:

اے فاطمہ چوں بمیرم روئے خود را برائے من مخراش وگیسوئے خود را پریشاں مکن و واویلا مگو و نوحہ گراں را مطلب۔ (ایضاً)

اے فاطمہ! جب میں مر جاؤں تو اپنا منہ میرے غم میں نہ نوچنا اور اپنی زلفیں نہ بکھیرنا اور ہائے وائے نہ کرنا اور مجلس ماتم بنا کر بین کرنے والیوں کو نہ بلانا۔

۱۶۔ کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں روایت ہے کہ حضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا اے فاطمہ! امت رو اور صبر کو پیشہ بنا۔ اور حضرت علیؓ سے فرمایا تو مجھ پہ سب سے پہلے نماز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ اور مجھ سے جدا نہ ہو۔ جب تک مجھ قبر کے سپرد نہ کرے اور ان تمام باتوں میں حق تعالیٰ سے مدد مانگنا۔ (حیات ص۶۴۸)

۱۷۔ ملا باقر علی مجلسی نے اپنی کتاب جلاء العیون سیرت نبوی کے باب میں وصایا کے تحت حضرت فاطمہؓ کو ماتم سے روکنے اور صبر اختیار کرنے کی وصیت بار بار ذکر فرمائی ہے مثلاً فارسی ایڈیشن مطبوعہ تہران سے ص۶۲۔۶۳۔۶۵۔۷۵۔۷۷ ملاحظہ فرمائیں مگر تعجب ہے کہ اردو ترجمہ میں ان کا ذکر نہیں ملا۔ تنبیہ ابنی کنت مر، حذ ، وتحولہ: کما اگر متن پورا نہ کریں تو عبادتِ تقیہ پر عامل کیسے کہلائیں۔

اور ماتم و گریہ سے آپ منع کیوں نہ فرمائیں کہ یہ فی نفسہٖ نفس کے لیے ضرر رساں ہے۔ اور سامع کو بھی آزار ہوتا ہے۔ چنانچہ حضورؐ نے جب اپنی وفات کی اطلاع مہاجرین و انصار کو دی تو وہ شدتِ غم سے کراہ اٹھے تو:

۱۸۔ حضرت فرمود کہ صبر کنید خدا عفو کند از شما آزار مکنید مرا نہ گریہ و نالہ۔ جلاء العیون ص۳۸	حضرت نے فرمایا صبر کرو خدا تم کو معاف کرے مجھے گریہ و نالہ سے تکلیف نہ پہنچاؤ۔

خدا نے بھی صبر کی وصیت نازل فرمائی

۱۹۔ ابن قولویہ نے حضرت صادقؒ سے بہت سی معتبر سندوں کے ساتھ روایت کی ہے کہ جب حضرت جبریلؑ رسولِ خدا کے پاس حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر لائے تو حضورؐ نے امیر المومنین کا ہاتھ پکڑا اور تنہائی میں باتیں کرتے کرتے رونے لگے اور بہت روئے۔ جدا ہونے سے پہلے حضرت جبریلؑ پھر نازل ہو گئے اور فرمایا خدا تم کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرنا۔ پس انہوں نے حق تعالیٰ کے حکم کے مطابق صبر کیا۔ جلاء العیون ص۲۰۳

اس سے معلوم ہوا کہ کسی بڑی یا معلوم ترین ہستی کے لیے بھی ماتم کا جواز و استثناء نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو دوبارہ بھیج کر حضرت حسینؓ پر گریہ اور ماتم سے حضرت پیغمبرؐ اور علی المرتضیٰؓ کو روک دیا اور صبر ہی کی وصیت آسمانوں سے نازل فرمائی تو اب کوئی شخص کسی بھی مکر و فریب یا روایت سے استثناء کا بہانہ تراش نہیں سکتا۔ ہر قسم کا ماتم اپنا کرنا خدا و رسولؐ کے حکم کے مطابق حرام اور بے صبری ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم صبر و ماتم اور تعلیماتِ اہلبیت رضی اللہ عنہم

قرآن و سنتِ نبوی کے ماسوا یہ وہ بنیادی شیعہ مذہب کی اصل ہے جس سے تمسک کے وہ علانیہ دعویدار ہیں اور رکھتے ہیں کہ اسلام صرف ان کی ہی تعلیمات کا نام ہے۔ اور ان کے سوا دنیا میں جس کسی کے پاس خواہ بڑی سے بڑی صداقت وحقیقت ہی کیوں نہ ہو وہ باطل ہی ہے۔ اس سے تمسک کرنا ہرگز روا نہیں ہے۔ یہی وہ عام فہم تکنیک ہے جسے استعمال کر کے ان تمام ارشاداتِ محمدی کو یکدم باطل دبے اثر بنا دیا گیا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۲۳ سال کی عمرِ عزیز میں تاقیامت امت کی ہدایت کے لیے ارشاد فرمائے تھے۔ جب صحابہ کرامؓ کو باعتقادِ شیعہ آپؐ نے اس کا پابند بنا دیا کہ وہ حضرت علیؓ کو اپنا دینی ترجمان و استاد اور واحد رہبرِ اسلام تسلیم کریں۔ تو ان تمام فرموداتِ محمدیؐ کی تابعداری اور حقانیت ختم و منسوخ ہوگئی جو صحابہ کرامؓ نے آپؐ سے سیکھے اور رسنے تھے کیونکہ اب صرف فرموداتِ مرتضوی ہی کا نام دین ہے اور صرف ان کی ہی اتباع فرض ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی بات میں حضرت شیرِ خدا سے اختلاف کرے۔ یا قرآنی آیت اور ارشادِ نبوی دلیل میں پیش کر کے فرمانِ مرتضویؓ کو رد یا مجروح قرار دے۔ ورنہ ایسا شخص کافر ہو جائے گا یہی وجہ ہے کہ جب اس عقیدہ خلافت بلافصل کا تصور صحابہ کرامؓ کے ذہن میں نہ تھا نہ ان کو قرآن و سنت سے ہدایت ملی تھی نہ انھوں نے حضرت علیؓ کو یہ مقام دیا۔ تو شیعہ حضرات نے تمام صحابہ کرامؓ کو مرتد اور خارج از ایمان قرار دیا۔ جن ۴، ۵ حضرات کو مومن وصادق مانا ان کو بھی حضرت علیؓ کا شاگرد دوبارہ تسلیم کیا تب مانا چنانچہ صاحب کشف الغمہ ان چند نہاد صحابہ کرامؓ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

کانوا تلامذۃ لعلی بمحمد اهتدوا وبعلی اقتدوا۔ — یہ سب حضرت علیؓ کے شاگرد تھے حضورؐ سے راہنمائی پاکر حضرت علیؓ کے پیروکار بنے۔

دین کو صرف اور صرف فرموداتِ آئمہ اثنا عشرہ میں منحصر ماننے کا شیعی عقیدہ اس قدر پختہ اور بنیادی ہے۔ کہ کوئی شیعہ نہ اس کا انکار کرسکتا ہے نہ مانے بغیر مسلمان ہوسکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جعفر صادق کا دو ارشاد جو قرآن کی آیت کے بالمقابل ہے ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا جو تم کو رسول دیں وہ لے لو اور جس سے رسول روکیں رک جاؤ تو گزر چکا ہے ---- اور وہ یہ ہے کہ

ما جاء بہ علی آخذ بہ وما نھی عنہ انتھی عنہ جری لہ من الفضل ما جری لمحمد۔	جو شریعت علیؓ لائے ہیں میں وہ لیتا ہوں اور جس کام سے وہ روکیں رکتا ہوں کیونکہ آپ کی وہی شان (پیغمبری) ہے جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

یہاں ایک دوسرے ارشادِ جعفری پر ہم تمہید ختم کرتے ہیں۔ اصول کافی میں یہ باب باندھا گیا ہے۔

باب انہ لیس شیئ من الحق فی ید الناس الاما خرج من عند الائمۃ وان کل شیئ لم یخرج من عندھم فھو باطل وفیہ عن ابی جعفر واذا انشعبت بھم الامور کان الخطاء منھم والصواب من علی علیہ السلام۔	اس بات کا بیان کہ لوگوں کے پاس کچھ بھی حق نہیں ہے بجز اس کے کہ جو آئمہ کے منہ سے نکلے اور جو ان سے نہ نکلے وہ باطل ہے اس باب میں امام باقر کی کئی احادیث ہیں مثلاً یہ کہ اگر لوگوں میں اختلاف ہو جائے تو سب غلطی پر ہوں گے۔ درست صرف حضرت علی علیہ السلام ہوں گے۔

امامت اور نبوت کے خصائص کا اصول کافی کتاب الحجۃ سے مفصل موازنہ کر کے انکارِ ختم نبوت کی اس پیچ در پیچ تعبیر کو ہم نے "تحفہ امامیہ" میں واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔ اور یہاں ہم اس سوال کو بھی نہیں اٹھاتے کہ جب علم کا باب صرف حضرت علیؓ ہی ہیں۔ علم کا گھاٹ آلِ محمد ہی ہیں اور حضورؐ کے تمام علوم اولین و آخرین کو جاننے والے اور بیان کا حق رکھنے والے صرف یہی ہیں تو حضرت علیؓ نے علوم نبوت کی تبلیغ کا کیا وسیع انتظام کیا۔ کس قدر لوگ آپ کے ہاتھ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے شیعہ عقیدہ کے مطابق کتنے ہزار آپ کے شاگرد بنے اور کتنے ہزار ارشادات نبوی آپ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں تک پہنچائے۔ اور دنیا کے کس کس طول و عرض میں آپ خود یا آپ کے صادق و عادل مبلغین پہنچے۔ میرے خیال میں شیعہ ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں تو بھی اپنے صحیح لٹریچر سے نہ ایک سو ہی آپ کا شاگرد قابلِ اعتماد بتا سکتے ہیں نہ اسی تعداد فرمودات محمدی بروایت مدینۃ العلم متصل سند سے دکھا سکتے ہیں۔ ؎

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے — یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

آج جمہور مسلمانوں کے زبان زد خاص و عام جو یہ مقولہ ہے کہ شیعہ اصل قرآن کریم اور سنتِ نبوی کو نہیں مانتے۔ اور ہم نے تو جس شیعہ کے سامنے خدا و رسولؐ کی بات پیش کی تو جواب ملا کہ تم مولویوں اور داڑھی والوں سے خدا بچائے۔" تو یہ مبنی بر اصل اور اسی حقیقت کا غماز ہے۔ کہ یہ حضرات کبھی بھی۔ قرآن و سنتِ محمدی سے براہِ راست تمسک نہیں کر سکتے نہ ان کے مذہب میں اس کی گنجائش ہے اور نہ ہم نے اس پر کبھی شیعہ کی اصولی غلطی محسوس کی۔ ہاں جب وہ اصل مطاع معصوم حلال و حرام میں مختار حضرات آئمہ کو ہی مانتے ہیں ان کے ارشادات کے ماننے کا دعویٰ رکھتے ہیں تو ہم بجا طور پر ان کو الزام دینے کے لیے یا تنبیہ و تبلیغ کرنے کیلیے اس ہمہ گیر پر فتن اور امن سوز مسئلہ ماتم و عزاداری پر ارشاداتِ آئمہ کا ذخیرہ پیش کرتے ہیں۔ اگر مان لیں تو ان کی خوش قسمتی۔ اگر نہ مانیں تو خود ہی دولتِ ایمان سے ہاتھ دھوئیں گے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرت علیؓ کے ارشادات

۲۰۔ قال امیر المؤمنین فیما علم لاصحابہ لاتلبسوا السواد فانہ لباس فرعون۔ (من لا یحضرہ الفقیہ باب من لا یصلی فیہ)

حضرت امیرؓ نے اپنے ساتھیوں کو یہ سکھایا کہ تم کالا لباس نہ پہننا کیونکہ وہ فرعون کا لباس ہے۔

۲۱۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے اور اسے سننے سے منع فرمایا ہے۔ (ایضاً ص ۲۶۶ ج)

۲۲۔ ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جس کسی کو کوئی بڑی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبت کو یاد کر کے صبر کر لے، کیونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب سے بڑی مصیبت ہے۔

۲۳۔ اصبغ بن نباتہ کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ پر قاتلانہ حملے کے بعد میں حارث ہمدانی سوید بن غفلہ اور دیگر اصحاب علی حضرت کے پاس اکٹھے ہوئے جب رونے کی آواز حضرت کے گھر سے آئی تو ہم بھی رونے لگے۔ پس امام حسنؓ گھر سے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ امیرالمؤمنین کہتے ہیں کہ اپنے گھر پلٹ جاؤ۔ میں حضرت کے گھر بیٹھ گیا۔ پھر دوبارہ حضرت کے گھر سے (بیرونی زائرین کے رونے سے) رونے کی آواز بلند ہوئی۔ میں نے سنی تو رونے لگا پھر امام حسنؓ باہر آئے اور فرمایا کیا میں نے نہ کہا تھا کہ اپنے گھروں کو چلے جاؤ ..... پھر میں رو نا رہا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ اے اصبغ میرا و پر مت رو کیونکہ میں اپنے سامنے بہشت کا راستہ رکھتا ہوں۔ (اور یہ طریقہ نالہ وشیون اس راہ کے خلاف ہے) جلاء العیون صـ ۱۱۹

۲۴۔ جب آپ کی اولاد نے قاتلانہ حملہ کی خبر سنی تو رونے لگے۔

پس قسم داد ایشاں را کہ ساکت شوید۔ | پس ان کو قسم دی کہ چپ ہو جاؤ۔

پھر جب چپ ہو گئے تو حضرتؓ نے ان کو نیکی کی وصیت کی اور گناہوں سے منع فرمایا۔ (ایضاً صـ ۱۹۷)

۲۵۔ اپنی صاحبزادی ام کلثوم (بیوہ حضرت عمر بن خطابؓ) سے فرمایا:

اے دخترِ گرامی گریہ مکن بخدا سوگند کہ اگر بہ بینی آنچہ پدر تو مے بیند ہر آئینہ گریہ نخواہی کرد۔ (ایضاً صـ ۲۰۱)

اے پیاری بیٹی مت رو خدا کی قسم اگر تو دیکھے جو کچھ تیرا باپ دیکھ رہا ہے تو ہرگز نہ روئے گی۔

۲۶۔ حضرت حسن المجتبیٰؓ کے رونے پہ فرمایا: اے فرزندِ گرامی (مت رو) کیونکہ آج کے بعد تیرے باپ پر کوئی رنج و غم اور بے قراری نہ ہو گی ... پس خوش ہو جا اور رونے سے باز آجا کیونکہ تیرے رونے نے آسمان پر فرشتوں کو بھی اشکبار کر دیا ہے (ایضاً صـ ۲۰۱)

۲۷۔ مصائبِ کربلا کی پیشینگوئی اور اطلاع دیتے وقت یوں وصیت فرمائی۔

واز دشمنانِ خود خائف و ترساں باشید پس دراں وقت صبر کنید و شکیبائی نمائید | اپنے دشمنوں سے خوف کھاتے اور ڈرتے رہنا پس اس وقت صبر کرنا اور رونے پیٹنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ایضاً ص۲۰۹) سے بچنا

آج حضرت علی المرتضیٰؓ کی اصلی قبر کا یقینی پتہ کسی کو نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خوارج کے فتنہ اور لاش کی بے حرمتی کے خوف سے آپؓ نے متعدد قبریں بنانے کی وصیت فرمائی اور منجملہ اس میں یہ بھی فرمایا:

۲۸۔ کہ اس امت کے منافق (دعوئ محبت اہل بیت کر کے غدر کرنے والے) تم سے انتقام لیں گے۔ پس تم پہ لازم ہے کہ صبر کرو۔

۲۹۔ پھر حضرت حسنؓ و حسینؓ سے فرمایا کہ میرے بعد خصوصاً تم پہ بہت سے فتنے آئیں گے۔ مختلف سمتوں سے۔ پس تم صبر کرنا تاکہ خدا تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کر دے۔ پس حضرت حسینؓ سے فرمایا تم پہ لازم ہے۔ کہ تقویٰ کرنا اور رضائے رب پر صبر کرنا۔ (ایضاً)

۳۰۔ حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے باپ نے وصیت کی تو یہ حوالہ دیا کہ یہی وصیت میرے باپ (حسینؓ) کو میرے دادا حضرت علی المرتضیٰؓ نے کی تھی۔ (اصول کافی ج۲ ص۹۱)

۳۱۔ جب حضرت علیؓ پہ قاتلانہ حملہ ہوا حضرت حسنؓ نے حسینؓ کو شہادت کی اطلاع دی اور وہ مدائن میں تھے۔ تو فرمایا: افسوس! کتنی بڑی مصیبت ہے باوجودیکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جسے کوئی مصیبت پہنچے تو میری مصیبت کو یاد کرے اس لیے کہ اس سے بڑی مصیبت کسی کو نہیں پہنچے گی۔ حضورؐ نے یہ سچ فرمایا ہے۔ (فروع کافی ج ا ص۲۲ باب التعزی)

حضرت امام حسینؓ کا ارشاد و عمل

۳۲۔ آپ کی صاحبزادی فوت ہوگئی لوگوں نے تعزیت کی تو جواب میں لکھا:

اجرِ مصیبت او را از خدا می طلبم تسلیم کردہ ام قضائے الٰہی را و صابرم بہ بلائے او بدرستیکہ بدرد آوردہ است مرا مصائب زمانِ و آزردہ کردہ است نوائب دوران مفقد	اس کی مصیبت کا ثواب میں خدا سے چاہتا ہوں۔ میں نے قضاء الٰہی تسلیم کر لی۔ اسکی مصیبت پر صابر ہوں۔ یقیناً مجھ کو زمانہ کے مصائب نے ستایا ہے اور وقت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوستاں کہ الفت بالیشاں دارم (جلاء العیون صفحہ ۲۳۶)	چکروں نے اور دوستوں کی جدائی نے پریشان کیا ہے جن سے میں محبت رکھتا ہوں

مصائب دنیا پہ اتنا عظیم صابر بزرگ امام صرف موت کے وقت رو پڑا کسی نے پوچھا آپ کیوں روتے ہیں؟

۳۳۔ حضرت فرمود برائے دو خصلت گریہ میکنم یکے احوال مرگ و احوال دیگرے مفارقت دوستان (جلاء العیون صفحہ ۲۳۵)	حضرت نے فرمایا میں دو وجہ سے روتا ہوں ۱۔ موت کے سنگین مناظر اور اس کے حالات سے ۲۔ دوستوں کی جدائی سے۔

موت اور حالات آخرت کا تصور کر کے رو دینا ہرگز ایمان کے منافی نہیں ہے۔ بلکہ خشیۃ اللہ کی ایک جھلک اور ایمان کی دلیل ہے۔ حضرت عمرؓ اور دیگر کئی صحابہؓ سے جو واقعات منقول ہیں وہ اسی حقیقت پر مبنی ہیں۔ مگر دشمنان صحابہؓ اس پر بھی طعن کرتے ہیں

حضرت امام حسینؓ کی وصایا

میدانِ کارزارِ کربلا میں تمام اعزہ و احباب کی شہادت کے بعد جب ریحانۂ رسول۔ لختِ جگر بتول۔ دل بند مرتضیٰ۔ برادرِ حسن المجتبیٰ و زینب بنت سیدۃ النساء حضرت الامام عالی مقام حسین نور عین رضی اللہ عنہ نے جب اپنی شہادتِ فاجعہ کی خبر حضرت زینبؓ کو سنائی اور وہ ماں کی ممتا کی یادگار اس خبر دل فگار سے لاچار ہو کر واویلا کرنے لگیں تب حضرت نے فرمایا:

۳۴۔ اے خواہر با جان برابر حلم و بردباری پیشہ کن و شیطان را بر خود تسلط مدہ و بر قضائے حق تعالیٰ صبر کن و فرمود اگر میگذاشتند مرا باستراحت خود را بمہلکہ نمیا فگندم (جلاء العیون صفحہ ۳۸۶)	اے میری جان جیسی پیاری بہن حلم اور بردباری کو اختیار کر شیطان کو اپنے اوپر قبضہ نہ دے اور حق تعالیٰ کی قضا پر صبر کر نیز فرمایا اگر یہ مخالف مجھ کو آرام سے چھوڑ دیتے تو میں کبھی اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ پھینکتا۔

اس سے معلوم ہوا کہ واویلا و ماتم نہ صرف شیطانی اور خلاف صبر کام ہے بلکہ اس کی اجازت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھی نہیں ہے جبکہ وہ عینی مشاہدہ سے کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہید غنڈوں کا ظلم ملاحظہ کر رہی ہیں۔ نیز حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے انتہائی کوشش کی کہ مصالحت ہوجائے۔ جنگ ٹل جائے۔ واپس جانے کی اجازت مل جائے۔ مگر ظالموں کے آگے ایک بھی نہ چلی اور بالآخر مردانہ وار جانِ عزیز جان آفرین کے سپرد کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ پیشہ ور موسیقار ذاکر یہ جو بڑھ مارتے ہیں کہ امام والا مقام گھر سے کفن باندھ کر اسلام زندہ کرنے چلے تھے۔ فیس حلال کرنے کا ایک گر ہے۔ حقیقت سے اسے تعلق نہیں۔ اگر آپ کی کوشش امن و مراجعت کامیاب ہوجاتی۔ تو اسلام پھر مردہ نہ ہوجاتا بلکہ آپ کی حیاتِ بابرکات سے اسے مزید زندگی اور جلا و بقا نصیب ہوتی۔

انہیں وصایائے کرب و بلا میں آپ نے فرمایا:

۳۵۔ اے خواہر گرامی ویل و عذاب برائے تو نیست برائے دشمنان تست صبر کن و بزودی دشمنان را بر ما شاد مگرداں۔ (ایضاً ص ۳۸۴)	اے بہن محترمہ! ہلاکت اور عذاب تیرے لیے نہیں ہے تیرے دشمنوں کے لیے ہے۔ صبر کر اور اتنی جلدی دشمنوں کو مجھ پہ خوش نہ کر۔

نیز صبر کے سلسلہ میں آسمان و زمین کے فنا ہونے اور باپ دادا کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

۳۶ پس وصیت فرمود اے خواہر گرامی ترا سوگند میدہم کہ چوں من از تیغ اہل جفا بعالم بقا رحلت نمائم گریباں چاک مکنید و رو مخراشید و واویلا مگوئید۔ (ایضاً ص ۳۸۶)	پس وصیت فرمائی اے پیاری بہن تجھے قسم دیتا ہوں کہ جب میں اہل جفا کی تلوار سے عالم بقا کو رحلت کر جاؤں تو اپنا گریبان نہ پھاڑنا۔ منہ نہ پیٹنا اور نوچنا اور ہائے وائے کر کے (آواز سے) نہ رونا۔

ماتم و نوحہ اور سینہ کوبی پہ اس سے زیادہ امام حسین رضی اللہ عنہ کیا مبارزی کر سکتے تھے۔

۳۷۔ پھر بالکل آخری وقت میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت فرمائی۔

پس دیگر بار اہلبیت رسالت و پردگیانِ سرادق و عصمت را وداع نمود	پس دوبارہ اہلبیت رسالت اور عصمت مآب مستورات کو وداع کیا اور ان کو صبر و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والیشاں را بصبر و شکیبائی امر فرمود و بوعدۂ مثوبات غیر متناہی الٰہی تسکین داد۔
(ایضا ص۴۰۶)

تحمل کا حکم دیا اور خدا کے غیر متناہی ثواب کا وعدہ کیا اور تسلی دی۔

۳۸۔ پھر ننھی صاحبزادی سکینہ سے فرمایا۔

اے نور دیدہ من ہر کہ یاورے ندارد یقین مرگ را بر خود قرار میدہد اے دختر یاور ہمہ کس خدا است و رحمت خدا در دنیا و عقبیٰ از شما جدا نخواہد شد صبر کنید بر قضائے خدا و شکیبائی ورزید کہ بزودی دنیا فانی منقضی مے گردد و نعیم ابدی آخرت زوال ندارد۔
(جلاء العیون ص۴۰۶)

اے میری نور چشم! جو آدمی مددگار نہ رکھتا ہو اپنی موت کا اسے یقین آجاتا ہے اے بیٹی ہر کسی کا مددگار و مشکل کشا خدا ہے اور خدا کی رحمت دنیا و آخرت میں تم سے جدا نہ ہوگی۔ خدا کی قضاء پر صبر کرو اور تحمل اپناؤ کیونکہ دنیا جلدی ختم ہو جائے گی اور آخرت کی ہمیشہ نعمتیں زائل نہ ہوں گی۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ قرآن پاک اور سنت نبوی کے مذہب پر تھے جیسے قرآن نے کسی بھی مقرب بزرگ وغیرہ کو مصائب میں پکارنے کی اور مدد مانگنے کی اجازت نہیں دی بلکہ ایسا کرنے والوں کو مشرک بتایا۔ اسی طرح رسول پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کبھی نیک و مقرب ہستیوں کو مصائب میں نہیں پکارا نہ ان سے مدد مانگی۔ اسی طرح آپ کا موحد و توحید پرست وتابی (اللہ والا) لخت جگر حسین رضی اللہ عنہ اپنی اولاد کو بھی یہ وصیت کر کے جا رہا ہے "کہ ہر کسی کا مددگار و مشکل کشا صرف خداوند تعالیٰ ہے۔" چنانچہ سنی و شیعہ سیرت و تاریخ کی کوئی کتاب یہ نہیں بتاتی کہ ان مصائب و آلام کے بھنور میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یا حضرت رسول پاک علیہ التحیۃ والثناء کو پکارا ہو۔ حالانکہ وہ رشتہ میں بھی قریب ترین تھے۔ وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہماری بہ نسبت قریب تھے اور واقعی حضرت حسین مع اپنے ساتھیوں کے مظلوم و مقہور تھے۔ مع ہذا حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے نہ خود پکارا نہ وہ مقربین الٰہی اپنی مظلوم اولاد کی مدد کو پہنچے جس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ اظہر من الشمس ہو گیا کہ مصائب میں پہنچنا اور مدد کرنا، دشمن سے نجات دلانا مافوق الاسباب صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اور کسی ہستی کو یہ مقام حاصل نہیں نہ ان کو پکارنا از روئے قرآن وسنت درست ہے۔

حضرت حسینؓ موحد سے تو تمام سُنی شیعہ مورخین نے یہ دعا نقل فرمائی ہے۔

اللھم انت ثقتی فی کل کرب ورجائی فی کل شدۃ وانت لی فی کل امر نزل بی ثقۃ وعدۃ کم من کرب یضعف عنہ الفواد وتقل فیہ الحیلۃ ویخذل فیہ الصدیق ویشمت فیہ العدو انزلتہ بک وشکوتہ الیک رغبتہ منی الیک عمن سواک ففرجتہ وکشفتہ فانت ولی کل نعمۃ وصاحب کل حسنۃ ومنتہی کل رغبۃ۔ (جلاء العیون ص۳۸۸)	اے اللہ! تو ہی ہر مصیبت میں میرا بھروسہ ہے ہر سختی میں تجھی سے میری امید وابستہ ہے۔ مجھ پر جو مصیبت اتری تو ہی میرا مددگار رہا اور امداد دینے والا تھا۔ کتنی وہ تکالیف جن سے دل گھبرا جاتا ہے۔ حیلہ کم ہو جاتا ہے دوست ساتھ چھوڑ جاتا ہے۔ دشمن خوش ہوتا ہے۔ میں نے وہ تیرے آگے پیش کیں اور تجھی سے ان کا شکوہ کیا۔ کیونکہ مجھے تجھ سے ہی رغبت تھی۔ تیرے سوا دوں سے نہ تھی تو نے ہی وہ مصیبتیں کھولیں اور

پریشانیاں دور کیں۔ تو ہی ہر مصیبت میں کارساز ہے۔ ہر بھلائی کا مالک ہے۔ ہر مقصد کی انتہا ہے۔

حضرت زین العابدینؒ کے ارشادات

شیعہ کے اعتقاد میں امام چہارم حضرت علی بن الحسینؓ المعروف بہ سجاد وہ ہستی ہیں جنہوں نے کربلا کا خوں چکاں منظر خود مشاہدہ کیا۔ بلائیں آسمان سے خود اترتے دیکھیں۔ اپنے والد اور دادا جی کے غدار کوفی شیعوں کا ڈرامہ ان کے سامنے ہوا۔ یہ ہولناک منظر کبھی ان کے سامنے سے اوجھل ہونے والا نہ تھا۔ نہ دل سے محو ہونے والا تھا۔ آپ نے اپنی بقیہ زندگی مدینہ طیبہ ہی میں عافیت وسکون سے گزاری اور عبادتِ الٰہیہ میں مصروف رہے۔ زین العابدین کے لقب سے ممتاز ہوئے۔ آپ نے نہ کوئی ماتمی یادگار قائم کی۔ نہ امام باڑہ یا ماتم کے لیے کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکان مخصوص کیا۔ نہ کوئی چہلم۔ سالانہ۔ بلیسواں وغیرہ منایا۔ نہ جلوس نکالا نہ تعزیہ و ضریح وغیرہ کا تصور آپ کے دل میں گزرا۔ شیعہ روایات سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ نے عزلت اور خاموش اندوہ میں ڈوب کر زندگی گزاری مگر صبر و شکر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ کیوں نہ ہو۔ آپ کا مذہب بھی والد والا مذہب تھا۔ گریہ و ماتم نہ کرنے کی وصایا حسینی آپ کے قلب میں بیٹھی ہوئی تھیں حتی کہ یوم شہادت حسینؓ کے دن بھی ثابت قلب رہے جب حضرت زینبؓ رونے لگیں تو فرمایا:

۳۹۔ اے عمہ میدانی کہ بعد از مصیبت جزع کردن سودے نے بخشد (جلاء العیون ص ۴۴۷)

اے پھوپھی تو جانتی ہے کہ مصیبت کے بعد رونا پیٹنا کوئی نفع نہیں دیتا (بلکہ نقصان دیتا ہے)

اور قاتلانِ حسین شیعانِ کوفہ نے نادم ہو کر شور مچایا اور ماتم شروع کر دیا تو آپ نے ڈانٹا۔

۴۰۔ واشارہ کرد بسوئے مردم کہ ساکت شوید

اور لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ چپ ہو جاؤ۔

پھر خدا کی حمد و ثنا اور اپنا تعارف کرانے کے بعد فرمایا: اے لوگو! میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم نے ہی میرے باپ کو خط لکھے اور آپ کو دھوکہ دیا اور پختہ وعدے ان کو لکھے اور آپ کی بیعت کی آخر کار آپ سے تم نے ہی جنگ کی اور دشمن کو آپ پر مسلط کر دیا۔ پس تم پر اس کام کی وجہ سے لعنت ہو جو تم نے اپنے لیے آخرت میں ذخیرہ کر بھیجا (جلاء العیون ص ۴۴۷) پھر اہل کوفہ نے کہا کہ ہم آپ کے فرمان بردار (شیعہ) ہیں جس سے جنگ چاہیں جنگ کریں گے اور جس سے صلح چاہیں صلح کریں گے۔ اور ظالموں سے تیرے خون کا بدلہ لیں گے۔ جب حضرت زین العابدین نے فرمایا۔ دور ہو دور ہو اے غدارو اور مکارو! ہم دوبارہ کبھی تم سے دھوکہ نہ کھائیں گے اور تمہارے جھوٹوں پر یقین نہ کریں گے۔ تم چاہتے ہو کہ میرے ساتھ بھی وہی کرو جو میرے باپ کے ساتھ کیا۔ (ایضاً)

۴۱۔ حضرت صادقؒ سے ایک روایت (بلا سند) منقول ہے کہ حضرت سجاد ۳۴ سال باپ کی قبر پر روتے رہے۔ الخ۔ علامہ مجلسی اس کا رد کرتے ہیں۔ "مؤلف گوید مثیر آنند بود کہ گریہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آں حضرت برائے محبت و خوف حق تعالیٰ باشد چنانچہ از مناجاتہائے آنحضرت معلوم میشود۔ ذکر ممکن ہے آپ کا یہ رونا خدا تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف سے ہو جیسے آں حضرت کی دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے۔ پھر مزید وجہ گریہ یہ بیان کرتے ہیں۔

بلکہ چوں امام زین العابدین پدر بزرگوار خود را بہتر از دیگراں مے شناخت و فوائد وجود آں بزرگوار و مفاسد فقدان امام اخیار را زیادہ از دیگراں میدانست۔ و میدانست کہ او در زماں خود محبوب ترین خلق بود نزد خدا و بکشتن او عالمیاں گمراہ شدند و دینِ خدا ضائع شد و سننِ رسول خدا بر طرف شد و بدعِ بنی امیہ ظاہر گردید بایں جہات میگریست و بعد از تامل اینہا ہمہ بگریہ محبت خدا بر میگردد۔

درونا غم کی وجہ سے نہیں، بلکہ جب امام زین العابدین اپنے والد ماجد کو دوسروں سے بہتر اور آپ کے وجود کے فوائد کو خوب جانتے تھے اور آپ کے وجود کی گمشدگی کے نقصانات کو دوسروں سے بہتر جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ آپ زمانے میں سب مخلوق سے زیادہ خدا کو عزیز تھے۔ آپ کے قتل ہونے سے جہان والے گمراہ ہو گئے خدا کا دین ضائع ہو گیا۔ رسولِ خدا کی سنتیں ہٹ گئیں اور بنو امیہ کی بدعتیں ظاہر ہو گئیں ان وجوہ سے روتے تھے۔ غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا رونا محبت خدا کی وجہ سے تھا۔

اس روایت و تفصیل سے معلوم ہوا کہ رونا فی نفسہٖ محبوب ہے۔ امام کی طرف نسبت بھی روا نہیں ہے چہ جائیکہ سینہ کوبی و ماتم و بین کی نسبت کی جائے تبھی تو مؤلف کو اتنی تاویل و توجیہہ کرنی پڑی۔

دوسری یہ بات بھی الم نشرح ہو گئی کہ شہادتِ حسین سے اسلام کا اور ملتِ اسلامیہ کا زبردست نقصان ہوا جس کی تلافی ناممکن ہے کہ لوگ (اس واقعہ کی وجہ سے اور آپ کے وجود صحابیت کی گمشدگی کی وجہ سے) گمراہ ہو گئے۔ خدا کا دین ضائع ہوا۔ بنی امیہ کی بدعتیں رواج پذیر ہوئیں اور سننِ نبویہ معطل ہو گئیں۔ یہ جو پیشہ ور دنیا پرست ذاکر و مجتہد پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور عوام الناس بھی اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور معین الدین کاشانی رافضی کی رباعی حضرت سید معین الدین اجمیریؒ کی طرف منسوب کر کے کہہ دیتے ہیں ؎

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین ہست حسینؓ ، دین پناہ ہست حسینؓ ، سرداد نہ داد دست در دست یزید احقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؓ
اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ اسلام آپ کی وفات وشہادت سے زندہ ہو گیا۔ عمل و اعتقادِ سجادؓ
کی روشنی میں باطل ہوا۔

۴۲۔ اصول کافی باب الصبر میں ہے کہ امام زین العابدین نے فرمایا: "صبر کو ایمان سے
وہ نسبت ہے جو سر کو بدن سے ہوتی ہے۔ جو صبر نہ کرے وہ بے ایمان ہوتا ہے۔

۴۳۔ نیز حضرت زین العابدینؒ نے حضرت محمد باقرؒ کو وفات کے وقت وصیت کی تھی:

یا بنی اصبر علی الحق ولو کان مرا — اے میرے بیٹے! حق پر صبر کرنا۔ اگرچہ وہ کڑوا ہی ہو۔

(اصول کافی ج ۲ ص ۹۱)

حضرت امام باقرؒ کے ارشادات

خدیجہ بنتِ عمر بن علی بن حسینؓ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے چچا محمد باقر بن علیؒ سے سنا:

۴۴۔ و ھو یقول انما تحتاج المرأۃ فی الماتم لتسیل دمعتھا ولا ینبغی لھا ان تقول ھجرا فاذا جاء اللیل فلا تؤذی الملائکۃ بالنوح۔

(اصول کافی ج ۱ ص ۳۵۸)

آپ فرماتے تھے عورت سوگ میں صرف اتنی محتاج ہے کہ اس کے آنسو بہ پڑیں۔ اسے مناسب نہیں کہ بے صبری سے غلط باتیں منہ سے نکالے پھر جب رات آ جائے تو مسلسل رونے سے فرشتوں کو تکلیف نہ دے۔

۴۵۔ عن جابر قلت لابی جعفر ما الصبر الجمیل قال ذاک صبر لیس فیہ شکوی الی الناس۔

(کافی باب الصبر)

جابر کہتے ہیں میں نے امام باقرؒ سے پوچھا کہ صبرِ جمیل کیا ہے تو فرمایا: ایسا صبر جس میں لوگوں کے سامنے اظہارِ شکوہ و غم نہ ہو۔

۴۶۔ امام باقرؒ فرماتے ہیں کہ خدا کو پہچاننے والے کی سب سے بہتر خصلت یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فیصلہ (تقدیر مصائب) کو تسلیم کرلے جو قضا پہ راضی ہوتا ہے اور قضاء تو آتی ہے اللہ اس کو بڑا اجر دیتا ہے اور جو قضاء کو ناپسند کرتا ہے قضاء تو آ کر گزر جاتی ہے مگر اللہ اس کا ثواب ضائع کر دیتا ہے۔ (اصول کافی ج ۲ ص ۶۲ باب الرضا بالقضاء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہم مصیبت پر حضورؐ کی موت یاد کرو

۷۸۔ حضرت امام باقرؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اے مومن جب تجھے اپنی ذات میں یا اپنی اولاد میں مصیبت پہنچے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی وجہ سے جو صدمہ تجھے پہنچا ہے اسے یاد کر کے تسلی حاصل کر لے کیونکہ تمام مخلوق کو اس جیسی مصیبت کبھی نہ پہنچی۔ (فروع کافی ج ۱ صف۲۶)

۸۸۔ بروایت جابر حضرت امام باقرؒ سے باب الصبر والجزع والاسترجاع میں ہے۔

قال اشد الجزع الصراخ بالویل و العویل و لطم الوجه و الصدر و جز الشعر من النواصی و من اقام النواحة فقد ترك الصبر و اخذ فی غیر طریقه و من صبر و استرجع و حمد الله عز وجل فقد رضی بما صنع الله و وقع اجره علی الله و من لم یفعل ذالك جرٰی علیه القضاء و هو ذمیم فاحبط الله اجره و له سند آخر۔

زیادہ بے صبری یہ ہے ہائے وائے کر کے چیخنا۔ منہ اور سینہ پیٹنا۔ پیشانی کے بال نوچنا جس نے مجلسِ ماتم قائم کی اس نے صبر چھوڑ دیا اور مخالف صبر (حرام) کام میں لگ گیا اور جس نے صبر کیا۔ اناللہ پڑھی اور خدا کی تعریف کی اور اللہ کے کیے پر راضی ہو گیا تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے پڑ گیا اور جس نے ایسا نہ کیا قضا تو آ کر رہی لیکن وہ برا بنا اللہ نے اس کا ثواب ضائع کر دیا اس کی دوسری سند بھی ہے۔

(کافی ج ۳ صف۲۲۳)

اس تفصیلی ارشادِ امام میں صبر کی تعریف اور اس کی ضد نمایاں ہو گئی کہ ہائے ہائے کر کے چیخنا اور پیٹنا انتہائی بے صبری اور جزع ہے تو ماتمی شکل بنا کر رہنا بھی بے صبری ہے۔ مجلس ماتم قائم کرنا حرام اور ترک صبر ہے۔ نہ رونے پیٹنے والا ہی مستحق ثواب ہے۔ اور رونے پیٹنے ماتم کرنے والا مذموم اور ثواب سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

۹۸۔ عن ابی جعفر قال مامن عبد یصاب بمصیبة فیسترجع

امام باقر فرماتے ہیں جس کو بھی کوئی مصیبت پہنچے پھر وہ اچانک مصیبت آنے کی وجہ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ويصبر حين تفجئه الا غفر الله ماتقدم من ذنبه وكلما ذكر مصيبة فاسترجع عند ذكر المصيبة غفر الله له كل ذنب اكتسب فيما بينهما (فروع کافی ج ا ص ۲۲۲)

صبر کرے اور انا للہ پڑھے تو اللہ اس کے پہلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں اور جب کبھی مصیبت یاد آئے اور انا للہ پڑھ لے تو بھی اللہ اس کے وہ گناہ معاف فرماتے ہیں جو دونوں حالتوں میں ہوئے۔

تعجب ہے کہ آج مذہبِ شیعہ تعلیمِ امام کے بالکل برعکس ہو چکا ہے۔ کہ جو مروجہ ماتم و سینہ کوبی نہ کرے گنہگار ہے اور جو رو ئے پیٹے وہی صاحبِ اجر اور گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کے ارشادات

قارئینِ کرام! آئیے اب آپ شیعہ کے چھٹے امام حضرت جعفر صادق سے بھی مسئلہ عزاداری و ماتم کی حرمت پر فیصلہ سن لیں جو شیعی اسلام کے ان کے بقول واحد پیامبر ہیں اور امامیہ شریعت ساز ہیں۔ سچ بولنے کی وجہ سے بارہ آئمہ میں سے صرف ان کو ہی صادق کا لقب دیا گیا ہے۔ شیعہ کے دین کا سلسلہ استناد یا احادیث کی سند صرف ان تک یا ان کے والد ماجد تک پہنچتی ہے پھر آگے سند کی ضرورت اس لیے نہیں ہوتی کہ امام معصوم ہوتا ہے اپنے منجانب اللہ علم لدنی سے یا اپنے مخصوص منزل صحیفہ آسمانی سے علم روایت کر کے امت تک پہنچاتا ہے۔ بعینہٖ جیسے مسلمانوں کا سلسلہ احادیث یا سندِ دین حضرت خاتم الرسل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پیغمبر معصوم ہوتا ہے اور براہ راست خدائے تعالیٰ سے یا صحیفۂ آسمانی (قرآن) سے علم حاصل کر کے امت کو پہنچاتا ہے۔

۵۰۔ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں جسے کوئی مصیبت آئے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مصیبت (یوم وفات) یاد کرے کیونکہ وہ عظیم ترین مصیبت تھی (کافی باب التعزی ج ۲ ص ۱)

۵۱۔ امام صادقؒ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو حضرت جبرائیلؑ نے آکر تسلی میں یہ بھی فرمایا:

فبالله فثقوا و ایاہ فارجوا فان

پس اللہ پر ہی بھروسہ کرو اور اسی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المصاب من حرم الصواب
(کافی ج ۳ صہ ۲۲۳)

ثواب کی امید رکھو۔ اصل مصیبت زدہ وہ ہے جو درستی (اور اتباع شرع) سے محروم رہے۔

۵۲- عن ابی عبد اللہ قال ان الصبر والبلاء یستبقان الی المؤمن فیأتیه البلاء وهو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فیأتیه البلاء وهو جزوع (کافی باب الصبر)

امام ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ صبر اور مصیبت مومن کو آتی ہیں جب اسے مصیبت آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور بلاشبہ رونا پیٹنا اور مصیبت کافر کو پیش آتی ہے جب اسے مصیبت پیش آتی ہے تو رونا پیٹتا ہے۔

۵۳- عن ابی عبد اللہ قال من ذکر مصیبة ولو بعد حین فقال انا للہ وانا الیه راجعون والحمد للہ رب العلمین اللهم اجرنی فی مصیبتی واخلف علی افضل منها کان له من الاجر مثل ما کان عند صدمته
(کافی ج ۳ صہ ۲۲۴)

امام صادقؒ فرماتے ہیں جو مصیبت یاد کرے اگرچہ کچھ مدت بعد ہو اور یہ دعا پڑھے ہم اللہ ہی کے لیے جیتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور سب تعریفیں اللہ پروردگار عالمین کے لیے ہیں اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور اس سے بہتر بدلہ دے تو اسے وہی ثواب ملے گا جو پہلے والا تھا۔

۵۴- عن ابی عبد اللہ قال یا ابا اسحاق لا تجزع عن مصیبة اعطیت علیها الصبر واستوجبت من اللہ عزوجل الثواب انما المصیبة التی یحرم صاحبها اجرها وثوابها اذا لم یصبر عند نزولها (ایضاً)

امام صادقؒ نے اپنے شاگرد سے فرمایا اے ابو اسحاق مصیبت پر رو پیٹ مت کرنا تجھے صبر کی توفیق ملے گی اور اللہ کی طرف سے ثواب کا حق دار ہوگا۔ مصیبت تو وہ ہوتی ہے کہ آدمی اس کے ثواب سے محروم رہے جب صبر نہ کرے۔

میت پر بین کرنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے

امام جعفر صادقؒ نے فرمایا:

۵۵- لا ینبغی الصیاح علی المیت

میت پہ چیخنا بین کرنا اور کپڑے پھاڑنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولا شق الثیاب ۔ | جائز نہیں ۔

۵۶۔ عن ابی عبد اللہ قال لا یصلح الصیاح علی المیت ولا ینبغی ولکن الناس لا یعرفونہ والصبر خیر (کافی ص۲۲۶)

میت پر آواز سے رونا جائز نہیں اور نہ مناسب ہے لیکن لوگ اس مسئلہ کو جانتے نہیں حالانکہ صبر ہی بہتر ہے ۔

۵۷۔ عن ابی الحسن الاول قال قال ضرب الرجل یدہ علی فخذہ عند المصیبۃ احباط لاجرہ ۔

امام ابوالحسن اوّل (رضا) فرماتے ہیں کہ مصیبت کے وقت اپنی رانیں پیٹنا اپنا ثواب ضائع کر دینا ہے ۔

۵۸۔ قال ابو عبد اللہ ان تصبر توجر والا تصبر یمضی علیک قدر اللہ الذی قدر علیک وانت مازور (کافی باب الصبر والجزع ص۲۲۵)

امام صادق نے فرمایا اگر صبر کرے تو ثواب پائے گا اور اگر تو صبر نہ کرے تو اللہ کی مقدرہ تقدیر تو ہو کر رہے گی ۔ ہاں تو گنہگار ہو گا ۔

۵۹۔ قتیبہ اعشی کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادقؒ کے پاس ان کے بیٹے کی عیادت کرنے آیا ۔ آپ دروازے پر پریشان اور غمگین کھڑے تھے ۔ میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں بچے کا کیا حال ہے ؟ تو فرمایا وہ حالت نزع میں ہے پھر آپ اندر گئے ۔ کچھ دیر ٹھہر کر واپس آئے تو آپ کا چہرہ سفید تھا اور غم و تبدیلی کا رنگ دور ہو چکا تھا ۔ میرا خیال ہوا کہ بچہ ٹھیک ہو گیا تو میں نے پوچھا بچے کا کیا حال ہے میں آپ پر قربان جاؤں ۔ فرمایا وہ تو اللہ کو پیارا ہو گیا ۔ میں نے کہا میں آپ پر قربان جاؤں جب وہ زندہ تھا تو آپ غمگین و پریشان تھے اور اب جبکہ مر چکا ہے تو آپ کی حالت اس سے مختلف ہے تو آپ نے فرمایا :

انما اھل البیت نجزع قبل المصیبۃ فاذا وقع امر اللہ رضینا بقضائہ وسلمنا لامرہ ۔ (ایضاً ص۲۲۵)

بلاشبہ ہم اہل بیت مصیبت سے پہلے اظہار جزع و پریشانی کرتے ہیں پس جب اللہ کا حکم واقع ہو جاتا ہے تو اس کی قضا پر راضی اور حکم تسلیم کر لیتے ہیں ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۰ - علاء بن کامل کہتے ہیں کہ میں امام جعفر صادقؒ کے پاس بیٹھا تھا تو گھر سے عورت کے چیخنے کی آواز آئی تو امام ابو عبد اللہ اٹھ کر چلے گئے پھر واپس آکر بیٹھ گئے اور استرجاع پڑھنے لگے اور اپنی پہلی بات میں لگ گئے جب فارغ ہو گئے تو فرمایا ہم بھی اپنی اولادیں جانوں میں اور مالوں میں (آفات سے) سلامتی چاہتے ہیں لیکن جب اللہ کی تقدیر آجاتی ہے تو پھر ہمیں جائز نہیں کہ ہم وہ سلامتی پسند کریں جو اللہ نے ہمارے لیے پسند نہیں کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہم اپنے لیے وہ پسند کرتے ہیں جو ہمیں پسند ہے لیکن جب اللہ کا حکم تقدیر آجاتا ہے تو ہم اللہ کی پسند کو قبول کر لیتے ہیں

۶۱ - امام صادق سے کافی کے باب خصال المؤمن میں یہ حدیث مروی ہے کہ مومن میں آٹھ خصلتیں ہوتی ہیں جو یہ ہیں۔ فتنوں کے وقت حوصلے والا ہو۔ مصیبت کے وقت صبر کرنے والا ہو۔ آسانی کے وقت شکر کرنے والا ہو۔ اللہ کے دیے ہوئے رزق پہ قانع ہو دشمنوں پر ظلم نہ کرے۔ دوستوں کی بے جا طرفداری نہ کرے خود مشقت اٹھائے لوگوں کو آرام پہنچائے الخ (اصول کافی ج ۱ ص۴۷)

۶۲- عن ابی عبد اللہ قال الصبر رأس الایمان وفی روایة الصبر من الایمان بمنزلة الرأس من الجسد فاذا ذهب الرأس ذهب الجسد کذالك اذا ذهب الصبر ذهب الایمان (اصول کافی باب الصبر ج ۲ ص۸۷)

امام صادقؒ نے فرمایا صبر ایمان کا سر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ صبر ایمان کا وہ حصہ ہے جیسے سر بدن کا حصہ ہے جب سر نہ رہے تو جسم ختم ہو جاتا ہے اسی طرح جب صبر چلا جائے تو ایمان ختم ہو جاتا ہے۔

۶۳ - امام صادقؒ فرماتے ہیں جب مومن قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز دائیں جانب ہوتی ہے اور زکوٰۃ بائیں جانب ہوتی ہے۔ والدین سے نیکی اس پہ جھک جاتی ہے۔ اور صبر ایک طرف کھڑا ہوتا ہے۔ جب منکر اور نکیر سوال کرنے آجاتے ہیں تو صبر نماز اور نیکی کو کہتا ہے کہ اپنے ساتھی کو بچاؤ۔ تم اگر دفاع نہ کر سکو تو میں کر دوں گا۔

۶۴- عن ابی عبد اللہ من ابتلی

امام صادقؒ فرماتے ہیں جو مومن مصیبت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من المومنین بیلاء فصبر علیه کان له مثل اجر الف شهید (ایضاً)	میں گرفتار ہو اور صبر کرے تو اس کو ایک ہزار شہید کا ثواب ملے گا۔

کافی میں باب الصبر ۸ صفحات پر پھیلا ہوا ہے اور ۲۵ حدیثیں ذکر کی گئی ہیں۔

۶۵۔ امام جعفر صادقؒ نے آیت قرآنی اصبروا وصابروا کی تفسیر یوں بیان فرمائی

اصبروا علی الفرائض وصابروا علی المصائب (کافی ج ۲ ص ۸۱)	فرائض پر جمے رہو اور مصائب پر صبر کرو۔
۶۶۔ سئل الصادق عن الصلوٰۃ فی القلنسوۃ السوداء فقال لا تصل فیها لانها لباس اهل النار۔ (من لا یحضرہ الفقیہ)	حضرت صادقؒ سے کالی ٹوپی میں نماز پڑھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا اس میں نماز نہ پڑھنا کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔

۶۷۔ ایک شخص نے حضرت صادقؒ کے سامنے اپنی مصیبت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو ثواب پائے گا اور اگر تو صبر نہ کرے اللہ کی بھیجی ہوئی تقدیر تو جو کر رہے گی لیکن تو گناہگار ہوگا۔ (فروع کافی ص ۲۲۵ باب الصبر والجزع)

۶۸۔ امام صادق راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو کسی غمناک کو صبر کی تلقین کرے اسے قیامت کے میدان میں ایک عمدہ جوڑا پوشاک پہنایا جائیگا۔ (ایضاً)

۶۹۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں اے اشعث ہر مصیبت میں اگر تو صبر کرے تو تجھے ثواب ملے گا۔ گو تقدیر جاری ہو گئی اور اگر تو رونے پیٹنے لگے تو تقدیر تو ہو کر رہے گی ہاں تو صاحب وبال ہوگا۔ (نہج البلاغہ ج ۳ ص ۲۲۴)

۷۰۔ حضرت امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مصیبت کے مطابق صبر بھی نازل ہوتا ہے اور جو مصیبت کے وقت سینہ و ران پیٹتا ہے اس کا سارا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

(نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۸۵)

تعلیماتِ اہل بیت کا خلاصہ

قارئین! خوف ہے کہ کہیں آپ اکتا نہ جائیں ورنہ حرمتِ ماتم پر اس قسم کی روایات شیعہ لٹریچر سے مزید بھی کافی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فراہم کی جا سکتی ہیں۔ ہم نے بطور نمونہ گلے ا نگلزا رہے کے تحت بہتر روایات جمع کر دی
ہیں جو عرب محاورہ میں انتہائی کثرت ظاہر کرنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ مثلاً قرآنی ارشاد
ہے۔ ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم بظاہر خدا و رسول کو ماننے
والے اور بباطن تعلیماتِ خدا و رسول کے منکرین (منافقین) کے لیے آپ ستر مرتبہ بھی
بخشش مانگیں خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ الغرض جس شخص کے دل میں ذرہ بھر بھی سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت کے ساتھ سچی عقیدت و اطاعت ہے یا
وہ آئمہ اہلِ بیت کو واقعی سچا اور کذب بیانی سے پاک جانتا ہے اس کے لیے دو چار
ارشاد بھی کافی تھے۔ تاہم اتمامِ حجت کے لیے بہت کچھ نقل کر دیے۔ ہاں اگر کوئی
منافق ہو۔ صرف مسلمانوں میں مخلوط رہنے میں اپنے مفادات کی خاطر قرآن و سنت کا
نام لیتا ہے یا اہلبیت سے دعویٰ الفت یزید و بنی امیہ سے دشمنی کی خاطر از "حب
علی نہلبں" "بغض معاویہ" کا مصداق ہے۔ یا چونکہ اپنے مذہب کی بنیاد انہی رسوم جاہلیہ
اور پروپیگنڈہ پر تعمیر شدہ ہے۔ انہیں چھوڑنے پر مذہب تشیع اور ملت جعفریہ کا
وجود و تشخص معدوم ہو جائے گا یا پھر ان کی حرمت و بندش تسلیم کرنے سے زعماء قوم
اور پیشوایانِ مذہب کی رونق دوکان ختم ہو جائے گی اور ہر قسم کے فاسق و اوباش
کو ٹکٹِ جنت نہ ملنے سے شیعہ کی عددی طاقت کم ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں سینکڑوں
ارشاداتِ صریحہ بھی نقل کر دیں تو شیعہ حضرات کبھی سرِ تسلیم خم نہ کریں گے۔

ہماری اپیل تو صرف فکرِ آخرت کی خاطر حق کی جستجو کرنے والے طبقہ سے ہے۔ اگر وہ
شیعہ اصول کے تحت ہی مستند کتب شیعہ سے یہ احادیثِ متواترہ صحیحہ تسلیم کرے تو اس کی
دنیا اور آخرت سدھر جائے گی اور فرمانِ محمدیؐ "اے علی اگر تیرے ذریعے اللہ کسی ایک
کو بھی ہدایت دے دے تو یہ دنیا بھر کی نعمتوں سے تیرے لیے افضل ہے" کے تحت
ہمیں بھی نجات و آخرت میں مفید ہو گی۔ بہرحال ان تمام ارشادات کا حاصل یہ ہے:

۱۔ مومن و کافر کے درمیان فرق کرنے والا عمل (نماز و) صبر ہے۔ نیکوکاروں کا
یہی شیوہ رہا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جمیع اہل بیت کرام نے ہر مصیبت میں اسی کو ڈھال بنایا اور تمام امت کو یہی تعلیم دلائی۔

۳۔ اس کے برعکس جزع فزع۔ رونا پیٹنا۔ ماتم و نوحہ خوانی۔ سینہ زنی و زنجیر زنی۔ سیاہ پوشی صبر کے منافی اور شیوہ اہل جاہلیت (کفار) کا ہے۔ آئمہ اہل بیت نے (متواترًا) ان سے منع کیا اور سخت ترین مصائب میں بھی اپنے احباء کو قسم دلا کر باز رہنے کی تاکید فرمائی۔

۴۔ کالا ماتمی لباس پہننا حرام ہے نماز بھی اس میں منع ہے یہ فرعون و اہل نار کا لباس ہے ماتم کرنے والوں کو کتے کی شکل میں عبرتناک سزا دی جائے گی۔

۵۔ جیسے ماتم خود گناہ ہے اسی طرح ماتم سننا اور اس کی مجالس میں شرکت حرام ہے۔

۶۔ ماتم سے اعمالِ صالحہ برباد ہوتے ہیں اس فعلِ قبیح سے آئمہ کرام کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

۷۔ ان رسومِ جاہلیہ کی حرمت پر تمام آئمہ کرام کا اتفاق ہے کسی سے بھی اس کے خلاف قولًا و فعلًا مروی نہیں ہے۔

۸۔ حضرت امام حسینؓ کی دردناک مظلومانہ شہادت بھی دیگر مصائب کی طرح جوازِ ماتم کا ذریعہ نہیں بن سکتی کیونکہ خدا نے حضرت جبریلؑ کو مقتل بھیج کر حضور و علیؓ کو بھی رونے سے منع

۹۔ جب حضرت حسینؓ کی بہن محترمہ اور اولاد کریمہ کے لیے ماتم جائز نہ تھا۔ تو اور کسی کے لیے بھی جائز نہیں۔

۱۰۔ جب مصائب سامنے دیکھ کر ماتم و نوحہ کی اجازت نہیں تو صدیوں بعد شنیدہ حکایات و افسانوں پر کیسے جائز ہوگا۔

نوٹ۔ حضرت صادقؒ کے بعد والے چھ آئمہ کے ارشادات ہم نقل نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی حضرات کے ارشادات ہرگز مدون و محفوظ نہیں ہیں الا ماشاء اللہ۔ ملتِ جعفریہ نے ارشاداتِ صادقؒ کے ماسوا کسی کے ارشادات کو قابلِ روایت و عمل نہ جانا اور یہ عقدہ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ عملًا جعفریہ اور شیعہ واقفہ (جو چھٹے امام صادقؒ کے بعد کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو امام بھی نہیں مانتے، منحرف کیوں ہیں اور آپ سے روایت دین مختص کیوں ہوگئی۔ یا پیغمبر آخر الزماں سے ہوتی یا امامِ اوّل شیرِ خدا سے ہوتی یا پھر امامِ عصر مہدی زماں سے ہوتی جن کا عہدِ امامت ہزاروں برس لمبا اور مسائلِ عصریہ جدیدہ کی آماجگاہ ہے۔ اگر سید الرسل نبی الانس و جان صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لیے دین مروی نہیں ہو سکا کہ شیعہ اعتقاد میں آپ کے تمام صحابہ کرامؓ العیاذ باللہ منافق تھے اور وجود و چار حضرات حیدرِ علیؓ اور مومن تھے وہ معصوم از گناہ نہ تھے اور غیر معصوم کی روایت معتبر نہیں۔ اور حضرت علیؓ تو بتصریح شیعہ علم لدنی کے تاجدار تھے۔ اسلام، اس کی جملہ تعلیم اور تمام مسائل پیدائشی جانتے تھے۔ حتیٰ کہ حسب بیان ملا باقر علی مجلسی در جلاء العیون آپ تورات۔ انجیل۔ زبور۔ صحفِ موسیٰ و عیسیٰ اور قرآن کریم کے پیدائشی عالم و حافظ تھے۔ اور کسی بھی بات میں ناواقف و جاہل اور پیغمبر کے محتاج نہ تھے۔ نہ آپ سے پڑھا، نہ اس کی حاجت تھی تو آپ کیسے قال الرسول وعن الرسول فرما کر دین کی روایت کرتے۔

اور پیغمبر علیہ السلام سے غیر ماخوذ علوی اسلام حضرتِ مرتضیٰؓ سے بھی اس لیے مروی نہ ہو سکا کہ آپ کا بھی تمام لشکرِ عظیم اور جملہ احباب و اصحاب (تلامذہ نبوی ہونے کی وجہ سے) حضرات خلفاءِ ثلاثہؓ کے معتقد اور سُنّی دینِ اسلام کے زبردست مخالف تھے آپؓ نے عمر بھر ان سے تقیہ کر کے اسلام کو چھپایا اور ہرگز اس کی تبلیغ نہ کی ورنہ آپ کی خلافت ختم ہو جاتی۔ (کذا فی اساس الاصول و مجالس المومنین)

اور حضرت مہدی آخر الزماں سے اس لیے مروی نہ ہو سکا کہ آپ کے سگے چچا جعفر بن علی نقیؒ برادر حضرت حسن عسکریؒ۔ جسے شیعہ بدکار و کذاب کہتے ہیں (جلاء العیون) نے آپ سے امامت و مصلیٰ چھیننا چاہا اور آپ پانچ سال کی کمسنی میں اس کے خوف سے چھپ جانے پر مجبور ہو گئے اور تا ہنوز ۱۲۰۰ برس سے بارھویں امام کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ تو آپ سے وہ لدنی دینِ اسلام کون روایت کرتا۔ تو حضرات شیعہ پر واضح ہونا چاہیے کہ اصولاً حضرت جعفر صادقؒ سے بھی مروی دینِ اسلام معتبر نہیں ہو سکتا کیونکہ آپکو بھی مخلص ستّرہ اصحاب تک میسر نہ تھے۔ (اصول کافی) پھر کئی اصحاب کو آپ نے ملعون اور جھوٹا بتایا اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی حد درجہ بدفہم اور نافرمان تھے اور بنو عباس کا اقتدار بھی آپ کا دشمن تھا بنا بریں آپ نے اپنا مذہب تقیہ کر کے چھپایا اور فرمایا۔ تقیہ تو میرا اور میرے باپ دادا کا مذہب ہے جو تقیہ نہ کرے وہ بے دین و بے ایمان ہے۔ (اصول کافی)

دلائل مذکورہ کا معارض نہیں ہے شیعہ مذہب کی بنیادی کمزوری کا یہ ذکر ضمناً آگیا اس سے اعراض کر کے پھر ہم اصل مسئلہ کو اجاگر کرتے ہوئے یہ کہتے ہیں ،، ہر چند کہ عام مسلمانوں اور اہلِ تشیع کے درمیان ہر چھوٹے بڑے مسئلے میں کافی اختلاف ہے مگر بحمد اللہ حرمتِ ماتم و عزاداری پہ قرآن و حدیث اور ارشاداتِ آئمہ کتب آئمہ سے متواتر اور متفق ہیں۔

اب اگر ان کا معارضہ اور توڑ کیا جائے تو ضروری ہے کہ دلائل جوازِ ماتم قوت و ثبوت میں ان کے مساوی یا ان سے بڑھ کر ہوں۔ قرآن و حدیث سے واضح نصوص پیش کرنے چاہییں اور نہی کے مقابلے میں امر ہو کہ "ضرور ماتم کرو۔ نوحہ پیٹو۔ گریبان چاک کرو کالے کپڑے پہنو۔ ماتمی مجالس منعقد کرو۔"

اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی مقدس سیرتوں سے اسے اجاگر کیا جائے یا کم از کم آئمہ اہلِ بیت کرامؑ کے ارشاداتِ صریحہ موجود ہوں اور ان کا عمل ماتم و بین تواتر سے ثابت ہو کہ وہ ہر سال صرف عشرہ محرم میں ماتمی مجالس قائم کرتے تھے۔ سینہ کوبی و نوحہ خوانی کرتے تھے۔ تعزیہ اس کی شبیہہ یا ضریح و عَلَم بناتے تھے۔ یا ذوالجناح کا جلوس نکالتے تھے اور لوگوں سے ان چیزوں کی تنظیم کرواتے تھے۔ نیز دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ رسومات معینہ کرتے تھے۔ اگر کتب صحاح اربعہ شیعہ میں ان چیزوں کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آئمہ اہلِ بیتؑ سے (معاذ اللہ) صحیح ثبوت ہو تو بے شک شیعہ حضرات اپنے مخصوص حلقوں اور حدود میں شب و روز اسی میں مصروف رہیں اور تحفظ عزاداری کی بھی رٹ لگاتے رہیں۔ دعا ہے کہ اسی محبوب مشغلہ میں دنیا میں ان کا خاتمہ اور آخرت میں لعنت ہو۔

لیکن اگر قرآن و حدیثِ نبوی میں اور آئمہ عظام کے ارشادات میں اور ان کی پاکیزہ سیرتوں میں ذرہ بھر بھی اس کا ثبوت نہ ہو اور نہ ہی ثبوت ممکن ہے تو ہم اہلِ تشیع کے لیڈران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مجتہدین سے اہل بیت کرام رضی کے نام پر ہی یہ اپیل کرتے ہیں کہ اگر انہیں میدان محشر کی سخت گرمی کے رفت چہاردہ معصومین (عند الشیعہ) کی موجودگی میں، بدرگاہِ ذوالجلال بین تشنگی کا یقین ہے تو خدارا اسلام پر، اس کے پیغمبر پر، اور اس کی آل و اولاد پر یہ اتہام ہرگز نہ لگائیں۔ ان کا دامنِ مبارک ان بدعاتِ سیئہ اور خصال جاہلیہ سے پاک ہے۔ نیز حضورؐ کے اس فرمان کو مدنظر رکھیں۔

من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

جس نے میری طرف عمداً غلط بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

نیز عوام اور اربابِ اقتدار کو بھی یہ عظیم ترین دھوکہ نہ دیا کریں کہ عزاداری محرم ہمارا مذہبی شعار ہے۔ اس کا قانونی تحفظ ہونا چاہیے اور مطلقاً ہر جگہ ہمیں بجا لانے کی اجازت ہونی چاہیے کیونکہ نہ یہ اسلام ہیں نہ اسلام کی تعلیم سے ہیں ان کو جزو اسلام ماننا، اصل اسلام محمدی کا کفر و انکار ہے۔ ایسی بدعات و کفریات کو مذہبی شعار جان کر تحفظ یا اشاعت کی اپیل کرنے والوں کو سنگین سزائیں ملنی چاہییں۔

---

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب مروجہ ماتم وعزاداری بدعت ہے۔

اسلام دین فطرت ہے جسے خود خالق کائنات نے بندوں کے قوئی طبائع اور مختلف حالات کے مناسب مجموعہ احکام کی شکل میں آسمان سے اتارا اور انبیاء علیہم السلام کے ذریعے نافذ فرمایا ہے۔ بندوں کو از خود حالات کے دباؤ کے تحت کمی بیشی کا اختیار نہیں۔ شیعہ حضرات کے ہاں تحریم وتحلیل اور شریعت سازی کا یہ منصب حضرات آئمہ کرام کو حاصل ہے اور وہ بعینہ پیغمبروں کی طرح منصوص اور مبعوث من اللہ ہوتے ہیں۔ ان کی امت اور جماعت کو شیعہ امام کہا جاتا ہے۔ ان کا منکر کافر، ان کے احکام کی خلاف ورزی حرام اور دین میں اضافہ بدعت ہوتا ہے۔ گویا مصدر شریعت میں شیعہ اور مسلمانوں کے اس بنیادی اختلاف کے باوجود اس بات پہ اتفاق ہے۔ کہ اپنے مذہبی پیشوا کی تعلیم میں کمی بیشی حرام ہے۔ اور نئی باتوں کی ایجاد بدعت اور مردود ہوتی ہے۔

بدعت کی حرمت وشناعت پر شیعہ کی چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

بدعت کی مذمت

۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من احدث حدثا او اٰوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ۔ (من لا یحضرہ الفقیہ ص۲۷۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو ٹھکانا (اور بدعت پھیلنے کا موقعہ) دے تو اس پہ اللہ کی لعنت ہو۔

۲۔ امام صادق فرماتے ہیں۔ بدعتیوں کے پاس مت بیٹھو ان کی مجلس اختیار نہ کرو تو تم بھی ان جیسے (بدعتی) سمجھے جاؤ گے حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے آدمی اپنے دوست اور ساتھی کے مذہب پہ ہوتا ہے۔ (اصول کافی ج۲ ص۳۷۵)

۳۔ حضرت صادق حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جب تم اہل شک و بدعت کو دیکھو جو میرے بعد آئیں گے تو ان سے بیزار رہو اور انہیں برا بھلا کہو ان کے پیچھے پڑھ کر ان کو خاموش کر دو تاکہ وہ اسلام میں فساد (عقاید واعمال) ڈالنے کی امید نہ رکھیں۔ لوگ بھی ان سے بچ کر رہیں اور ان سے بدعات نہ سیکھیں اللہ تمہیں اس اجرائت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از بدعت) عمل کے ذریعہ نیکی دے گا اور آخرت میں درجات بلند کرے گا۔ (ایضاً ص۵۴)

۴۔ حضرت امام باقرؒ سے ایک طویل ارشاد میں مروی ہے

فلا ترى صاحب بدعة الا ذليلا ومفتريا على الله عز وجل وعلى رسوله وعلى اهل بيته صلوٰت الله عليهم۔ (كافى باب الاخلاص ج ۲ ص۱۶)	تو صاحب بدعت کا کچھ نہ دیکھے گا مگر یہ کہ وہ ذلیل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس کے پیغمبر اور اس کے اہل بیت پر جھوٹ باندھنے والا ہوگا

اصول کافی جلد نمبر (میں مستقل باب ہے "بدعتوں ڈھکوسلوں اور تک بازی کی مذمت کا بیان" اس سے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

۵۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب بدعتیں ظاہر ہو جائیں تو عالم کو چاہیے کہ (ان کے خلاف) اپنا علم ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے تو اس پہ اللہ کی لعنت ہو۔

۶۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ خدا بدعتی کو توبہ کی توفیق نہیں دیتا۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ یہ کیسے؟ آپؐ نے فرمایا۔ اس بدعت کی محبت اس کے دل میں بیٹھ جاتی ہے (تو وہ محبوب کام سے کیسے توبہ کرے)

۷۔ حضرت معاویہ بن وہب کہتے ہیں کہ میں نے امام صادقؒ سے سنا (معاویہ نامی امام صادقؒ کے اصحاب تک تھے) فرماتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے میرے بعد جو بدعت نکلے گی اور اس کے ذریعے ایمان کو فریب دیا جائے گا تو میرے خاندان میں سے ایک شخص ہوگا جو اللہ سے ہدایت پاکر ایمان سے بدعت کا دفاع کرے گا حق کا اعلان کرکے اسے منور کر دے گا اور خائنوں کے فریب کو دور کر دے گا کمزوروں سے مدافعت کریگا۔ الحمد للہ تمام سادات اہلسنت تھے کوئی بدعت نہیں نکالی اور بدعاتِ روافض کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

۸۔ امام باقرؒ اور امام صادقؒ فرماتے ہیں۔

كل بدعة ضلالة وكل ضلالة سبيلها الى النار۔ وفى رواية كل ضلالة فى النار	ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کا راستہ ہے۔ ایک روایت میں ہے ہر گمراہی جہنم پہنچاتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ امام ابوالحسن اولؒ نے فرمایا ہے۔ اے یونس! ہرگز بدعتی نہ ہونا جو اپنی رائے پر (تسلیم امام کے مقابل) چلے ہلاک ہونا ہے جو نبی کے اہلبیتؑ (ازواج واولاد ومتبعلین) کو چھوڑ دیتا ہے گمراہ ہو جاتا ہے۔ اور جو کتاب اللہ و قولِ نبی کو چھوڑتا ہے کافر ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا اصل دین (ثقلین) دو ہیں جو حضور نے امت میں چھوڑے ہیں اور ان کا انکار کفر ہے۔ کتاب اللہ وارشاداتِ نبوی)

۱۰۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں خدا کے دو شخص سب سے بڑے دشمن ہیں ایک وہ جسے خدا نے اسے اپنے نفس کے حوالے کر دیا ہو اور وہ سیدھی راہ سے ہٹ جائے اور اس کا کلام (وعمل) بدعت سے ملوث ہو گو وہ نماز روزہ کرتا ہو یہ فتنہ میں مبتلا ہو چکا ہے۔ سابق لوگوں کی ہدایت سے گمراہ ہے اس کی زندگی اور موت میں جو بھی اس کی پیروی کرے اسے گمراہ کرنے والا ہے اپنے گناہوں کے ساتھ دوسروں کے گناہ بھی اٹھائے گا۔

۱۱۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ جو شخص کسی بدعتی کے پاس آئے اس کی تعظیم کرے تو اس نے عمارتِ اسلام کو گرانے کی کوشش کی۔

۱۲ حضرت علیؓ نے اپنے عہدِ خلافت میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو فتنے شروع ہو گئے ہیں (خارجی، سبائی، شیعہ عقاید پیدا ہو رہے ہیں) خواہشات کی تابعداری ہو رہی ہے نئے احکام گھڑے جا رہے ہیں کتاب اللہ کی مخالفت ہو رہی ہے کچھ لوگ ادھر لوگوں کی ان بدعات میں سرپرستی کر رہے ہیں اگر باطل چھٹ جاتا تو عقلمند پر مخفی نہ رہتا اور اگر حق الگ ہو جاتا تو اختلاف نہ ہوتا۔

۱۲ کا مبارک عدد پورا ہو گیا۔ بطورِ نکتہ ولطیفہ معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبرؐ اور ۱۲ امام اہلِ سنّت والا مذہب رکھتے تھے۔ بدعت وتشیع سے سخت بیزار تھے۔ (اللہم ارزقنا اتباعہم۔)

بدعت کی تعریف

بدعت کا لفظ بَدَعَ بَدْعًا، (نئی اور انوکھی چیز ہونا) سے ماخوذ ہے۔ گو ازروئے لغت ہر نئی چیز اور نئی بات کو بدعت کہا جاتا ہے۔ یا کوئی کام جو پہلے سے مسنون ہو مگر اس کا رواج متروک ہو گیا پھر اسے رائج کیا جائے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعتِ حسنہ سے اس کی تعبیر کر دی جاتی ہے۔ جیسے باجماعت سنت تراویح کو حضرت عمرؓ نے اپنے عہد میں پھر رائج کیا تو اسی لفظ سے تعبیر فرمایا۔ یہ سب استعمال ازروئے لغت ہے اور مذموم و مردود نہیں ہے۔

اصطلاحِ شرع اور عرفِ مذہبی میں بدعت کا لفظ مذموم معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا ارشاداتِ پیغمبر اور اقوالِ آئمہ سے بدعت کی تعریف بھی مستنبط ہوتی ہے۔ کہ ہر وہ قول یا عمل جس کا ثبوت کتاب اللہ، حضرت پیغمبرؐ اور ارشاداتِ آئمہ سے نہ ہو اور محض اپنی رائے سے ایجاد کر کے قابلِ ثواب اور جزءِ دین سمجھ کر اس کی اتباع کی جائے تو وہ بدعت ہے۔ سنی و شیعہ علماء بھی تقریباً اسی مفہوم پر مشتمل تعریف کرتے ہیں۔

"کہ بدعت ہر وہ کام ہے جس کی اصل ادلہ شرعیہ سے ثابت نہ ہو یا عہدِ رسول۔ عہدِ صحابہ۔ عہدِ آئمہ و تابعین میں باوجود مقتضٰی کے اس کا ثبوت نہ پایا جاتا ہو مگر اسے دین سمجھ کر کیا جائے۔"

علماء کی تعریفات لکھنے کی حاجت نہیں۔ یہاں صرف جدید نسیم اللغات اردو سے تعریف نقل کی جاتی ہے۔ اس ضخیم مجموعہ لغت و ادب کے مرتبین۔ سید مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی۔ سید قاسم رضا نسیم امروہوی۔ آغا محمد باقر نبیرہ آزاد ہیں۔ تینوں مذہب شیعہ کے مستند عالم و ادیب ہیں۔ اس ادب و لغت کی کتاب میں بھی انہوں نے اپنے مذہب کی اشاعت پر اور مؤید اہل سنت امور سے احتراز پر کمال زور و تعصب ثابت کر دکھایا ہے۔ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ اعلام میں سیدنا حضرت عمرؓ خلیفہ دوم اور امام مظلوم حضرت عثمانؓ خلیفہ سوم کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا۔ ابوبکرؓ کے تحت صرف مسلمانوں کے پہلے خلیفہ لکھا ہے اور سیدنا علیؓ کے نام و القاب کے تحت خوب خوب تعریف و تشریح کی ہے۔ لفظ ذو کے تحت ذوالجناح اور ذوالفقار کی تو مفصل شیعی مسلک کے مطابق تشریح و تعبیر کی ہے۔ مگر ذوالنورین حضرت عثمانؓ کے مشہور ترین لقب کو ہضم کر دیا ہے۔ فوا اسفاً۔

اہلِ سنت والجماعت کے فراخ دل تعلیمیافتہ ادباء اور فضلاء کے لیے مقامِ عبرت ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گروہ کیسے رواداری اور تحملی کے جذبے کے تحت اپنی مخصوص اصطلاحات اور شعار کو چھوڑتے اور شیعہ کی مشہور و مخصوص اصطلاحات اور اذکار کو نوک زبان و قلم پہ لاکر ان کے مذہب کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں ـــ ببیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔

خیران شیعہ ادبا نے " بدعت " کے تحت یہ ترجمہ و تعریف کی ہے۔

مذہب میں کوئی ایسی نئی بات نکالنا جس سے اصول میں فرق پڑتا ہو۔ حرام، ناجائز، کفر، رخنہ، ظلم، ایجاد، جھگڑا ـــ

وہی مذہب ہے اپنا بھی جو قیس و کوہکن کا تھا نئی راہ افترا ہے کب بھلا مومن نے بدعت کی

ـــ ابلیس۔ دینِ مبیں سے کفر کی بدعت جدا ہوئی۔ بدعتی وہابی کا مد مقابل

ـــ مومن۔ مومن نہ ہو جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم۔ مذہب میں کوئی خلافِ اصول ایجاد کرنے والا۔ (نسیم اللغات صد ۱۳۹، مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور۔

ممکن ہے مذہب میں خلافِ اصول کی قید لگانے سے اپنی مروجہ رسومِ عزاداری کو یوں شامل رکھنا مقصود ہو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ سے اظہارِ عقیدت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شیعہ اصول کے خلاف نہیں ہے مگر یہ سعی ناکام ہوگی کیونکہ مذہب شیعہ کا اصول یہ تو ہے کہ آئمہ کے اقوال و اعمال کی خلاف ورزی جائز نہیں تو گذشتہ تفصیل کے مطابق جملہ ماتمی امور ارشادات و اعمال آئمہ کے خلاف ہیں تو ان کا بدعت۔ حرام۔ ناجائز۔ دین میں رخنہ اور خلافِ اصول ہونا اظہر من الشمس ہے۔

بدعاتِ عزاداری کی ایجاد و تاریخ

آیئے مروجہ عزاداری کا تجزیہ کرلیں کہ یہ بدعات کیا کیا ہیں اور کیسے معرضِ وجود میں آئیں ہم اپنے چشم دیدیا شنیدہ امور بیان کرنے کے بجائے مستند اور بہتر یہی سمجھتے ہیں کہ ایک شیعہ فاضل کا مضمون ـــ جو اس موضوع پر اہم دستاویز ہے ـــ ہدیہ قارئین کردیں۔

شیعی پرچہ ماہنامہ المعرفت حیدر آباد بابت محرم ۱۳۸۹ھ میں مدیر حشمت علی ممتاز الافاضل نے غلام احمد صاحب فرقت حنفی کاکوروی شیعی کا مندرجہ ذیل مضمون شائع کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لفظِ تعزیہ تعزیت سے نکلا ہے جس کے معنی ماتم پرسی یا مرنے والے پہ اظہارِ رنج و غم کے ہوتے ہیںؔ۔ تعزیہ داری کے بارے میں ابھی تک پوری تحقیق و تدقیق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔ البتہ اس کے آغاز کے بارے میں ایک روایت بہ حد مشہور ہے کہ سب سے پہلا تعزیہ صاحبِ قرآن امیر تیمور نے رکھا تھا اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ تیمور کو حضرت امام حسینؓ سے بے حد عقیدت تھی۔ اور وہ ہر سال کربلائے معلیٰ روضہ اطہر کی زیارت کو جاتا تھا۔ ایک سال جنگ وجدال میں وہ اس قدر مصروف رہا کہ وہ زیارت نہ کر سکا چنانچہ اس نے روضۂ اقدس کی شبیہ منگوا کر اس کو تعزیہ کی صورت میں بنوا لیا اور اس کی زیارت سے تسکین حاصل کر لی۔ بہر حال جہاں تک عزاداری کا تعلق ہے اس کی ابتداء ایران میں عہدِ صفوی (نویں صدی ہجری) سے ہوئی اس کے بعد ہندوستان میں جب خاندانِ تغلق کا زوال شروع ہوا اور سلطنت کا شیرازہ منتشر ہوا تو جنوبی ہندوستان میں ایک حسن گنگو نامی نے بہمنی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ حسن گنگو چونکہ ایران کے بہمنی خاندان (شیعہ) سے تعلق رکھتا تھا اس لیے اس کی سلطنت بہمنی کہلائی۔ اس سلطنت کے سلاطین میں شیعہ اور سنی دونوں عقائد کے بادشاہ گزرے ہیں اور امرائے دربار میں بھی ملکی و غیر ملکی مصاحبین اور وزراء شامل رہے اس لیے شمالی ہند میں تعزیہ داری رائج ہونے سے پہلے تعزیہ داری کا آغاز ان سے ہوا۔ جب چودہویں صدی (عیسوی) کے آخر میں سلطنت بہمنی کو زوال ہوا اور وہ پانچ چھوٹی چھوٹی سلطنتوں میں تقسیم ہو گئی تو ان میں عادل شاہی نظام شاہی اور بریدشاہی ریاستوں میں اکثر شیعہ عقائد کے لوگ گزرے ہیں۔ بالخصوص عادل شاہی سلطنت میں یوسف عادل شاہ اور قلی قطب شاہ نے تعزیہ داری کو باقاعدہ طور پر رواج دیا اور ان ریاستوں میں باقاعدگی کے ساتھ دس روز تک یعنی محرم سے دس محرم تک عزاداری ہوتی تھی اور تعزیے رکھے جاتے تھے۔

تعزیہ کی اقسام یہ تو تھی تعزیہ داری کی ابتداء اور تاریخ۔ اب جہاں تک تعزیوں کی اقسام کا تعلق ہے۔ اس کی آٹھ قسمیں ہیں جن کی شبیہ بنا کر واقعہ

ؔ حالانکہ یہ غلط ہے تعزیت کے معنی ورثاءِ میّت کو تسلی دینا اور ان سے اظہارِ ہمدردی کرنا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کربلا کی یاد کو تازہ کیا جاتا ہے۔

ان میں ایک چیز تعزیہ دوسری چیز ضریح تیسری چیز مہندی چوتھی چیز ذوالجناح پانچویں چیز تابوت چھٹی چیز براق ساتویں چیز تخت اور آٹھویں چیز علم ہے۔

تعزیہ در اصل لکڑی کی کھپچیوں اور رنگین کاغذ کی مدد سے حضرت امام حسینؓ کے پورے روضے کی شکل میں بنایا جاتا ہے اس میں بالکل ویسے ہی گنبد اور مینار ہوتے ہیں جیسے کہ روضۂ اقدس میں ہیں اور اس کے اندر کاغذ کی دو قبریں ہوتی ہیں۔ الخ ضریح در اصل روضہ اقدس کے اس حصہ کی شکل کو کہتے ہیں جن پہ دو قبریں بنی رہتی ہیں۔ ضریح اور تعزیہ میں فرق صرف اتنا ہے کہ ضریح روضے کے آدھے حصے کی شبیہ ہوتی ہے۔ اور تعزیہ پورے حصہ کی۔ ضریح میں گنبد اور مینارے عموماً نہیں ہوتے مگر اسے بھی تعزیہ کی طرح رکھا جاتا ہے۔ مہندی۔ اس کی شکل بالکل کشتی نما ہوتی ہے اور یہ ساتویں محرم کو جلوس کی شکل میں نکالی جاتی ہے۔ یہ حضرت قاسم کی شادی کی یادگار کے طور پر منائی جاتی ہے۔ ذوالجناح۔ اس گھوڑے کی شکل کو کہتے ہیں جس پر بیٹھ کر حضرت امام حسینؓ کفار سے لڑے تھے۔ اس میں ایک گھوڑے کو باقاعدہ طور پر فوجی گھوڑے کی شکل میں مختلف اسلحہ سے مسلح کیا جاتا ہے اور اس میں گھوڑے کی لگام، زرہ بکتر سب چیزیں ہوتی ہیں اور اس کی جھول میں سرخ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں جو اس گھوڑے کی یاد تازہ کرتے ہیں جو حضرت امام حسینؓ کے بعد میدان کربلا سے تنہا واپس ہوا تھا۔ عقیدت منداس کو بوسہ دیتے ہیں اور باقاعدہ آنکھوں سے لگا کر حضرت امام حسینؓ سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں۔ تابوت۔ اس پالنے کی تصویر کو کہتے ہیں جس میں حضرت علی اصغر لیٹے تھے حضرت اصغر امام حسین کے شیر خوار بیٹے تھے جو میدانِ کربلا میں اشقیار کے تیروں سے شہید ہو گئے اس جھولے میں بھی سرخ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ بھی ماتم کرتے ہوئے لوگ جلوس کی شکل میں نکلتے ہیں اور اس واقعہ پہ گریہ کرتے ہیں۔ علم حضرت عباس علیہ السلام کی یاد میں نکالا جاتا ہے جو حضرت امام حسینؓ کی فوج کے جنرل تھے اور اس واقعہ پر گریہ کرتے ہیں۔ براق کی شکل بھی گھوڑے کی مانند ہوتی ہے اور اس میں گھوڑے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھڑ میں ایک انسانی چہرہ لگا دیا جاتا ہے اور اس کے دو پر ہوتے ہیں اور یہ شاید اس کی یاد دلاتی ہے کہ حضرت امام حسین شہادت کے بعد اس گھوڑے پر بیٹھ کر جنت تشریف لے گئے تھے۔

تخت عموماً سنی حضرات (یعنی جاہل نام نہاد نماز روزہ سے آزاد) نکالتے ہیں اور یہ تخت شہروں کے بجائے قصبات کے لوگ اپنے یہاں رکھتے ہیں اور یہ بھی ساتویں محرم کو حضرت قاسم کی شادی کی یاد کو تازہ کرتا ہے۔ تعزیہ داری ہندوستان میں ہی باقاعدہ طور پر منائی جاتی ہے اور تقریب کی شکل میں منائی جاتی ہے اور اس میں ہندوستان کے مختلف شہروں اور صوبوں میں علیحدہ علیحدہ دستور ہیں۔ الخ انتہیٰ بلفظہ)

یہ طویل مضمون ہم نے قارئین کی معلومات میں اضافہ کے لیے نقل کر دیا ہے تاکہ آپکو گھر بیٹھے دنیائے امام باڑہ اور اہل تشیع کے اعمال خاصہ در محرم ایک نظر سامنے آجائیں مجاہد اعظم کے شیعہ مؤلف نے بھی یہی لکھا ہے۔

"تعزیے جس طرح ہندوستان میں ہوتے ہیں کہیں بھی نہیں ہوتے۔ یہاں تک کہ ایران جو شیعوں کا خاص گھر ہے وہاں بھی اس کا رواج نہیں۔ ہندوستان کے طول وعرض میں ہر جگہ تعزیے بنائے جاتے ہیں اور یہ شیعوں پر ہی منحصر نہیں بلکہ سنی (جہلاء) اور ہندو بھی اس رسم میں شریک ہیں۔ آخر اس کی ابتداء کب ہوئی۔ کس نے کی اور کیوں کی۔ افسوس کہ اس کے جواب میں تاریخ خاموش ہے۔ مجاہد اعظم ص۳۴۳۔

الغرض سنی و شیعہ کے اتفاق سے یہ تمام امور خانہ ساز اور بدعت ہیں۔ ابتدا نامعلوم یا آٹھویں۔ نویں صدی کے ظالم ترین بادشاہوں کی ایجاد ہیں۔

مروجہ عزاداری شرک ہے

انہیں ذریعہ تبلیغ مذہب بنا کر سازش سے تمام ہند میں پھیلایا گیا ہے۔ اور ان شہداء کربلا کی یادگاروں کیساتھ تقدس و تقرب کا حسب اعتراف شیعہ وہی طریق کار اپنایا گیا ہے جو قریش مکہ اپنے بزرگان اسلاف کی یادگاروں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ مثلاً حضرت ہابیل ابن آدم علیہ السلام شہید مظلوم اوّل کا بت ہبل نامی کعبہ شریف کی چھت پر رکھا گیا تھا اور جنگوں کے موقعہ پر یا علی مدد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرح نعرہ یا ہبل اعلیٰ ہبل لگایا جاتا تھا حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کے مجسمے کعبہ شریف میں نصب تھے۔ ان کے ہاتھ میں تیر تھے۔ اسی طرح حضرت۔ لات۔ منات جو حجاج کرام کے خادم اور مشہور اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ان کے نام کے مجسمے اور بت بطور یادگار عبادت میں سامنے رکھے جاتے تھے۔ جس نبی یا ولی یا شہید کے ساتھ لوگوں کو عقیدت تھی ان کے نام اور شکل کا مجسمہ ہی بت کہلاتا۔ قرآن پاک نے انہی اشکال و مجسمات انسانی کو صنم۔ اصنام۔ وثن اوثان سے تعبیر فرمایا ہے اور عقیدت و تعظیم کی وجہ بھی یہ بتائی ہے کہ وہ اولیاء اللہ اور مقربان تھے۔ بندوں اور خدا کے درمیان ملاپ کا وسیلہ تھے۔ لوگ دراصل خدا سے محبت رکھتے اور اس کی عبادت چاہتے تھے۔ مگر خود کو گنہگار جان کر براہ راست خدا سے دعا و عبادت کا تعلق قائم نہ کرتے بلکہ ان محبوبانِ الٰہی کی یادگاریں (بت) سامنے رکھنے ان کو حاضر و ناظر اور عالم الغیب۔ کائنات میں کارساز و خود مختار جان کر ان کے مجسموں (یادگاروں) کے آگے جھکتے دعائیں مانگتے چومتے۔ نذر و نیاز دیتے اور قربانی چڑھاتے تھے۔ اولاد مانگتے اور منتیں مانتے تھے۔ اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ ان تمام رسوم و اعمال سے یہ جب راضی ہو جائیں گے تو وہ ہم گنہگاروں کو خدا کے نزدیک کر دیں گے اور قیامت کے دن سفارش کر کے عذاب سے چھڑا دیں گے۔ یہاں صرف قرآنِ پاک کی تین آیتوں پر آپ غور فرمالیں۔

۱۔ اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ پ ع ۳	کیا کافروں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ میرے بندوں کو میرے سوا کارساز بنالیں (ایسے جہنمی لوگ ہیں۔)
۲۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُھُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی اِنَّ اللّٰہَ یَحْکُمُ بَیْنَھُمْ فِیْ مَا ھُمْ فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ مَنْ ھُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ۔ زمر ع ۱	خبردار رہو کہ اطاعت خالص خدا ہی کے لیے ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اوروں کو اپنا کارساز بنالیا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہم کو خدا کے نزدیک کر دیں۔ ضرور خدا تعالیٰ ان تمام

لے یا ہبل مود تیری شان بلند۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں کو جن میں وہ آپس میں اختلاف کرتے ہیں فیصلہ فرما دے گا۔ یقیناً خدا تعالیٰ اس شخص کی راہبری نہیں فرماتا جو جھوٹا بھی ہو اور بڑا منکر بھی (ترجمہ مقبول)

۳۔ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هَؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللَّهِ ۚ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللَّهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ۔ (یونس ۲۶)

وہ اللہ کو چھوڑ کر ان کو پوجتے ہیں جو ان کو نہ کوئی ضرر پہنچائیں اور نہ کوئی نفع بخشیں اور کہتے ہیں کہ یہ خدا کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔ تم یہ کہہ دو کہ تم خدا کو اس چیز سے آگاہ کرتے ہو جسے نہ وہ آسمان میں جانتا ہے نہ زمین میں اور جن چیزوں کو یہ اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اس کی ذات اس سے منزہ اور برتر ہے۔ (ترجمہ مقبول)

الحاصل مشرکین مکہ اور خاندانِ نبوی کے کافر قریش کے شرک کی حقیقت یہی تھی۔ کہ اللہ کے نیک بندوں کی یادگاریں بنا کر۔ تعظیم بجا لاتے۔ دعا مانگتے۔ اولاد و حاجات طلب کرتے۔ منتیں مانتے۔ چڑھاوے دیتے۔ چومتے۔ جھکتے اور پیشانی ٹیکتے اور مشکلات کے وقت ان کے آگے روتے دھوتے تھے۔ ان کو حاضر و ناظر۔ عالم الغیب۔ متصرف در کائنات اور مشکل کشا جانتے تھے۔ خدا اور رسول نے اسی کو غیر اللہ کی پرستش اور عبادت قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا ہے کہ وہ خدا کو سب سے بڑا معبود مانتے اور مقربین (ان کے بتوں) کی اس عبادت کو خدا کی عبادت و تقرب اور سفارش کا ذریعہ جانتے تھے۔

ہر صنعت و حرفت اور فن کے سانچے ڈیزائن اور نمونے بدلتے رہتے ہیں مگر حقیقت نہیں بدلا کرتی۔ اب اگر مقرب بزرگوں کی یادگار مجسم صورت اور بت کی شکل میں نہیں بنائی جاتی بلکہ قبر۔ تعزیہ۔ روضہ۔ ضریح۔ ذوالجناح۔ علم۔ تابوت۔ تخت اور براق کی شکل میں اپنے ہاتھ سے بنائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ وہ تمام امور بالا (وگذشتہ در مضمون) کیے جاتے ہیں یا جاہل سنی انہی عقائد و اعمال کے ساتھ۔ بزرگانِ دین کے مزارات۔ عبادت گاہوں، یادگاروں کے ساتھ کرتے ہیں۔ تو اس کے شرک و حرام ہونے میں کیا شک و شبہ باقی رہ جاتا ہے۔ کیا شرک صرف انسانی مجسمہ و بت کے ساتھ ہی خاص ہے؟ پھر کیوں اللہ پاک نے۔ فرشتوں۔ پیغمبروں۔ خصوصاً حضرت عزیر و عیسیٰ و موسیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہم السلام کے متعلق مذکورہ بالا عقائد و اعمال بجا لانے والوں کو صراحۃً مشرک اور کافر کہا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم کی بشارت دی ہے۔

الغرض۔ انبیاء کرامؑ کی تعلیمات و سنن سے بے خبر انسان بڑا بھولا ہے۔ وہ غیر شعوری طور پر شرک کرتا ہے۔ مفاد پرست لیڈر اور پیشوا۔ علماء بد و پیران سوء ان سادہ لوحوں سے خوب شرک کراتے ہیں۔ اور سمجھنے سمجھانے کا موقعہ ہی نہیں دیتے۔ کلام اللہ پڑھ کر شرک کی تردید کرنے والوں اور سنت پیغمبرؐ کے تابعداروں کو۔ ناصبی وہابی۔ گستاخ مشہور کرتے اور نا معلوم کیا کچھ کہتے رہتے ہیں۔ کیوں نہ ہو۔ یہ قریش کے پیروکار اور ابو طالب وغیرہ کے ایمان کے دعویدار وہی پرانا مذہب رکھتے ہیں ؎

بدل کے بھیس آتے ہیں زمانے میں لات و منات

ماتم و عزاداری کی ایجاد و تاریخ

یہ تفصیل امور تعزیہ کی تھی جس کا موجد تاتاریوں کا مشہور ظالم و سفاک امیر تیمور لنگ تھا۔ جسے شیعہ صاحب قرآن (العیاذ باللہ) اور بہت بڑی شخصیت جانتے ہیں۔ واقعی تعزیہ داری میں شیعہ کا امام و ہادی یہی ہے۔ اور اسی کے نقش قدم پر پوری ملت جعفریہ گامزن ہے قیامت کے دن جب ہر گروہ (بنص قرآنی) اپنے امام کے ساتھ۔ جس کی تابعداری کی ہو گی۔ بلایا جائے گا۔ تو تیمور لنگ اور شیعہ ایک قطار میں ہوں گے۔ لیکن نفس ماتم۔ بین۔ سینہ کوبی۔ جلوس ماتم۔ مجالس نوحہ کی تاریخ ایجاد کچھ پہلے کی ہے۔

سانحہ کربلا پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے ماتم ان شیعان کوفہ نے کیا جو حضرت امام عالی مقام کو بلا کر آگے کہ کے حکومت یزید کا تختہ الٹنا چاہتے تھے۔ مگر حالات نے پلٹا کھایا۔ تو کھلم کھلا اسی طرح غداری اور دھوکہ بازی کی جیسے آپ کے والد ماجد اور برادر مکرم (حضرت علیؓ و حسنؓ) سے کر چکے تھے بلکہ خود قتل کرنے والوں میں شامل تھے جیسے شبث بن ربعی احجار بن ابجر۔ یزید بن حارث۔ قیس وغیرہ۔ پھر پچھتا کر رونے رہے حضرت زین العابدینؒ اور سیدہ زینبؓ ان گرگوں کو ماتم کی وجہ سے لعنت اور پھٹکار کرتے تھے بالآخر انہوں نے رونے دھونے اور استغفار کے بعد انتقام حسین کی ٹھانی۔ تو ابین کھلا کر اپنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر سلیمان بن صرد خزاعی کو چنا اور حسب بد دعا امام حسینؓ آپس میں ایک دوسرے کے اوپر تلواریں چلائیں اور بنی اسرائیل کے متعلق یہ آیت کریمہ فاقتلوا انفسکم ذالکم خیر لکم عند بارئکم۔ (پس تم اپنے آپ کو قتل کرو یہی تمہارے لیے تمہارے رب کے ہاں بہتر ہے) اپنے حق میں جان کر اس پر عمل کر دکھایا۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو (مجالس المؤمنین ج ۲ ص ۳۴۲ روضۃ الصفاج ۳ خلاصۃ المصائب)

پھر ماتم یزید بن معاویہؓ نے بھی کیا۔ چنانچہ جلاء العیون ج ۱ ص ۳۸ وغیرہ کتب شیعہ وسنی میں تصریح ہے کہ یزید کو جب حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر پہنچی تو خوب رویا اور ماتم کیا۔ اور ماتم کرنے کا گھر والوں کو حکم دیا۔ تو یہ ماتم یزید کی سنت ٹھہری۔ اب یہ عقدہ علماءِ شیعہ ہی حل کر سکتے ہیں کہ باتفاق مورخین یزید خود قاتل امام نہ تھا۔ نہ صراحتاً حکم دیا۔ ہاں اس کے عہدِ حکومت میں یہ حادثہ ہوا۔ اس کے شوخ ومنہ زور گورنر عبید اللہ بن زیاد (ابنِ شیعہ علی) نے یہ قیامت ڈھائی۔ بنابریں یزید بلوث ضرور ہے۔ اگر ماتم واشکباری بر حسینؓ سے حسب اعتقاد شیعہ بڑے سے بڑا ظالم۔ قاتل۔ فاجر جس کے گناہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں اور آسمان تک فضا کو گھیرے ہوں۔ (جلاء العیون وغیرہ) بخشا جائے گا۔ تو یزید اس کار خیر سے کیوں نہ بخشا جائے گا۔ یا تو شیعی اصول غلط ہے۔ اور رونے رلانے کے ثواب وضعی داستانیں ہیں۔ یا پھر شیعہ یزید کو باطن جنتی اور ماتم وعزا میں اپنا امام وپیشوا جانتے ہیں۔

اس کے بعد مختار بن عبید ثقفی نے ماتم وعزاداری کو اپنایا۔ یہ وہ امت میں سب سے پہلا ظالم خونریز شخص ہے جس نے ۷۰ ہزار مسلمانوں کو اپنے اقتدار کی خاطر۔ انتقام حسینؓ کے بہانے ذبح کیا نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ حضرت محمد بن حنفیہ کو اپنا امام مانا۔ امام زین العابدینؒ نے اسے جھوٹا اور دروغ گو بتایا۔ خونریزی میں بدترین خلق بُخت نصر سے تشبیہ دی۔ اور فرمایا یہ جہنم میں ہوگا۔ اس کا مذہب باطل تھا۔ تعجب ہے کہ شیعہ حضرات کو مسلمانوں کا قتل عام اتنا پسند ہے کہ تشیع ونصرتِ حسینؓ کے عنوان سے جو شخص جتنا ہی مسلمانوں کا خون بہائے جیسے ماضی قریب میں دہلی میں نادر شاہ شیعہ نے لاکھوں مسلمانوں کو ذبح کیا تھا۔ تو اسے وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنا ہیرو اور ملت جعفریہ کا پاسبان سمجھنے لگتے ہیں۔ ورنہ ملا باقر علی جیسے متعصب شیعہ نے بھی اس کی بدنیتی اور مذمت کو طشت از بام کر دیا ہے۔ احادیث مذمت مختار کے بعد لکھتے ہیں۔ مختلف احادیث جمع کرنے سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ وہ اس خروج پر مسلمان میں صحیح نیت نہ رکھتا تھا۔ بلکہ بہت سی جھوٹی اور باطل باتوں کو اپنے اقتدار کا ذریعہ بنایا تھا۔ لیکن جب بڑے کام (۷۰ ہزار بے گناہ مسلمانوں کا قتل) اس کے ہاتھ پر ہوئے اس کے حق میں نجات کی امید ہے اس قسم کے لوگوں کی بدگوئی سے بچنا ہی بہتر اور احوط ہے۔ (جلاء العیون ص۸۳)

واہ واہ ملا صاحب کا جواب بھی لاجواب ہے۔ ؎ گر مسلمانی ہمیں است کہ ملا دارد وائے بریں مسلمانی

پھر تین صدیوں کے بعد ۳۵۲ھ میں معز الدولہ ابوالحسین احمد بن ابی شجاع بویہ نے اپنے عہد وزارت میں ایام محرم میں عزاداری کو جبراً نافذ کیا۔ ۱۰ محرم کو چھٹی جبراً کروائی۔ اس نے امام حسین کی مصیبت میں نوحہ و بین کرنے۔ طمانچے مارنے اور عورتوں کے بال بکھیرنے اور جلوس ماتم نکالنے کا حکم دیا۔ شیعہ کے عظیم عالم صاحب قمقام فرماتے ہیں۔

"کہ ۳۵۲ھ کا حال ایک کتاب میں میری نظر سے گزرا ہے کہ معز الدولہ نے اہل بغداد کو حکم دیا کہ اپنے منہ خراش کر کے بال بکھیر کر۔ منہ نوچتے اور پیٹتے کوچہ و بازار میں گریہ کریں۔

دوسرے بادشاہ معز لدین اللہ ابوعلیم محمد بن منصور قائم بن مہدی حسب بیان کتاب الخطط و الآثار للمقریزی نے شیعوں کی طرف ۳۶۳ھ میں مشہد کلثوم اور نفیسہ بھیجا اور وہ امام حسین پر نوحہ و پکار کرتے تھے۔ ایک جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ یہ رسم دولت اسماعیلیہ میں تا حکومت آل ایوب جاری رہی۔ (بحوالہ شیعہ مذہب کی حقیقت ص۲۴۹)

حقیقت وصداقت منہ سے نکل کر ہی رہتی ہے

مجتہدین شیعہ بھی عزاداری کو حرام کہتے ہیں فی الجملہ دیانت دار قسم کے علماء شیعہ میں بھی ایسے ہیں جو ان بدعات کی علانیہ مذمت و تردید کرتے ہیں۔ ماضی قریب میں ایک الفت حسین صاحب ذمہ دار شیعہ عالم ہو گزرے ہیں۔ انہوں نے شیعہ کے کفر و شرک کی اصلاح کے لیے ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا نام تنقیح المسائل ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

تعزیہ وغیرہ ہرگز مذہب آئمہ درست نہیں بلکہ بمنزلہ سوانگ ہے ص۱۷-۱۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماتم حسین نہ فقط عوام شیعہ کا شور و غل ہے نہ مذہب شیعہ (ایضاً)

ماتم حسین پر جو کچھ شیعہ خرچ کرتے ہیں یہ سب اسراف ہے۔ سر و سینہ ماتم حسین میں پیٹنا بے فائدہ ہے۔

اسی کتاب کے ص۱۵ پر ہے۔ مرثیہ خوانی پہ اجرت لینی درست نہیں۔

آگے ص۱۷ پہ فرماتے ہیں۔ شادی قاسم بے اصل واقعہ ہے۔

اور اصلاح الرسوم بکلام المعصوم ص۲۵ پر ہے۔ تعزیوں کے سامنے شیرینی رکھنا حرام ہے۔ طوق اور زنجیر پہننا حرام ہے۔ علم اور تعزیہ کے سامنے زیارت پڑھنا حرام ہے۔ (ایضاً ص۲۹)

شیعان پنجاب کے معروف عالم مولانا محمد حسین ڈھکو نے شیعہ کی اکثریت کے شرک و بدعت سے نالاں ہو کر "احسن الفوائد" اور "عقائد الشیعہ" جیسی ضخیم کتابیں لکھی ہیں اور اکثر مدعیان تشیع کو مفوضہ جن پہ آئمہ نے صریح لعنت فرمائی ہے۔ اور "شیخی العقیدہ" بتایا ہے جن کا سرخیل شیخ احمد احسائی تھا اور اس نے غلو سے شرک و بدعت کو اہل تشیع میں رواج دیا اور بہت سے علماء اعلام نے اس کی تکفیر کی ہے چنانچہ اس صاف گوئی سے ملک کے تمام شیخیہ شیعہ بھڑک اٹھے اور انہیں وہابی اور گستاخ آئمہ بنا ڈالا۔ موصوف نے "اصلاح المجالس والمحافل" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو مجالس عزا سے بدعات و منکرات کے ازالہ میں ہمارے ضمیر کی آواز ہے کہ ہم بھی سیدنا حضرت حسینؓ کے ذکر خیر سے رکنا نہیں چاہتے۔ بلکہ اسے شرعی حدود و آداب کے ساتھ مزین کرتے ہیں تاکہ وہ "حب علیؓ و حسینؓ نہیں بغض معاویہؓ و یزید" کا مصداق نہ ہو۔ لہٰذا رسالہ مذکورہ کے چند حوالہ جات قارئین کرام کی نذر کرتے ہیں۔

۱۔ "عشرت کنیم و نعرہ پہ اش مے نہیم نام   حاشا کہ رسم در رہ محبت چنیں بود۔"

لیکن رونے کا مقام تو یہ ہے کہ جہاں منبر رسولؐ اور حسینی اسٹیج پہ جانے والے بعض نا اہلوں کی یہ حالت ہو کہ وہ عین ایام محرم الحرام میں بجائے واعظ یا ذاکر حسین معلوم ہونے کے اپنی وضع و قطع شکل صورت اور ڈیل ڈول سے کسی تھیٹر کے ایکٹر معلوم ہوتے ہوں وہاں اگر سامعین کی یہ حالت نہیں ہو گی تو اور کیا ہو گی؟ ص۱۲

۲۔ دوسرا ادب جن مجالس میں بعض امور شنیعہ مثل کذب و افترا علی المعصومین توہین و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجو مومنین (صحابہ عظام) اور غنا و سرود کے ساتھ ہتک دین کی جائے۔ بانیانِ کرام اور سامعین عظام کا فرض ہے کہ اصلاح کی کوشش کریں اگر اصلاح کرنے سے قاصر ہوں تو ایسے لوگوں کا مقاطعہ کریں تعیں تو ایسی مجالس میں شرکت نہ کریں۔

ارشادِ قدرت ہے۔ پ۵ ع ۱۷۔ ترجمہ "کہ جب تم دیکھو کہ آیات خداوندی کا انکار اور ان کا تمسخر اڑایا جا رہا ہے تو تم ان کے پاس نہ بیٹھو جب تک کہ وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہوں۔ ورنہ تم بھی انہی کی طرح سمجھے جاؤ گے" صدا ۱۱

مؤلف کی نظر میں آج ۹۹ % مجالس عزاد جلوس اسی آیت کا مصداق اور حرام ہیں۔ (م)

۳۔ بعض علماء کا یہ مقولہ مشہور ہے الغناء فی المراثی کالزنا فی المساجد مجالس و مراثی میں غنا کرنے کا عذاب و عتاب اسی طرح دوگنا ہے جس طرح مساجد میں زنا کرنے کا۔ اعاذنا اللہ منہ حضرت شیخ عباس قمی نے بھی غنا کی حرمت مطلقہ پر اجماع کا دعویٰ کیا ہے۔ (منتہی الآمال جز اص۴۲)

۴۔ اس مدعا پر چونکہ شاہد ناطق یہ ہے کہ اس گروہ کی اکثریت اپنی مجلس کی ظاہری کامیابی کے لیے اور بالخصوص بکاء و ابکاء کی خاطر بلا تحاشہ کذب و افتراء اور وہ بھی معصومین پر ایسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتی ہے جس کا عمداً ارتکاب کرنے والا بالاتفاق دائرۂ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ کذب تمام صفاتِ رذیلہ کی جڑ ہے۔ صد۵۳

۵۔ اب آج یہ منبر کے اجارہ دار اپنے نفسِ امارہ کی آتشِ انتقام بجھانے اہلِ ایمان کو اپنے سہام ملام کا نشانہ بنانے اور علماء اعلام کو ہدفِ تنقید بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ افسوس سے

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا   بدل ہی جاتے ہیں غلامی میں تو قوموں کے ضمیر

۶۔ اربابِ عقل و دانش جانتے ہیں کہ اگرچہ سرکار سید الشہداء یا دیگر ائمہ ہدیٰ کے مصائب و آلام پر رونا یا ان کے فضائل و محامد کا بیان کرنا بہت بڑا فعلِ جمیل ..... ہے لیکن پھر بھی ہے تو بہر حال امرِ مستحب اور کذب و افتراء اور غناء کا نام مسلمہ حرام ہیں۔ عقل سلیم و شرع قویم اس بات پر متفق ہیں کہ جب کسی مستحب امر کی بجا آوری کسی حرام کے ارتکاب پر موقوف ہو تو اس کے لیے حرام کو ہرگز حلال اور جائز قرار نہ[illegible] جا سکتا۔ بلکہ وہ حرام اس مستحب امر کو بھی لے ڈوبتا ہے۔ صد۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین کرام! جب یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی کہ یہ جملہ امور ِ عزاداری بدعت ہیں۔ مذہب آئمہ سے ان کا ہرگز تعلق نہیں ہے اب ذرا آئمہ کرامؒ سے پوچھیے کہ جو شخص کسی بدعت پر اصرار کرے اس کے بانی کی تعظیم اور پیروی کرے اور لوگوں کو اس کی دعوت دے تو وہ کیسا ہے۔

بدعتی پر امام صادقؒ کا فتویٰ

حضرت امام باقرؒ و جعفرؒ کے مذہب میں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرک ہے اور ایسا شخص مشرک ہے۔

چنانچہ اصول کافی باب الشرک صفحہ ۳۹۷ ج ۲ سے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام باقرؒ سے بریدعجلی نے پوچھا کم از کم آدمی کس چیز سے مشرک بنتا ہے تو فرمایا جو گٹھلی کو کہے یہ کنکری ہے یا کنکری کو کہے یہ گٹھلی ہے۔ پھر اس بات کی اتباع کرے (یعنی معمولی سی غلطی پر اصرار کرے اور اسے دین بنا لے۔)

۲۔ امام صادقؒ سے ابو العباس نے پوچھا آدمی کس چیز سے کم از کم مشرک بنتا ہے۔ فرمایا جو ایک رائے اور نظریہ گھڑ لے پھر اسی پر لوگوں سے محبت رکھے۔ اور اسی سے (اعراض کرنے پر) لوگوں سے دشمنی رکھے۔

۳۔ امام صادقؒ نے اللہ کے اس ارشاد ــ وما یؤمن اکثرھم باللّٰہ الا وھم مشرکون۔ کہ اللہ پر اکثر لوگ یوں ایمان لاتے ہیں کہ اس کے ساتھ شرک بھی کرتے ہیں۔ کی تشریح میں فرمایا کہ آدمی شیطان کی تابعداری میں غیر شعوری طور پر ایک گونہ شرک کرتا رہتا ہے۔

۴۔ امام صادقؒ نے دوسری روایت میں اس سے شرک عبادت کی بجائے شرک در اطاعت (غیر اللہ) مراد لیا ہے۔ اور ارشاد الٰہی "کچھ لوگ اللہ کی عبادت ایک کنارے پر ہو کر کرتے ہیں" کی تفسیر میں فرمایا۔ آیت ایک (بدعتی) آدمی کے حق میں اترتی ہے۔ اور اس کے (بدعت میں) تابعداروں پر بھی صادق آتی رہتی ہے۔ میں نے کہا ہر وہ شخص اس کا مصداق ہو گا جو آپ کے سوا کسی چیز کو بھی اپنا مقتدا بنا لے۔ فرمایا ہاں۔ کبھی ایسا عمل (نحلہ امام کے خلاف غیر کو اپنا مقتدا بنانا) خالص شرک ہو گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعزیہ بنانیوالا خارج از اسلام ہے

بلکہ تعزیہ سازی اور اس سے متعلقہ یادگاروں کے متعلق تمام ائمہ کرام کا بڑا شدید فتویٰ ہے۔ ایسے شخص کو وہ خارج از اسلام کہتے ہیں۔

شیعہ کے ذمہ دار عالم شیخ صدوق من لایحضرہ الفقیہ میں امام صادق سے راوی ہیں۔

من جدد قبرا او مثل مثالا فقد خارج من الاسلام۔ (الفقیہ ص۱۸۹)	جو کوئی قبر پھر سے بنائے یا اس کی تشبیہ و شکل بنائے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔

پھر شیخ صدوق اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ومن مثل مثالا اللہ یعنی بہ اللہ من ابدع بدعۃ ودعا الیھا او وضع دینا فقد خرج من الاسلام وقولی فی ذالک قول ائمتی صلوات اللہ علیہم۔ (من لایحضرہ الفقیہ ص۱۸۹)	جس نے قبر کی تشبیہ و شکل بنائی مراد عام یہ ہے کہ کوئی بھی بدعت ایجاد کی اور لوگوں کو اس کی دعوت دی یا کوئی نیا مذہب بنا لیا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس بات میں میں وہی کہتا ہوں جو تمام میرے آئمہ نے فرمایا۔

حرمتِ تعزیہ وجسمہ پر اس سے بڑھ کر کیا صریح حدیث اور فتویٰ ہو گا۔ شیخ صدوق کے زمانے میں تعزیہ کی بدعت ایجاد نہیں ہوئی تھی ورنہ وہ تعزیہ کی اقسام کا "فرداً فرداً" رد کرتے۔

ماتم غناء کی وجہ سے بھی حرام ہے

پہلے ماتم وغناء کا مختصر نقشہ وقار انبالوی (شیعہ) صاحب کے الفاظ میں سن لیں۔

"ماتم کا ایک سادہ سا دستور یہ ہے کہ سوز خوان بند ختم کرتا ہے تو نقیب پکارتا ہے ماتم حسین! اور پھر ماتم داران حسین دائیں ہاتھ سے سینہ زنی کرتے ہیں اور یا حسین پکارے جاتے ہیں۔ دو منٹ کے بعد سوز خوانی شروع ہو جاتی ہے۔ نقیب نعرہ حیدری کا جملہ بلند آہنگی سے کرتا ہے .... شدتِ غم میں سینہ زنی دونوں ہاتھوں سے ہوتی ہے

..... ماتمی جلوس میں ضرب و آہنگ کا آرٹ ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ موسیقی کی غم آمیز دھنیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جو نوحے یا مرثیے پڑھے جاتے ہیں انہیں احترام کے طور پر سوز خوانی کا نام دیا جاتا ہے ..... محفلِ عزا میں کبھی ماتم ہوتا ہے کبھی نہیں بھی ہوتا اور محفلِ حضرت سید الشہداء امام غریب الغرباء اور امام منتظر کی زیارتوں پر ختم کر دی جاتی ہے۔ لیکن تعزیہ۔ ضریح اور ذوالجناح وعَلَم کے جلوس کے ساتھ ماتم لازمی ہوتا ہے اور ماتمی نوحے بھی پڑھے جاتے ہیں۔

(ماہنامہ المعرفت ص ۲ حیدرآباد محرم ۱۳۸۹ھ)

شیعہ کی اس اپنی شہادت سے معلوم ہوا کہ مرثیہ خوانی و نوحہ خوانی، سوز خوانی موسیقی کی دھنوں پر ہوتی ہے۔ اب ملاحظہ کیجیے کہ مذہبِ آئمہ میں غناء و موسیقی حلال ہے یا حرام ہے؟ الحمد للہ حضرات اہلِ بیت سب سنی المسلک تھے اس مسئلہ میں بھی سب کا اتفاق ہے۔ کہ راگ وغناء و موسیقی حرام ہے۔

حضرت نبی علیہ السلام اور آئمہ اہلِ بیت کرام سے متواتراً اس کی حرمت ثابت ہے۔

شیعہ حضرات کے ایک معتبر عالم جناب امداد حسین کاظمی ۔ جن کی تحریر کا ایک ایک صفحہ یا جملہ ۔ صحابہ کرامؓ ۔ امہات المؤمنین پر طعن و طنز اور بغض کے زہر سے بجھا ہوتا ہے "الغناء فی الاسلام"، کے عنوان سے اہلِ سنت کی قوالی پر برستے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں۔

قاعدہ کلیہ ہے کہ ایک چیز کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقتِ واقعیہ نہیں بدل جایا کرتی بلکہ جوں کی توں رہتی ہے مثلاً عرفِ عام میں جس چیز کو پانی کہا جاتا ہے اردو زبان میں اسے پانی کہتے ہیں۔ عربی میں ماء۔ فارسی میں آب۔ پشتو میں اوبہ۔ ہندی میں جل ترکی میں سو۔ جنرہ نگر کے لوگ اپنی زبان میں اسے سل اور انگریزی میں اسے واٹر (WATER) کہتے ہیں غرضیکہ ہر ملک کی زبان میں ایک ہی چیز کے الگ الگ نام ہیں اسی طرح گانے کو راگ کہو یا غناء یا موسیقی تو اسے سماع کا نام دینے سے یہ نہ حلال ہو گا نہ جائز نہ مباح نہ مستحب بلکہ حرام کا حرام ہی رہے گا"۔ بلفظہٖ،

آگے چند مثالیں دینے کے بعد کاظمی صاحب فرماتے ہیں۔

"غرضیکہ ہر فعلِ منکر کے جواز میں یہ لوگ نام کی تبدیلی کا سہارا لیتے ہیں اسی پر غناء و سماع کو قیاس کر لیں اگر غناء کا نام سماع رکھ لیا جائے پھر بھی وہ غناء ہی رہے گا اور غناء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کے احکام اس پر وارد ہوں گے۔ (شیعہ ماہنامہ معارف اسلام ص۳۴ بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ)

غناء کی تعریف و تشریح

لغت کی متداول کتاب المنجد ص۳۹۳ پر ہے۔

الغناء من الصوت ما طرب به۔ کہ غناء اس دخاص، سریلی آواز کو کہتے ہیں جس سے طرب و لذت پیدا ہو۔

کاظمی صاحب بھی لکھتے ہیں..... لغت مجمع البحرین میں ہے کہ آواز کو حلق میں اس طرح پلٹنا تاکہ اس سے تین ہمزہ (آ آ آ) پے در پے پیدا ہوں پس تعریف غناء میں یہی ملحوظ ہے۔ اس کی حرمت ثابت ہے اور اس پر نص وارد ہے۔" آگے لکھتے ہیں کہ شرح لمعہ ص۲۱ پر غناء کی یہی تعریف لکھی ہے۔

والغناء بالمد الصوت المشتمل علی الترجیع المطرب وما سمی فی العرف الغناء وان لم یطرب سواء کان فی شعر ام قرآن ام غیرھا۔

غناء اس لمبی آواز کو کہتے ہیں جو پلٹا نے پر مشتمل ہو۔ لذت آور ہو اور جسے عرفِ عام میں گانا کہا جائے اگرچہ لذت نہ دے خواہ اشعار میں یا قرآن وغیرہ میں۔

(معارفِ اسلام ص۳۸)

غناء کی یہی تعریف مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام جلد اوّل کتاب التجارۃ میں بھی لکھی ہے۔ بہرحال غناء ہر حال میں حرام ہے خواہ شعروں میں ہو یا قرآن میں یا کسی اور آواز میں۔ (بلفظہٖ)

آگے چل کر کاظمی صاحب غناء کے حرام ہونے کی علت بتاتے ہیں۔

"اب سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ غناء کیوں حرام ہے پس واضح ہو کہ قرآن مجید میں غناء کو لھو الحدیث اور قولِ زور (بے ہودہ اور جھوٹی بات) کہا گیا ہے۔ لھو کے معنی اقرب الموارد میں یوں لکھے ہیں۔

اللھو ما لھوت بہ و شغلک من ھوی وطرب ونحوھا وقال فی التعریفات اللھو ھو الشی الذی یتلذذ بہ الانسان

لھو وہ چیز ہے جس میں انہماک پیدا ہو جائے اور غفلت و بے توجہی پیدا ہو جائے خواہ وہ کوئی خواہش ہو یا کیف ہو یا اور کچھ صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیلھیہ ثم ینقضی وقال الطرطوسی واصل اللھو الترویح عن النفس بمالا تقتضیہ الحکمۃ

تعریفات لکھتے ہیں جس سے انسان لطف حاصل کرے اور وہ اسے غافل کر دے پھر گزر جائے طرطوسی کہتے ہیں لہو کے اصلی معنی میں خلافِ حکمت طریقے سے دل خوش کرنا۔

امام راغب اصفہانی اپنے مفردات میں لکھتے ہیں۔

اللھو ما یشغل الانسان

جو چیز انسان کو مفید مطلب بات سے ہٹا دے وہ لہو ہے۔

قارئین کرام! ان حوالہ جات سے غناء کی جامع و مانع تعریف یہ ثابت ہوئی "جس چیز کو آ آ کی طرح آواز بڑھا گھٹا کر گایا جائے خواہ لذت و وجد بدا ہو یا نہ ہو اور عرف میں اسے گانا کہا جا سکے اور اس کے قائل کو گویا کہا جائے خواہ اشعار میں ہو یا قرآن وغیرہ میں"

اس کی علت حرمت یہ ہے کہ اس سے انسان جب مشغول ہو جاتا ہے تو اس کی لذت کی بنا پر دوسرے امورِ خیر سے غافل ہو جاتا ہے یہ خلافِ حکمت و شرع دل خوش کرنا ہے اور مفید مطلب (جائز) بات سے ہٹانے والی چیز ہے اسے قرآن کریم نے لھو الحدیث کہہ کر قطعی حرام ٹھہرایا اور عذاب کی وعید سنائی ہے۔

مرثیہ خوانی وغیرہ بھی یقیناً غنا ہے

ہر وہ شخص جسے اہل تشیع کا قرب و جوار حاصل ہو یا کچھ نہ کچھ مجالست کی ہو اس پر یہ ہرگز مخفی نہیں ہے کہ ماتمی مجالس میں مرثیہ خوانی۔ نوحہ خوانی۔ سوز خوانی۔ دوہڑے۔ بیت بازی۔ قصائد چند گلوکاروں کا بل کر گانا سب ہی غناء کی تعریف میں آتے ہیں۔ اسی سے لذت اور وجد آفرین بے ضبطی کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ انسان نماز وغیرہ سے بھی غافل ہو جاتا ہے جب ذاکرین ہم آواز ہو کر (قواعد و موسیقی سے آواز بنا کر) مرثیے اور قصیدے پڑھتے ہیں تو سامعین جھومنے لگتے اور مستی سے گریہ کرتے ہیں۔

نیز عرفِ عام میں بھی اسے گانا کہتے ہیں کیونکہ جب کسی مشہور خوش آواز گلوکار ذاکر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی آمد ہوتی ہے تو شیعی دنیا میں یوں تشہیر و تعارف کرایا جاتا ہے کہ فلاں صاحب بڑے خوش الحان گویے دگانے والے، ہیں۔ گانے اور رلانے میں امام فن ہیں۔ ان کی مجلس میں لوگ جھومتے رہتے ہیں۔ وغیرہ۔ اس لیے ایسے ذاکروں کی مالی طور پر بہت ہی عزت و توقیر کیجاتی ہے جیسے موسیقاروں اور گلوکاروں کی قدر ہر جگہ ہوتی ہی ہے۔ جبکہ سادگی سے قرآنِ حکیم اور روایاتِ صحیحہ سے مقامِ شہادت بیان کرنے والوں کو لوگ پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ عام شعر گوئی اور بیت بازی تو درکنار مدحِ اہلبیت میں بھی مرثیہ خوانی اور شعر گوئی کی مطلقاً اجازت نہیں۔

سیدنا امام جعفر صادق رحمہ اللہ کا فرمان ملاحظہ ہو۔

وقال الصادق علیہ السلام لا تنشد الشعر بلیل ولا تنشد فی شہر رمضان بلیل ولا نہار فقال لہ اسماعیل یا ابتاہ وان کان فینا قال و ان کان فینا (من لا یحضرہ الفقیہ ص۲۱۲)

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ شعر رات کو کبھی نہ پڑھے جائیں اور ماہِ رمضان میں رات دن میں نہ پڑھے جائیں آپ کو اسماعیل نے کہا اے اباجان اگرچہ وہ اشعار ہم اہل بیت کی تعریف میں ہوں۔ فرمایا اگرچہ ہمارے حق میں ہوں (بہر حال حرام ہیں)۔

یہ شیعہ کی اہم مستند کتاب الفقیہ کی حدیث ہے جس کے مصنف کو اہلِ تشیع نے ان کے صدق کی بنا پر صدوق سے ملقب کیا ہے، مسئلہ عزاداری سے متعلق گزشتہ احادیثِ صحیحہ کی طرح اس کی صحت پر بھی کلام یا اس کے معنیٰ کی تاویل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اس بات کی نص صریح ہے کہ پورے سال میں رات کو مرثیہ خوانی۔ نوحہ خوانی۔ قصائد بازی حرام ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم الحرام کی آئمہ کے ہاں کوئی خصوصیت نہ تھی۔ نہ وہ مرثیہ خوانی اور عزاداری کا رواج رکھتے تھے۔ اگر محرم کی راتوں کو ماتمی نوحوں اور ترنم و غنا سے پر وجد و کیف بنانے کی کچھ گنجائش ہوتی تو حضرت امام صادقؒ ضرور استثناء کرتے۔

جب یہ عقلی و نقلی طور پر ثابت ہو گیا کہ رسمی مرثیہ خوانی غنا میں داخل ہے تو اس کے متعلق امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کا فیصلہ ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- الغناء مما اوعد الله علیه النار۔ (کافی - الفقیہ ص۳۷)

راگ ان چیزوں میں سے ہے جن پر اللہ نے آگ کی دھمکی دی ہے۔

۲- مجلس الغناء لا ینظر الله الی اهله۔ (وسائل الشیعہ)

راگ گانے کی مجلس کی طرف اللہ تعالیٰ (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتے۔

۳- عن الصادق علیه السلام استماع الغناء و اللهو ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء فی الزرع۔

حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا راگ اور بے ہودہ قصوں کا سننا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسے پانی فصل اگاتا ہے۔

(وسائل الشیعہ بحوالہ معارف اسلام)

کاظمی صاحب نے تفسیر احمدی کے حوالے سے جن ناجائز مجالس کا نقشہ کھینچا ہے ہم اسے ہدیۂ ناظرین کر کے یہ بحث ختم کرتے ہیں تاکہ دونوں قسم کی مجالس میں فرق یا اتحاد سامنے آجائے "ہمارے زمانے کے لوگوں نے جو انداز اختیار کر رکھا ہے کہ وہ مجلسیں منعقد کرتے ہیں اس میں شراب نوشی اور فواحش کا ارتکاب کرتے ہیں۔ فاسقوں اور بے ریش لونڈوں کو اکٹھا کرتے ہیں اور گانے والوں اور طوائف کو بلا کر ان سے گانے (مراثی اور دوہڑے بھی) سنتے ہیں۔ ان سے لطف اٹھاتے ہیں جو محض نفسانی خواہشوں اور شیطانی خرافات کی تکمیل ہوتی ہے۔ پھر گانے والوں کو خوب انعام دے کر ان کو داد دیتے ہیں۔ اور شکریہ ادا کرتے ہیں ان باتوں کے متعلق کوئی شک نہیں کہ یہ سخت گناہ ہیں اور انہیں جائز سمجھنا یقیناً کفر ہے کیونکہ قرآن مجید میں جو لہو الحدیث بیان ہوا ہے ان کی شان میں پورا اترتا ہے" انتہیٰ۔

اب ہم عزاداری کا انتظام کرنے والی انجمنوں اور ماتمی مجالس کے سرپرست حضرات سے پوچھتے ہیں کہ مذکورہ بالا مجالس کے نقشے میں شراب نوشی کے سوا اور کون سی چیز ہے جس کی ماتمی مجالس اور جلوس عزاداری میں کمی ہے۔ یقیناً فاسقوں کا اجتماع۔ کیونکہ صرف ایام محرم میں شراب خانے۔ متعہ خانے اور موسیقاری کے علانیہ اڈے بند کر کے تمام حضرات امام باڑوں اور کربلاؤں کو آباد کیا کرتے ہیں، عورتوں مردوں کا اختلاط۔ بے پردگی بے حیائی۔ گویوں کو بلا کر قصائد و مراثی سننا۔ موسیقی کی دھنوں پر نوحہ خوانی کرنا اور اس پہ اعزاز و اکرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر چیز بڑھ چڑھ کر موجود ہے۔ ہاں شراب نوشی کی کمی یوں پوری ہو جاتی ہے کہ ماتمی عزادار اتباع حسین انہیں روزہ کے [illegible] قسم کے مروجہ مشروبات سے کام و دہن کی ضیافت کرتے ہیں جن کے بعض مشروبات میں شراب کی آمیزش ہوتی ہے۔

ہاں فرق صرف اسقدر ہے کہ عام لہو و لعب کی مجالس کو گناہ ہی سمجھا جاتا ہے اس لیے ان سے توبہ نصیب ہو جاتی ہے۔ مگر ماتمی مجالس چونکہ آئمہ اہلِ بیت کرام اور شہداء عظام کے نام پر جن کے پس پردہ سیاسی۔ اور معاشی حکمتیں کارگر ہوتی ہیں۔ منعقد کی جاتی ہیں لہٰذا ان میں شرکت کو جب گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا تو توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ تو ماتمی مجالس ہیں لہو و لعب کے مناظر اور مجالس سے ان کا کیا تعلق؟ دونوں میں کافی فرق ہے تو اس کا جواب ہم امداد حسین کاظمی کی عبارت ہی میں دے دیتے ہیں۔

"قاعدہ کلیہ ہے کہ کسی چیز کا نام بدل دینے سے اس کی حقیقتِ واقعیہ نہیں بدل جاتی بلکہ جوں کی توں رہتی ہے۔۔۔۔ اسی طرح گانے کو راگ کہو یا غنا یا موسیقی یا اسے سماع سے معروف کرو۔ نام بدل دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدل سکتی اگر غناء حرام ہے تو اسے سماع کا نام دینے سے یہ حلال ہوگا نہ جائز نہ مباح۔ بلکہ حرام کا حرام ہی رہے گا۔" اسی قاعدہ کی بناء پر ہم بھی کہتے ہیں کہ سماع اور غناء کے معنی اور مرادمیں فی الجملہ فرق ہے مگر وہ فرق حِلّت ثابت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اس کا نام مرثیہ خوانی رکھو یا نوحہ خوانی۔ ماتمی مجالس کہو یا قصائد مدحیہ بہر حال غناء ہے اور حرام ہے نام و عنوان بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی اور معمولی ظاہری فرق۔ رنگ کے فرق کی طرح ۔ اس کی حرمت کو نہیں اٹھا سکتا۔ واللہ الہادی۔

عہ۔ بنابریں آئمۂ اہلِ بیت کو منصوص من اللہ معصوم حلال و حرام میں مختار صاحب وحی و صحیفہ و صاحب جماعت (امت بنام شیعہ) ماننا ہی ان کو نبی ماننا اور ختمِ نبوت کا انکار کرنا ہے۔ محض امام نام رکھنے سے وہ نبوت کی حقیقت سے خارج نہیں ہو سکتے۔ م م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب پنجم

اہل ماتم کے سطحی شبہات کا اصولی جواب

قارئین کرام! اس رسالہ کو ہم جامع و مانع کرنا چاہتے ہیں لہذا جائز کہنے والوں کے وساوس وشبہات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جس مسئلہ کی حرمت پر قرآن کریم۔ احادیثِ نبویہ۔ ارشاداتِ آئمہ اور عقلی دلائل کا عظیم ذخیرہ موجود ہو۔ اس کے جواز کا تصور ہی کیسے ہو سکتا ہے۔ اور پھر قرآن وسنّت سے ان کی ضد کیسے ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو شرعی دلائل آپس میں متعارض ہو کر ساقط ہوں۔ کلام اللہ اور سنّتِ نبویہ اس کمزوری سے پاک ہیں۔ شیعہ چونکہ تقیہ اور کتمانِ دین وحق کے قائل ہیں آئمہ سے ان کے مروی لٹریچر میں تعارض عقلاً ممکن ہے اور بہت سے مسائل میں واقع بھی ہے مگر الحمد للہ مسئلہ ہذا میں محرّم روایات کے مقابل مبیح کا عشر بھی ثابت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حال و ماضی قریب کے سوا شیعہ کی سب تاریخ میں بحث و نظر اور استدلال کے لحاظ سے اس مسئلہ کا وجود نہیں ملتا۔ نہ کتبِ رسائل لکھے گئے۔ نہ محدثین شیعہ نے جوازِ ماتم پر ابواب قائم کیے۔ نہ اسے اصول و فروع یا فرائض وسنن میں شمار کیا عصرِ حاضر میں تحریکِ ماتم کے ذریعے پاکستان کو ایران اور شیعستان بنانے کی امنگیں رکھنے والے اہلِ قلم و زبان ماتمی حضرات اگر قرآن کی چند آیات یا تاریخی چند واقعات اور اخبارِ موضوعہ سے استدلال کرتے ہیں تو یہ ان کی کھلی بے اصولی۔ مذہب سے انحراف، مسلمانوں میں نفاق و انتشار کی سعی مذموم اور اسلام و پاکستان سے کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔ ہم ان شبہات کی نمبروار تردید سے پہلے چند کلی اصول اور مقدمات پیش کرتے ہیں تاکہ ماتمی دنیا کا کوئی فرد بھی کسی بھی چیز سے اگر ماتم پر استدلال کرے تو اس کا جواب ان قواعد کے تحت دے دیا جائے۔

قرآن مستقل حجت نہیں

جمہور مسلمانوں کے ہاں شرعی دلائل چار ہیں۔ کتاب اللہ[۱] احادیثِ[۲] نبوی (افعال و ارشاداتِ پیغمبر) تمام صحابہ وامت یا عظیم اکثریت[۳] کا کسی چیز پر اتفاق۔ [۴] غیر منصوص فروعی درپیش مسائل میں قیاس شرعی کا استعمال۔

شیعہ حضرات کے ہاں شرعی دلائل صرف دو ہیں۔ [۱] کتاب اللہ اور [۲] احادیثِ آئمہ کرام جن کو ثقلین کہا جاتا ہے۔ حدیثِ نبوی اجماعِ امت اور قیاس کی حجیت کے وہ قائل نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز ان کے یہاں کتاب اللہ مستقل دلیل شرعی نہیں کہ جو شخص جس مسئلہ پر چاہے قرآن پاک سے استدلال کرے اور رجوع ہو۔ بلکہ کلام اللہ کے ساتھ کلام امام کے ضمیمہ کی احتیاج یقینی ہے۔ کیونکہ کلام اللہ کو صرف وہی جان سکتے ہیں۔ اصول کافی کتاب الحجۃ میں یہ باب موجود ہے

باب انه لم یجمع القرآن الا الائمة علیهم السلام و انهم یعلمون علمه کله۔

اس کا بیان کہ قرآن کسی نے سب جمع نہیں کیا مگر صرف آئمہ علیہم السلام نے اور وہی قرآن کا سارا علم جانتے ہیں۔

شیعہ کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری قرآن کے حجت نہ ہونے کی بحث میں لکھتے ہیں۔

وازینجا معلوم میشود کہ قرآن حجت نتواند بود مگر بقیمے کہ بیان مقاصد بر وجہے نماید کہ احدے را دراں مجال شبہ و احتمال نماند۔ (مجالس المومنین ج ۱ ص ۳۸۶)

اس تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ قرآن حجت نہیں ہو سکتا مگر امام کے ساتھ کہ وہ قرآن کا مقصد اس طرح بیان کرے کہ کسی کو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

اس اصول کے تحت کوئی شیعہ اپنے کسی مسئلہ پر بھی قرآن کی آیت نہیں پڑھ سکتا جبتک اس کے امام نے استدلال نہ کیا ہو۔ مسئلہ ہذا میں بھی شیعہ کو احادیث آئمہ سے استدلال کا حق ہے۔ قرآن سے ہرگز نہیں۔ کیونکہ آئمہ نے نہ ماتم کیا نہ حکم دیا نہ قرآن سے استدلال کیا شیعہ کے قبلۃ المجتہدین علامہ دلدار علی نے اساس الاصول ص ۱۹ پر علامہ محمد تقی کا قول نقل کیا ہے۔

استشهد المصنف بالآيات تبعا للاصحاب وان لم یکن من داب الاخباریین فان الظاهر من کلامهم انهم یقولون ما نفهم کلام الله تعالیٰ حتی نستدل به (بحوالہ تعمیر آیات قرآنی ص ۶۳۹)

مصنف نے اپنے ساتھیوں کی طرح آیات سے بھی استدلال کیا ہے۔ حالانکہ قرآن سے استدلال محدثین (شیعہ) کی عادت نہیں ہے کیونکہ انکی یہ بات بالکل ظاہر ہے۔ کہتے ہیں ہم کلام اللہ کو سمجھتے ہی نہیں کہ استدلال کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ خلافِ قرآن احادیث مردود ہونگی شیعہ احادیث میں تقیہ کی وجہ سے شدید تعارض اور صحیح و غلط سب کچھ موجود ہے۔ امام نے استدلال کا معیار یہ بتایا ہے (جس سے ان کا سنی المذہب ہونا ظاہر ہے)، کہ ہر روایت قرآن پر پیش کی جائے اگر موافق قرآن ہو تو مانی جائے ورنہ جھوٹی سمجھ کر رد کر دی جائے۔

اصول کافی باب الاخذ بالسنۃ وشواہد الکتاب ص۶۹ پر ہے۔

عن ابی عبد اللہ یقول کل شئی مردود الی الکتاب والسنۃ وکل حدیث لا یوافق کتاب اللہ فھو زخرف وفی روایۃ عنہ مالم یوافق من الحدیث القرآن فھو زخرف"۔

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ ہر چیز کتاب اللہ اور سنتِ نبوی کی طرف لوٹائی جائے گی۔ جو حدیث کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ بناوٹی ہے اور ایک روایت میں آپ سے یہ ہے کہ جو حدیث قرآن کے موافق نہ ہو وہ بناوٹی ہے۔

شیعہ وغیرہ کی احادیث کو کتاب وسنت پر جانچنے کا یہ معیار علماءِ اہلِ سنت والجماعت ہی اپنا سکتے ہیں کیونکہ وہ کتاب وسنت کو مستقل حجت سمجھتے ہیں۔ شیعہ حضرات تو مقدمہ اول کے تحت کتاب وسنت کے کسی مفہوم کو معیار بنا ہی نہیں سکتے بلکہ وہ تو ارشاداتِ آئمہ کے تابع ہی قرآن میں غور کر سکتے ہیں، تو وہ خلافِ اصول اسے کیسے اپنائیں۔ بنا بریں شیعہ لٹریچر سے ماتم وغیرہ کے جواز پر جو حدیث پیش کی جائے گی قرآن وسنت سے تعارض کیوجہ سے اہلِ سنت اسے رد کر دیں گے۔

۳۔ استدلال کے چار طریقے کسی مسئلہ پر کتاب وسنت سے استدلال ۴ قسم کا ہوتا ہے۔ ۱۔ عبارۃ النص۔ یعنی وہ کلام اسی مسئلہ کے لیے بولی گئی ہے۔ ب۔ اشارۃ النص۔ یعنی یہ مسئلہ کلام کا مقصودی تو نہیں۔ مگر خود بخود سمجھ آجاتا ہے۔ جیسے کسی خاص چیز پر نظر لگانے سے آس پاس کی چیز بھی نظر آجاتی ہے۔ ان دونوں کی مثال اصولِ فقہ والے یہ دیتے ہیں کہ مثلاً سورت حشر کی آیت للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم (یہ مالِ فے ان نادار مہاجرین کا بھی حق ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیے گئے) میں نص کی عبارت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصود تو ان کا، "مقدار مالِ فے" بتانا ہے۔ مگر اشارہ سے یہ بھی پتہ چلا کہ ان کے گھر بار اور اموال کے کفار مالک بن گئے اور یہ نہ سے نبھی تو ان کو فقیر و نادار کہا گیا۔ ج۔ دلالۃ النص یعنی ضمنی طور پر سمجھ آنے والی بات ایسی یقینی ہو کہ مقصودی بات کی علت بنے۔ جیسے ارشاد ربانی ولا تقل لھما اف۔ (اور ماں باپ کو اف نہ کر) سے یہ معلوم ہوا کہ ماں باپ کو مارنا۔ ستانا خادم وغیرہ بنانا سب کچھ ناجائز ہے کہ ان میں اف سے زیادہ ایذا رسانی ہے۔ د۔ اقتضاء النص۔ یعنی معنی مفہوم و مقصود کی تکمیل کسی مقدر لفظ سے ہوتی ہو۔ جیسے تحریر رقبہ (غلام آزاد کرنا) کے حکم میں مملوک ہونا بھی نص کا تقاضہ ہے کہ غلام بغیر خریدے اور مملوک بنے آزاد نہیں کیا جا سکتا۔

ان چاروں قسموں میں عبارۃ النص اور دلالۃ النص سب سے قوی حجت ہیں ہمارے پیش کردہ قرآن و سنت اور ارشاداتِ ائمہ کے دلائل صاف امر و نہی اور خاص قطعی المفہوم عبارۃ النص کی قسم پر مشتمل ہیں۔ بالفرض اگر دیگر وجوہ سے کسی آیت و حدیث سے استدلال ہوگا۔ تو وہ ہرگز معارض اور دلیلِ مسلمہ نہ سمجھا جائے گا۔

مقدمہ ۲۔ ترجیح کے اسباب

محدثین نے مختلف احادیث میں ترجیح کے متعدد اسباب بیان کیے ہیں۔ حدیث قولی۔ حدیث فعلی پر مقدم ہوگی۔ کہ فعلی میں تخصیص کا احتمال ہے۔ مثلاً فرض کیجیے کہ کسی موقعہ پر حضرت حسینؓ رو دیے یا حضور علیہ السلام نے سوگ کیا۔ جیسے شیعہ موضوع قسم کی روایات سے تاثر دیتے ہیں۔ تو یہ قابلِ عمل نہ ہوں گی بلکہ آپکے صریح ارشادات حجت ہوں گے جو قولی ہیں۔ اسی طرح حرام ثابت کرنے والی روایت حلال ثابت کرنیوالی پر مقدم ہوگی۔ احتیاط پر مبنی غیر احتیاط والی سے افضل ہوگی بنابریں یہ قاعدہ بھی ہے کہ سنت و بدعت کا کسی چیز میں اختلاف پڑ جائے تو چھوڑنا اولی ہے کہ احتیاط بدعت سے بچنے میں ہے۔ اسی طرح ظاہر قرآن۔ سنت۔ عمل امت۔ آئمہ دین اور قیاس صحیح کے موافق روایات مقدم ہوں گی تو مذکورہ ۷ قسم کی احادیث وجوہ بالا کی رو سے افضل اور قطعی ہیں۔ ان کے مقابلے میں کوئی صحیح روایت بھی پیش نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ محض موضوع اور ضعاف کا سہارا لیا جائے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ ۵ استدلال صرف صحاح سے ہوگا

مسئلہ ماتم اور اسکے متعلقات شریعت میں حرام ہونے کے علاوہ کوئی فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب نہیں۔ لیکن عصر حاضر میں شیعہ حضرات نے ان کو احکام اور شعائر کا درجہ دے دیا ہے۔ تو گذارش ہے کہ احکام پر استدلال صرف احادیث صحیحہ سے ہوتا ہے ضعاف اور غیر معتبر روایات یا محض عوام کے عمل سے نہیں ہوتا۔ ہم نے حرمت کا ثبوت قرآن پاک کی ۵۰ آیات کے علاوہ شیعہ کی صحاح اربعہ کافی۔ من لا یحضرہ الفقیہ وغیرہ کتب معتبرہ سے دیا ہے۔ نہج البلاغۃ بھی قطعی معتبر ہے جلاء العیون بھی معتبر ہے مگر ان سے کم ہے۔ اور ہر روایت پر "معتبر" ہونے کی مہر لگی ہے۔ تاہم اگر کوئی انہیں مستند نہ مانے تو یہ روایات تائیدًا سمجھے۔ اب جو شخص ان کا معارضہ کرے تو وہ صحاح اربعہ سے ہی نہی کے مقابل باقاعدہ امر کے صیغوں سے ماتم اور اس کی متعلقہ رسوم کو ثابت کرے۔ ورنہ اگی پیش کردہ ہر دلیل، ردی کی ٹوکری میں ڈال دی جائے گی۔ اسی طرح اہل سنت کی صحاح کے معارضہ میں اسی کے ہم پلہ صیغہ امر پر مشتمل ماتم کی تعلیم درکار ہوگی۔ غیر مستند کتب سیرت۔ معجزات کتب حدیث کی قسم سوم و رابع سے استدلال خلاف اصول ہوگا۔ فافہم

مقدمہ ۶ نصوص کے مقابلے میں قیاس یا عمل عوام سے استدلال باطل ہے شیعہ حضرات کے نزدیک

قیاس کسی بھی شکل میں حجت نہیں اور عوام الناس کا عمل اور اجماع تو بالکل حجت نہیں۔

امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ قیاس والوں (اور ڈھکوسلہ بازوں) نے علم قیاس کے ذریعے طلب کیا تو ان کو قیاس نے حق سے دور کر دیا اور بلا شبہ اللہ کا دین قیاس کے ذریعے درست نہیں رہ سکتا۔ (اصول کافی باب البدع والرای والمقائس ص ۵۶)

بنابریں ہم کہتے ہیں کہ شیعہ عوام و خواص جوازِ ماتم پر جو عقلی استدلالات کیا کرتے ہیں کہ "حضرت امام حسینؓ سب سے بڑے مظلوم ہیں تو آپ پر تو ماتم و سینہ کوبی جائز ہونی چاہیے۔ آپ نے اسلام کی خاطر اپنا خاندان شہید کرایا تو ماتم و عزاء کے ذریعے آپ کو خراجِ تحسین پیش کرنا چاہیے۔ آپ چہیتے نواسہ رسول ہیں آپ کی یادگار مجالس ماتم رہنی چاہییں۔ آپ کی عزت میں مظلومانہ شہادت کا معاینہ اگر رسول پاکؐ، حضرت فاطمہؓ و علی المرتضیٰؓ کرتے تو ماتم کرتے وغیرہ ذٰلک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب قیاسات فاسدہ ہیں۔ نصوص کے مقابلے ہیں۔ اس قسم کی سخن سازی دراصل خدا اور رسول اور آئمہ دین کے اقوال و اعمال سے استہزا کرنا ہے۔ خدا و رسولؐ ہرگز ان باتوں سے خوش نہیں ہوتے۔ اسی طرح یہ استدلال کہ تحریکِ ماتم دن بدن زوروں پر ہے۔ مخالفت کرنے والے خود ناکام ہو رہے ہیں جب بنو امیہ اور بنو عباس اسے نہ روک سکے تو علماء کی مخالفت سے کیا ہوتا ہے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس تحریکِ عزا پہ راضی اور خوش ہیں اور یہ بلاشبہ جائز ہے" سراسر جہالت اور خدا و رسول کا مقابلہ ہے۔ عہدِ رسالت اور خیر القرون سے دوری کی بنا پہ ہر قسم کے کبائر و جرائم ترقی پہ ہیں تو کیا یہ بھی جائز اور خدا کی رضا سے ہیں۔ مشرکینِ مکہ بھی تو یہی کہتے تھے۔ "اگر اللہ کو ہمارا شرک و کفر ناپسند ہوتا تو ہم نہ کرتے (القرآن) دراصل ماتم کے ناجائز عمل نے فطرتِ سلیمہ مسخ کر دی ہے کہ حرام، حلال اور حلال، حرام نظر آرہا ہے۔

مقدمہ ۲: مقربین الٰہی کی طرف گناہ کی نسبت بڑی جسارت ہے

یہ بھی قاعدہ ہے کہ جو شخصیت جتنی بڑی ہوگی اس کی طرف نامناسب کام کی نسبت بھی خطرناک ہوگی۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔ بظاہر چند آیات کی بھی تاویل کی جاتی ہے۔ مشہور اور متواتر روایات سے بھی گناہ کی نسبت نہیں کی جا سکتی اور منافی عصمت عام روایات کو تو کبھی قبول نہیں کیا جاتا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتِ عظام کی طرف انکے پُرعظمت مقام کی وجہ سے نامناسب کام یا گناہ کی نسبت بڑی جسارت کی بات ہے۔ قطعی لاریب ذریعہ کے بغیر ان پر اتہام لگانا ان سے دشمنی رکھنا ہے اور قطعی ذریعہ سے منسوب بات کی بھی تاویل اور مرادِ صحیح بیان کرنا لازم ہے۔ بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ روایات متعلقہ سانحہ کربلا میں مستوراتِ اہلِ بیت کا بے پردہ ہونا ننگے سر لوگوں سے خطاب و گفتگو کرنا پیٹنا بین کرنا۔ علانیہ مرثیے پڑھنا وغیرہا جو کچھ بیان کیا جاتا ہے سب بے اصل اور غلط ہے اس کی نسبت ان مخدراتِ کریمہ کی طرف گناہِ عظیم ہے۔ بالفرض بین و لکار کی کچھ اصلیت ہو تو یہ صنفِ نازک کی طبعی کمزوری۔ مصائب کے عینی مشاہدہ سے مغلوبیت اور خاص قسم کے اثر و حال پر مبنی تھی جس سے بچاؤ ممکن ہی نہ رہا تھا۔ نہ انہوں نے قرآن و سنت اور وصیتِ امام حسینؓ کی مخالفت کی نہ خلافِ شرع کام حلال جان کر کیے تاکہ باطل پرست اسے جائز بنا دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ ۸ تفسیر بالرائے کی حقیقت

قرآنِ پاک کے الفاظ سے جو مفہوم خود بخود سمجھ آتے عام آیات واضحہ محکمہ کے بھی خلاف نہ ہو کسی قطعی عقیدہ کے بھی خلاف نہ ہو اور روایات و اقوالِ مفسرین سے اس کی تائید ہوتی ہو۔ یا سابقہ تائید تو نہ ملے مگر وہ کسی نئے مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوں لغت بھی تائید کرے اور کسی اصول و عقیدہ کے بھی خلاف نہ ہو تو اس مفہوم کو بیان کرنا تفسیرِ صحیح کے ذیل میں آئے گا۔

اور اگر پہلے سے ایک نظریہ قائم کر لیا جائے بظاہر قرآن و سنت اس کے خلاف ہوں اب بعض آیات کو کھینچ تان کر اس پر فٹ کیا جائے۔ سیاق و سباق اور محاورہ لغت کے خلاف اس سے مطلب اخذ کیا جائے۔ مسئلہ زیرِ بحث قدیم ہونے کے باوجود اس پر کسی نے استدلال نہ کیا ہو تو یہ تفسیر بالرائے کہی جائے گی جو حرام ہے۔ بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ آج جو چند آیات سیاق و سباق سے کاٹ کر اور توڑ موڑ کر جوازِ ماتم پر پیش کی جاتی ہیں کیا وجہ ہے کہ ۱۳۰۰ سال سے کسی مفسر عالم۔ محدث، شیعہ و سنی نے ان سے ماتم کے جواز پر استدلال نہیں کیا اور آج نئے محقق ماتم کو قرآن سے ثابت کر لینے والے اسی طرح پیدا ہو گئے جیسے خاتم النبیین کی نبی ساز تفسیر کرنیوالے قادیانی مفسر پیدا ہو گئے۔

مقدمہ ۹ خواب کی شرعی حقیقت

نبی کا خواب دیکھنا معتبر ہے کہ وہ ایک قسم کی وحی ہوتی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنا دیکھا تو پھر اس پر عمل کر دکھایا۔ مگر غیر نبی کا خواب معتبر نہیں۔ وہ اگر شریعت کے خلاف نہ ہو تو صرف خواب دیکھنے والے کے لیے معتبر ہے اور دوں کے لیے حجت اور اس کا ماننا لازمی نہیں اور اگر خلافِ شرع ہو تو پھر ظاہر شرع پر عمل ہو گا۔ خواب کا اعتبار نہ ہو گا۔ اور بسا اوقات خواب کا منظر الٹ ہوتا ہے۔ تعبیر برعکس کی جاتی ہے۔ مثلاً خواب میں مرنا اور قتل ہونا درازی عمر کی علامت ہے۔ پانی دیکھنا مصیبت کی علامت ہے۔ دولت دیکھنا ......

بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ مشکوٰۃ شریف میں خواب میں حضورؐ کے غبار آلود ہونے کی روایت اگر صحیح بھی ہو تو اس کی تعبیر یہ نہ ہو گی کہ آپؐ ماتم کرتے ہیں یا ماتم کو پسند کرتے ہیں کیونکہ یہ آپؐ کی تعلیم اور مشنِ حیات کے خلاف ہے بلکہ یہ ہو گی کہ منافقوں نے میرے نواسہ کو شہید کر کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری عزت خاک میں ملا دی اور میرے سر پر مٹی ڈال دی۔ میں مقتل حسین سے ہو آیا ہوں۔ یعنی میرے ساتھ یہ توہین آمیز سلوک کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت سکینہ کا آپ کو اور حضرت فاطمۃ الزہرا کو غمگین اور سیاہ پوشی میں دیکھنے کی تعبیر یہ ہوگی کہ آپ کی شہادت سے اسلام کا نقصانِ عظیم ہوا اور وہ غمزدہ ہے۔ اور تاریکی کی سیاہ چادر سب زمین پر چھا گئی ہے۔ واللہ اعلم۔

مقدمہ نمبر ۱ ہر کام حدود میں ہونا چاہیے

کچھ نئے محقق یہ ڈھکوسلہ بھی بار بار دہراتے ہیں کہ "رونا اور آنسو بہانا طبعی اور فطری ہے۔ بچہ بھی روتا ہے۔ مصائب آنے پر ہر کوئی روتا ہے۔ غم جب شدت اختیار کرتا ہے تو آہ و آواز نکلتی ہے جس کا نام بین ہے۔ جب جذبات میں اور شدت ہوتی ہے تو آدمی منہ سر پیٹتا، دیوار سے سر ٹکراتا اور سینہ زنی بھی کرتا ہے۔ یہ سب حرکات فطری اور شدتِ غم کا نتیجہ ہیں۔ جب آغاز جائز ہے تو انتہا بھی جائز ہونی چاہیے۔" مگر یہ سراسر جہالت بلکہ حماقت ہے۔ جو چیز فطری ہے وہ جائز ہے۔ سنتِ نبوی تک سے اس کا ثبوت ہے۔ اور آگے جو غیر فطری امور ہیں وہ سب ناجائز ہیں۔ شریعتِ مقدسہ نے حرام کر دیے ہیں۔ اگر وہ محض فطری ہوتے تو شرع حرام نہ کرتی۔ مثلاً ہنسنا بھی فطری ہے تبسم و ضحک سنت سے بھی ثابت ہے۔ قہقہہ جائز مگر ناپسندیدہ ہے۔ لیکن اس سے آگے لوٹ پوٹ ہونا۔ ناچنے لگنا۔ گیت گانا۔ سب وقار کے خلاف بلکہ شریعت کے بھی خلاف ہیں۔ شادی بیاہ کی خوشی میں برائے اعلانِ نکاح دف بجانا۔ اچھے کپڑے پہننا۔ خرچ میں توسع کرنا درست ہے۔ مگر ڈھول و باجے بجوانا۔ رقص کرنا کرانا۔ تکبر و اسراف کرنا سب حرام ہے۔ حالانکہ یہ بھی ایک ہی سلسلہ شادی کا مبداؤ منتہا ہے۔ کسی غیر محرم حسین پر نظر پڑ جانا۔ ذہن میں نقش مرتسم ہو جانا فطری ہے مفر ممکن نہیں۔ لیکن پھر تجسس کرنا محبت بڑھانا حتیٰ کہ گناہ تک میں گرفتار ہو جانا۔ سب ہی ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں مگر مبدا و انتہا میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ تو اسی طرح طبعی غم اور اشکباری سے تجاوز کر کے بین کرنا۔ پیٹنا۔ سینہ زنی کرنا وغیرہ حرام ہوگا۔ جیسے شہداء کربلا کے ساتھ ایمانی اور دردِ اسلام کی محبت سے تجاوز کر کے۔ ان کی یادگاریں بنانا چومنا سر ٹیکنا منت ماننا۔ نذر و نیاز چڑھانا اولادیں مانگنا اور مصائب میں پکارنا۔ نور من نور اللہ و اجزائے خداوندی ماننا بلاشبہ حرام اور شرک ہوگا۔ حالانکہ ایک سلسلہ کے یہ امور ہیں بحق تناسخ دلبر لخطایا

نوٹ: طبع دوم میں اختصار اور افادہ عام کے لیے آخری دو جزو حذف کر دیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراجع وکتابیات

کتب اہل سنت

۱۔ قرآن کریم
۲۔ صحیح بخاری
۳۔ صحیح مسلم
۴۔ جامع ترمذی
۵۔ ابوداؤد
۶۔ نسائی
۷۔ ابن ماجہ
۸۔ مشکوٰۃ
۹۔ مسند احمد بن حنبل
۱۰۔ سیرت ابن ہشام
۱۱۔ سیرت النبیؐ از سید سلیمان ندوی
۱۲۔ تاریخ طبری
۱۳۔ البدایہ والنہایہ
۱۴۔ روح المعانی
۱۵۔ تفسیر ابن کثیر
۱۶۔ تفسیر کبیر امام رازی
۱۷۔ تفسیر معارف القرآن از مولانا ادریس کاندھلوی
۱۸۔ تفسیر آیات قرآنی مولانا عبد الشکور لکھنوی
۱۹۔ فتح الباری
۲۰۔ کنز العمال
۲۱۔ میزان الاعتدال
۲۲۔ لسان المیزان
۲۳۔ الجواہر المضیئۃ
۲۴۔ منہاج السنۃ
۲۵۔ البشارۃ للدارین بالصبر علی شہادۃ الحسینؓ
۲۶۔ تعزیہ داری اور محرم
۲۷۔ رد الرفضہ
۲۸۔ حدیث ثقلین مولانا محمد نافع
۲۹۔ معارج النبوۃ از معین فراہی
۳۰۔ مدارج النبوۃ از شیخ عبد الحق دہلوی
۳۱۔ مالا بد منہ
۳۲۔ المنجد
۳۳۔ شرح جامی
۳۴۔ تنبیہ الحائرین
۳۵۔ فتاویٰ رشیدیہ
۳۶۔ غنیۃ الطالبین
۳۷۔ احکام شریعت
۳۸۔ رسالہ تعزیہ داری
۳۹۔ حقیقت مذہب شیعہ
۴۰۔ تقریب التہذیب از ابن حجر

کتب شیعہ

۱۔ نہج البلاغۃ
۲۔ اصول کافی
۳۔ فروع کافی
۴۔ روضہ کافی
۵۔ من لا یحضرہ الفقیہ
۶۔ تفسیر صافی
۷۔ ترجمہ مقبول
۸۔ حیات القلوب
۹۔ جلاء العیون
۱۰۔ مجالس المؤمنین
۱۱۔ کشف الغمہ
۱۲۔ روضۃ الصفا
۱۳۔ صحیفہ کاملہ
۱۴۔ تنقیح المقال للما
۱۵۔ معارف اسلام
۱۶۔ المبلغ سرگودھا
۱۷۔ المعرفت حیدرآباد
۱۸۔ اصلاح الرسوم لکھا
۱۹۔ اصلاح المجالس
۲۰۔ تنقیح المسائل
۲۱۔ تنبیہ اللغات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُنّی و شیعہ تمام مسائل پر اچھوتے محققانہ انداز میں عصر حاضر کی بے نظیر تالیف

تحفہ امامیہ

مُصنّف: مولانا مہر محمد میانوالوی

جس میں قرآن کریم، فریقین کی معتبر احادیث، عقل سلیم اور تاریخ اہل بیتؓ کی روشنی میں حضرت علیؓ کے خلفاء ثلاثہ سے بہترین تعلقات، باغِ فدک، خلافت، حادثہ جمل و صفین، تحریف قرآن، فضائل خلفاء راشدین، امامت اور ختم نبوت میں دلچسپ تقابلی مطالعہ، ۱۲ خلفاء کی بحث، مذہب شیعہ کی تصویر، کلمہ طیبہ اور دیگر متنازعہ فیہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ ہر بات افراط و تفریط سے پاک اور دلکش تحریر کا آئینہ ہے۔

عکسی طباعت۔ سائز ۲۳×۱۸/۸ صفحات تقریباً ۵۰۰، قیمت ۰۰/۳۶

ہم سُنّی کیوں ہیں؟

مؤلف مذکور کی مایۂ ناز عقلی، نقلی دلائل سے لبریز کتاب شیعہ سے سُنّیہ پر ۱۰۰ سوالؔ کا مسکت جواب ہے جس میں سُنّی، شیعہ کے نام ما توحید رسالت قرآن کریم کی صحت اور امامت اور دیگر بیسیوں کلامی فقہی تاریخی مسائل پر شاندار محققانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ تحفہ امامیہ اور کتاب ہٰذا کے مباحث جدا جدا ہیں۔ مرض رفض کے لیے نسخۂ اکسیر ہے۔ عکسی طباعت، صفحات ۳۲۰، سائز ۲۲×۱۸/۸ قیمت ۰۰/۲۴

مکتبہ عثمانیہ نور باوا بازار خراداں گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محافظِ ایمان وسنت کتابیں

مؤلفہ: محققِ اہلسنت مولانا مہر محمد صاحب

کتاب	تفصیل	صفحات	قیمت
عدالت حضرات صحابہ کرامؓ	عظمت صحابہؓ کے متفقہ عقیدہ پر خاص علمی وتحقیقی کتاب مجلد	۳۵۲	۲۷/-
فضائل صحابہ کرامؓ	قرآن وسنت اور اجماع کی روشنی میں	۱۷۶	۱۲/-
تحفہ امامیہ	تحفہ اثنا عشریہ کے طرز پر جدید اسلوب میں جامع کتاب	۴۸۰	۳۵/-
ہم سنی کیوں ہیں؟	شیعہ کے ایک سو دس سوالات کے مسکت ومدلل جواب	۳۲۰	۲۴/-
مسئلہ عزاداری اور تعلیمات اہلبیتؓ	ننگِ اسلام ماتم وعزا پر ۱۷۵ دلائل سے فیصلہ کن بحث	۱۶۰	۱۰/۵۰
سُنی مذہب سچا ہے	حقانیت مذہب پر دلچسپ تحریری مناظرہ	۱۴۴	۹/-
شیعہ حضرات سے ایک سو سوالات	تبلیغ مذہب کے لیے زبردست ہتھیار		۲/۰۰
تحفۃ الاخیار (شیعہ اعتراضات کا جواب)	مشہور چوبیس اعتراضات کا جواب۔		۲/۵۰

نوٹ: تحفۃ الاخیار کا سائز ۲۰×۳۰/۱۶ ہے اور باقی کتابوں کا سائز ۲۲×۱۸/۸ ہے۔

ردِّ رفض وبدعت کے تمام مؤلفین کی کتابیں ملنے کا پتہ

مکتبہ عثمانیہ نور باوا نمبر ۱ گوجرانوالہ